دارالمصنّفین کی عربی خدمات

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد عارف عمری

ادبی دائرہ، اعظم گڑھ، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

DATA ENTERED

MFN
13031

دارالمصنّفین کی عربی خدمات

ڈاکٹر محمد عارف عمری

www.KitaboSunnat.com

REFERENCE
Not to be issued
or taken out of the Library

ادبی دائرہ، اعظم گڑھ، یوپی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© مصنّف

نام کتاب	دارالمصنّفین کی عربی خدمات
مصنف	ڈاکٹر محمد عارف عمری
صفحات	۲۷۲
طبع اول	اپریل ۲۰۱۳ء
ناشر	ادبی دائرہ اعظم گڑھ
طباعت	اصیلہ پریس دہلی
کمپوزنگ	صلاح الدین نثار معروفی 9889036799
قیمت	Rs.300/-

28640

ملنے کے پتے

۱- ادبی دائرہ، عقب آواس وکاس کالونی رحمت نگر، اعظم گڑھ

۲- مکتبہ ضیاء الکتب: مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڑھ

۳- ۱۳/۵- محمد عمر رجب روڈ کالی بلڈنگ، مدن پورہ، ممبئی ۴۰۰۰۰۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باسمہٖ تعالیٰ

انتساب

دارالمصنّفین کے سابق ناظم، تاریخ ہند کے متنوع موضوعات پر دو درجن سے زائد کتابوں کے مایہ ناز مصنف، تقسیم ہند کے بعد کے پُر آشوب اور حوصلہ شکن ماحول میں دارالمصنّفین کے علمی وقار اور تہذیبی اقدار کے پاسباں، دارالمصنّفین کے جشن طلائی اور بین الاقوامی مستشرقین سیمینار کے روح رواں

جناب سید صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم
کے نام

جن کے سایۂ عاطفت میں حقیر مؤلف کو دارالمصنّفین سے وابستگی کا شرف حاصل ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

دارالمصنّفین کی عربی خدمات

موضوع	صفحہ
پیش لفظ	۹
دیباچہ ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی	۱۲
مقدمہ	۱۵
باب اول	
دارالمصنّفین کا مختصر تعارف	
اسباب قیام ومحرکاتِ تاسیس	۱۸
اغراض ومقاصد	۲۴
مختصر تاریخ	۲۵
باب ثانی	
دارالمصنّفین کی عربی مطبوعات	
فصل اول: قرآنی مطبوعات	۳۲
مجموعہ تفاسیر ابومسلم اصفہانی	۳۲

موضوع	۳۲
ابومسلم کے حالات زندگی	۳۴
ابومسلم کے طریقۂ تفسیر کی اثر اندازی	۳۶
يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کا مفہوم	۳۷
جنت آدمؑ کی تفسیر	۴۰
واقعۂ ہاروت وماروت	۴۲
نسخ کا مفہوم	۴۵
وصیت ازواج کے حکم کا نسخ اور ابومسلم کی تاویل	۴۶
حتى تنكح زوجاً غيرهٗ کا مفہوم	۴۸
حضرت ابراہیم اور احیائے موتی	۵۰
حضرت حواءؑ کی تخلیق	۵۲
واقعۂ سامری	۵۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
ربط آیات کا اہتمام	۵۵
اجزاء تفسیر نظام القرآن	۵۸
تفسیر سورہ ذاریات	٦۱
مولانا فراہی کے طریقۂ تفسیر کی خصوصیات	٦۱
سورہ ذاریات کے مطالب کی تقسیم	٦۲
ماقبل سورہ سے ربط کی وضاحت	٦۷
سورہ کے مرکزی مضمون کی وضاحت	٦۹
تصریف ریاح وسحاب سے عمود پر استدلال	۷۱
نظائر قرآنی اور اسلوب عرب کے تتبع کا اہتمام	۷۴
قدیم آسمانی کتابوں کی تحریف کی تصحیح	۷۵
تفسیر سورہ فیل	۷۸
امعان فی اقسام القرآن	۸۹
التفسیر القیم للامام ابن القیم	۹۲
فصل دوم	
تاریخی اور ادبی مطبوعات	۹۴
الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی	۹۴
الانتقاد کی تالیف میں مولانا سید سلیمان کی معاونت	۹۹
الانتقاد کی اشاعت	۹۹
الانتقاد کا جدید ایڈیشن	۱۰۱
اسلوب بیان	۱۰۲
اہم مباحث	۱۰۳
دور بنوامیہ اور جرجی زیدان	۱۰٦
خانہ کعبہ اور شعائر اسلام کی توہین کا الزام	۱۱۲
نظام محاصل اور جرجی زیدان	۱۲۰
مسلمانوں پر علم دشمنی کا الزام	۱۲۴
ابو العلاء وما الیہ	۱۲۸
اہم مباحث	۱۳۰
معرۃ النعمان کی تحقیق	۱۳۱
ابو العلاء کے سفر بغداد کا سبب	۱۳۵
بغداد سے واپسی	۱۳۷
گوشت خوری سے پرہیز کا سبب	۱۴۰
مذہبی خیالات	۱۴۱
دیوان الفیض	۱۴۴
مختصر حالات مولانا فیض الحسن سہارنپوری	۱۴۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
شاعری	۱۴۷
دیوان الفیض	۱۴۹
دروس الادب	۱۵۳

باب ثالث
دارالمصنّفین کی کتابوں کے عربی ترجمے

مضمون	صفحہ
الرسالة المحمدیه	۱۵۶
انسانیت کی تکمیل کا موضوع	۱۵۸
رسول اللہ ﷺ کی جامعیت	۱۶۰
السیرة النبویة	۱۶۵
خصوصیات سیرت	۱۶۶
عربی ترجمہ کی افسوسناک داستان	۱۷۱
حیاة ام المومنین	
السیدة عائشة رضی الله عنها	۱۷۲
خصوصیات	۱۷۲
الاسلام والمستشرقون	۱۷۸

باب رابع
خاکہ شعر العرب

مضمون	صفحہ
عربی شاعری کی ابتدائی تاریخ	۱۸۴
عربی شاعری میں شعراء کا مقام	۱۸۵
اہم جاہلی شعراء	۱۸۶
عربی شاعری کے موضوعات	۱۸۷
منظر نگاری	۱۸۷
جذبات انسانی کی مصوری	۱۸۷
واقعیت نگاری	۱۸۸
مفاخرت	۱۸۸
عربی شاعری عہد نبوت اور عہد صحابہ میں	۱۸۹
اس دور کی شاعری کے اہم موضوعات	۱۹۱
دور بنوامیہ کی شاعری	۱۹۲
اس دور کی شاعری کے اہم موضوعات	۱۹۴
مداحی	۱۹۴
ہجو	۱۹۵
فخر	۱۹۵
سیاسی شاعری	۱۹۵
غزل	۱۹۶
عباسی دور کی شاعری	۱۹۸
اس دور کی شاعری کے امتیازات	۲۰۰
قدیم موضوعات کی تغیر پذیر صورتیں	۲۰۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
عصبیت	۲۰۰
سیاست	۲۰۰
وصف نگاری	۲۰۱
رندی وہوس ناکی	۲۰۱
حکیمانہ خیالات	۲۰۱
اس دور کی شاعری کے جدید موضوعات	۲۰۱
امرد پرستی	۲۰۲
خمریات	۲۰۲
زہدیات	۲۰۲
تہذیب اخلاق	۲۰۳
مذہبی اور علمی شاعری	۲۰۳
اسلوب بیان کی تبدیلیاں	۲۰۳
اندلس کی عربی شاعری	۲۰۴
عربی شاعری مغلوں کے عہد میں	۲۰۶
اس دور کی شاعری کے بعض امتیازات	۲۰۷
دور عثمانی	۲۱۱
عربی شاعری کا دورِ آخر	۲۱۲
دور جدید کی شاعری کے امتیازات	۲۱۳

مضمون	صفحہ
عامیانہ شاعری کا رواج	۲۱۴
موجودہ دور کی شاعری کے ادوار	۲۱۵
باب خامس **عربی کتابوں کے اردو ترجمے اور عربی تصنیفات کا اشاعتی منصوبہ**	
ہندوستان عربوں کی نظر میں	۲۱۸
تاریخ فقہ اسلامی	۲۲۴
ابن خلدون	۲۲۵
انقلاب الامم	۲۲۶
اسلام اور عربی تمدن	۲۲۷
تاریخ بدء الاسلام	۲۲۸
اسلوب نگارش کے نمونے	۲۳۱
کتاب الجزیہ	۲۳۷
اسکات المعتدی	۲۴۲
لغات جدیدہ	۲۴۵
کتابیات	۲۴۸
اشاریہ	۲۵۱
☆☆☆	

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

پیش نظر کتاب خاکسار کا تحقیقی مقالہ ہے جس کو ۲۰۰۲ء میں لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی میں جمع کیا گیا تھا، ایک برس کے بعد اس مقالہ کا مناقشہ ہوا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل ہوئی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

دارالمصنّفین اعظم گڑھ نے اردو زبان میں جو علمی ، ادبی، تاریخی اور سوانحی خدمات انجام دی ہیں وہ اہل علم سے مخفی نہیں ہیں اور ان کے بارہ میں بہت کچھ لکھا بھی جا چکا ہے، لیکن اس ادارہ نے عربی زبان وادب میں جو کارنامے انجام دیئے ہیں ان کے بارہ میں عمومی واقفیت نہیں ہے، اسی احساس کے پیش نظر خاکسار نے اپنے تحقیقی مقالہ کے لئے اس موضوع کو منتخب کیا اور محترم پروفیسر عبیداللہ فراہی صاحب سابق صدر شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی کی نگرانی میں اس کو مرتب کیا، جن ایام میں یہ مقالہ زیر تالیف تھا خاکسار دارالمصنّفین کے احاطہ میں بحیثیت رفیق ادارہ مقیم تھا، اس تعلق کی بنا پر بجا طور پر یہ خیال دل میں موجزن تھا کہ نہایت آسانی کے ساتھ اس مقالہ کی تکمیل ہو جائے گی، مگر جب موضوع پر کام کرنا شروع کیا تو مشکلات کا اندازہ ہوا، اس مقالہ کا ایک اہم حصہ علامہ شبلی کی مایہ ناز عربی کتاب ''الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی'' کے تعارف اور اس کے مباحث کے تجزیہ پر مشتمل ہے، اس کتاب کا شہرہ کانوں میں پہلے سے پڑا ہوا تھا، لیکن جب اس کی تلاش ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو دارالمصنّفین کے کتب خانہ میں اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہ ہو سکا، بالآخر محترم ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری مرحوم (لائبریرین مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) سے رابطہ کیا، مرحوم نے ازراہ نوازش اس کتاب کی فوٹو اسٹیٹ علی گڑھ سے ارسال فرمائی، اتفاق سے ان ہی دنوں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ جانا ہوا، وہاں کے کتب خانہ میں الانتقاد کے کئی ایک نسخے موجود تھے، مولانا محمد مرتضٰی صاحب مرحوم (لائبریرین کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی) نے ازراہ کرم ایک نسخہ کے فوٹو کاپی کی اجازت مرحمت فرمائی، الغرض اسی مقالہ کے عنوان سے الانتقاد کو ایڈٹ کرنے اور اس کے متن کا مجلّہ المنار سے موازنہ کرنے کا موقع ملا، جس کے بعد یہ کتاب دارالمصنّفین سے شائع ہوئی، اسی طرح جرجی زیدان کی تاریخ التمدن الاسلامی سے مراجعت کی جب ضرورت پیش آئی تو یہی معاملہ سامنے آیا، دارالمصنّفین کے کتب خانہ میں اس کتاب کا قدیم ایڈیشن ہے اور اس کے مکمل اجزاء بھی موجود نہیں ہیں، اس سلسلہ میں جامعہ اسلامیہ، مظفر پور، اعظم گڑھ کے کتب خانہ سے مدد ملی جس میں اس کتاب کا نیا ایڈیشن موجود ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اس مقالہ کی ترتیب میں دارالمصنّفین کے ساتھ دوسرے علمی مراکز سے نقل واستفادہ کیا گیا ہے مگر زیادہ تر علمی مواد کتب خانہ دارالمصنّفین ہی سے حاصل کیا گیا ہے۔

اعظم گڑھ اور دارالمصنّفین سے اس خاکسار کا تعلق اس درجہ مستحکم اور پائیدار تھا کہ وہاں سے نقل مکانی کا کوئی تصور بھی ذہن ودماغ میں نہیں آتا تھا، مگر میری مجبوری یہ تھی کہ میرا خانوادہ مستقل طور پر بمبئی میں آباد ہے اور میں اکیلا اپنے بچوں کے ساتھ اعظم گڑھ میں مقیم تھا، چنانچہ والدہ مرحومہ (جو دو برس قبل اس عالم فانی سے کوچ کر گئیں) کی تیمارداری اور اپنے افراد خانہ سے قرب وتعلق کے جذبہ نے ایسا شدید داعیہ پیدا کیا کہ میں نے اعظم گڑھ کو خیر باد کہنے کا فیصلہ کر لیا اور ممبئی منتقل ہو گیا، اس اثناء میں رہ رہ کر یہ خیال آتا رہا کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالہ کو شائع کرا دینا چاہئے، چوں کہ یہ دار المصنّفین کے پروجیکٹ کا حصہ نہیں تھا اس لئے اس ادارہ سے اس کے طبع و اشاعت کا واہمہ بھی دل میں نہیں گزرتا تھا، ایک مجلس میں مولانا ضیاء الدین اصلاحی مرحوم سابق ناظم دار المصنّفین کی خدمت میں اس کا ایک نسخہ پیش کر کے یہ درخواست کی کہ وہ اس پر دیباچہ تحریر فرما دیں تاکہ اس کو کسی جگہ اشاعت کے لئے بھیجا جا سکے، مولانا اصلاحی مرحوم نے اس کو یہ کہہ کر رکھ لیا کہ یہ تو دار المصنّفین کے موضوع سے براہ راست متعلق ہے، اس کو یہیں سے شائع ہونا چاہئے، خاکسار نے اس کو اپنی نیک بختی سمجھا اور خاموش رہا، اس کے بعد کچھ ہی عرصہ گذرا کہ اچانک مولانا اصلاحی مرتبہ شہادت سے ہم کنار ہو کر ہم لوگوں سے رخصت ہو گئے اور ان کے قلم سے دیباچہ کی حسرت دل ہی میں رہ گئی، تاہم میرے لئے تسلی کا پہلو یہ ہے کہ مولانا ضیاء الدین اصلاحی مرحوم کے محبوب نظر مسترشد اور دار المصنّفین کے محب وشیدائی ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی صاحب نے اس کتاب کا دیباچہ لکھ کر مجھ کو ممنون کرم کیا اور ان ہی کے قائم کردہ ادارۂ تالیف ''ادبی دائرہ اعظم گڑھ'' سے اس کتاب کی اشاعت بھی ہو رہی ہے۔

یہ مقالہ تقریباً بارہ برس قبل لکھا گیا ہے، اس لئے چند مقامات پر توضیح کی ضرورت محسوس ہوئی، اس کو حاشیہ میں درج کر دیا ہے، اصل مقالہ میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا ہے، البتہ تفسیر ابن القیم اور لغات جدیدہ کا تذکرہ اصل مقالہ میں رہ گیا تھا، اس کمی کو پورا کر لیا گیا ہے، امید ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ دار المصنّفین کی عربی خدمات کی ایک جھلک سامنے آ جائے گی اور اگر اس کتاب کے ذریعہ ناتمام علمی منصوبوں میں کچھ تحریک پیدا ہو جائے، تو یہی مؤلف کی محنت کا صلہ ہوگا۔

محمد عارف عمری

وسئی روڈ، ضلع تھانہ، مہاراشٹرا

۶ / دسمبر ۲۰۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

برادر مکرم ڈاکٹر محمد عارف عمری کی خوش بختیوں کا سلسلہ یہ ہے کہ وہ مدرسۃ الاصلاح اور دارالسلام عمر آباد سے تحصیل علم کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور مدینۃ العلم کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے، پھر عالم اسلام کے مایہ ناز تصنیفی وتحقیقی ادارہ دارالمصنّفین اعظم گڑھ سے وابستہ ہو کر اس سلسلہ زریں کا حصہ بنے جس کی بنا ہندوستان کے مجدد اعظم علامہ شبلی نے ڈالی تھی۔ یہاں انھوں نے متعدد اہم علمی وتحقیقی مقالے لکھے جو ہندوستان کے مؤقر ترین رسالے ماہنامہ معارف میں شائع ہوئے۔ متعدد عربی مضامین کے ترجمے اور ایک گراں قدر کتاب تذکرہ مفسرین ہند قلم بند کی۔ مولانا داؤد اکبر اصلاحی کے قرآنی مقالات اور اسلام اور مستشرقین جلد ہشتم کی ترتیب وتدوین بھی ان کی اہم علمی کوششیں ہیں۔ ایک اہل قلم کی حیثیت سے وہ اپنے ہم عصروں میں ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ ان کا تصنیفی شعور پختہ اور علم ومطالعہ عمیق ہے۔ خصوصاً اسلامی علوم پر ان کی گہری نگاہ ہے، ان کی بعض تحریروں کی ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم جیسے مایہ ناز اسکالر نے تحسین کی ہے۔

زیرِ نظر کتاب دراصل ان کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جس پر انھیں لکھنؤ یونیورسٹی نے پی، ایچ، ڈی [Ph.D.] کی ڈگری تفویض کی ہے، اس میں انھوں نے دارالمصنّفین کی عربی خدمات کا جائزہ پیش کیا ہے۔

تقریباً ایک صدی پر مشتمل دارالمصنّفین کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سیرت وسوانح، تاریخ وتذکرہ اور شعروادب کے متنوع موضوعات پر دوسو سے زائد بلند پایہ تحقیقی کتابیں اپنے رفقاء ومصنفین سے لکھواکر شائع کی ہیں، خاص طور پر سیرۃ النبی کی تالیف وتدوین واشاعت اس ادارہ کا بڑا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ دارالمصنفین کی تصنیفی زبان اگرچہ اردو ہے اوراس نے اردو کے ذخیرہ میں بڑا اہم اوروقیع اضافہ کیا ہے تاہم اس کے بعض مصنفین کے قلم سے عربی زبان میں بھی تحریریں نکلیں، یہی نہیں انھوں نے متعدد اہم عربی کتابوں، بلکہ مصادر کا اردو زبان میں ترجمہ کیا اوران کی اشاعت کا بھی سامان کیا۔ تفسیر ابومسلم اصفہانی کی ترتیب وتدوین اوراشاعت خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ڈاکٹر عمری نے دارالمصنّفین کی اس طرح کی تمام کوششوں اور کاوشوں کا اپنے مقالہ میں بڑی عمدگی اور سلیقہ مندی سے احاطہ کیا ہے۔

دارالمصنّفین کی گراں قدر خدمات کے مطالعہ وجائزہ پر مشتمل متعدد مقالات اور کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ ان میں پروفیسر خورشید نعمانی کی کتاب دارالمصنّفین کی تاریخ اور علمی خدمات (دوجلدیں) خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ راقم نے بھی دارالمصنّفین کی تاریخی خدمات [مطبوعہ خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ] کے نام سے مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی ہے، ہندوستان کی کئی یونیورسٹیوں میں بھی مقالے لکھے گئے ہیں تاہم ڈاکٹر محمد عارف عمری کا مقالہ ان میں انفرادیت کا حامل ہے۔ یہ مقالہ اگرچہ عربی خدمات کے عنوان سے لکھا گیا ہے لیکن دراصل یہ دارالمصنّفین کی قرآنی، تفسیری اور تاریخِ اسلام سے متعلق خدمات کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ اس میں دارالمصنّفین کے قیام کے اسباب ومحرکات کے ساتھ اس کی اجمالی تاریخ بھی آگئی ہے، نیز علامہ شبلی اور مولانا حمیدالدین فراہی کے عربی رسائل وتفاسیر کا بھی تجزیہ شامل ہے۔

یہ وقیع مقالہ اس لحاظ سے بھی بڑا اہم ہے کہ اس میں شبلی کے علمی منصوبوں اوران کے عزائم کی داستان بھی کسی قدر آگئی ہے، دارالمصنّفین کے بعض ناتمام تصنیفی سلسلوں کو پایہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکمیل تک پہنچانے کی خواہش کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ یہ اصلاً فاضل مصنف کی شبلی اور دبستان شبلی سے گہری وابستگی کا اظہار ہے۔ یقین ہے کہ آئندہ جب ہم شبلی صدی کے منصوبے پر عمل پیرا ہوں گے، یہ مقالہ کسی نہ کسی نوع سے ہماری ضرور رہنمائی کرے گا۔ اس کی اشاعت سے ہماری علمی تاریخ کے سرمائے میں ایک اہم کتاب کا اضافہ ہوگا۔ ہم اس کی اشاعت پر اپنے لائق فخر دوست ڈاکٹر محمد عارف عمری صاحب کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

مخلص

محمد الیاس الاعظمی

ادبی دائرہ، اعظم گڑھ

۳۱/ مارچ ۲۰۱۳ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ تقریباً ایک صدی سے علم وفن کی خدمت میں مصروف ہے۔ اس طویل عرصہ میں اس ادارہ نے زیادہ تر اردو زبان میں اسلامیات، تاریخ، سوانح، ادب اور تنقید وغیرہ کے موضوعات پر کتابیں شائع کی ہیں مگر اسی کے ساتھ اس نے بعض اہم عربی کتابیں بھی شائع کی ہیں یا ان کی اشاعت کا سامان مہیا کیا ہے۔ یہ کتابیں اپنے موضوع اور مشمولات کے اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں، اس لئے راقم الحروف نے اپنے تحقیقی مقالہ کے لئے اسی کو موضوع بنایا ہے۔

اس مقالہ کے باب اول میں دارالمصنّفین کا مختصر تعارف اور اہم علمی کارناموں کا سرسری ذکر کیا گیا ہے، البتہ دوسرا باب قدرے مفصل ہے جس میں دو فصلیں قائم کی ہیں، فصل اول میں دارالمصنّفین کی ان عربی کتابوں کا تعارف و تجزیہ پیش کیا گیا ہے جو خالص قرآنیات کے موضوع پر ہیں اور فصل دوم میں ان کتابوں کا ذکر ہے جو ادب اور تاریخ کے موضوع پر ہیں۔

مقالہ کے تیسرے باب میں دارالمصنّفین کی کتابوں کے عربی تراجم کا ذکر ہے جن میں بعض مطبوعہ ہیں اور بعض کی اشاعت ہنوز باقی ہے۔

مقالہ کا چوتھا باب ''شعر العرب'' کے عنوان سے ہے، اس موضوع سے متعلق علامہ شبلی نعمانی اور مولانا عبدالسلام ندوی کی تحریروں کو یکجا کر دیا گیا ہے، جس کے مطالعہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اندازہ کرنا مشکل نہ ہوگا کہ علامہ شبلی کے پیش نظر شعر العرب کی تالیف کا خاکہ کیسا تھا اور اب بھی یہ خاکہ تشنۂ تکمیل ہے، مولانا عبدالسلام ندوی نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا اور کافی حدتک اس موضوع پر کام بھی کیا مگر شعر الہند کے مؤلف کی یہ تصنیف ناتمام رہی۔

مقالہ کے پانچویں باب میں دارالمصنّفین کی ان کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے جو عربی سے اردو میں منتقل کی گئی ہیں اور اس باب میں ضمیمہ کے طور پر ان عربی مطبوعات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جو دارالمصنّفین سے گو شائع نہیں ہوئی ہیں لیکن وہ اس کے اشاعتی منصوبہ میں شامل ہیں۔

اس مقالہ کی تیاری میں جن لوگوں نے میری مدد کی میں ان سب کا شکر گزار ہوں، خاص طور پر استاذ محترم پروفیسر عبیداللہ فراہی صدر شعبۂ عربی لکھنؤ یونیورسٹی کا ممنون ہوں جن کی نگرانی و رہنمائی میں یہ مقالہ مکمل ہوا۔ و بفضل اللّٰہ و نعمتہ تتم الصالحات و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین.

محمد عارف اعظمی عمری
دارالمصنّفین، شبلی اکیڈمی
اعظم گڑھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول

دارالمصنّفین کا مختصر تعارف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالمصنّفین اعظم گڑھ ہندوستان کا ایک مایہ ناز علمی و تحقیقی ادارہ ہے جس کو بین الاقوامی پیمانہ پر شہرت حاصل ہے۔ ۱۹۱۴ء میں علامہ شبلی نعمانی نے اس کی داغ بیل ڈالی اوران کے تلامذہ اور متعلقین نے اپنے خون جگر سے اس کی آبیاری کی جس کی بدولت یہ ادارہ ایک علمی تحریک اور کارواں بن گیا جس کا فیضان آج بھی جاری ہے۔

اسباب قیام ومحرکات تاسیس

۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ واقتدار مستحکم ہوگیا، چنانچہ اس غدر میں اہل ہند کی ناکامی نے صرف ان کو سیاسی اور فوجی لحاظ سے محکوم بننے پر مجبور نہیں کیا بلکہ اہل فرنگ نے علوم وفنون اور افکار ونظریات کے قدیم اصولوں پر بھی تیشہ زنی کی۔ انھوں نے جدید تعلیم اور تہذیب نو کے عنوان سے تاریخی حقائق کو مسخ کرنے اور علم وادب کی پرانی قدروں کو فرسودہ باور کرانے کی منظّم سعی وکاوش کی جس کے اثر سے ہندوستانی مسلمان کی جدید نسل اپنے ماضی سے برگشتہ دکھائی دینے لگی۔ دوسری طرف دانشور طبقہ کا یہ حال تھا کہ وہ اس فکری یلغار کے مقابلہ میں شکست خوردہ نظر آرہا تھا۔

۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی کی قیادت چوں کہ طبقہ علماء نے کی تھی اس لئے ان کو انگریزوں کے غیض وغضب کا براہ راست سامنا کرنا پڑا، ذی علم اور باصلاحیت علماء کی بڑی تعداد دارورسن، قید وبند اور جلاوطنی پر مجبور تھی اور جو علماء میدان میں موجود تھے وہ علوم قدیمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے تحفظ میں منہمک تھے اور ان کو زمانہ کی نئی ضروریات کا شدت سے احساس نہ تھا، ایسے پر آشوب دور میں یورپ کے فکری حملوں کی روک تھام اور ہندوستانی مسلمانوں کی جدید نسل کی رہنمائی کے لئے برصغیر کی چند شخصیتیں ابھر کر سامنے آئیں جن میں علامہ شبلی نعمانی کی شخصیت فکر و عمل کے اعتبار سے سب سے زیادہ قد آور شخصیت ہے۔

علامہ شبلی نعمانی چونکہ قدیم اور مذہبی علوم کے عالم تھے اور جدید علوم کے بہت سے آراء و خیالات سے بھی واقف تھے، اس لئے ان کو بجا طور پر یہ خواہش ہوئی کہ علماء کی ایک ایسی جماعت قائم کی جائے جو اس نئے زمانہ میں اسلام کی نئی ضروریات کو پورا کرے (۱) یعنی اسلامی عقائد و تاریخ، علوم و فنون اور تہذیب کو نئے معیار و مذاق اور عصری تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کی صلاحیت پیدا کرے۔

علامہ شبلی کے سامنے اسلام کی نئی ضروریات کا خاکہ اس طرح کا تھا کہ:

۱۔ فلسفہ حال کے اصولوں اور ان کا معتدبہ حصہ مکمل اردو زبان میں منتقل ہو۔

۲۔ یہ تنقیح ضرور ہو کہ فلسفہ حال کے وہ کون سے مسائل ہیں جو مذہب کے خلاف اور قابل رد ہیں اور کن مسائل کو مذہب سے منطبق کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ ان کا خیال تھا کہ جس قسم کے مضامین پر یورپ میں تصنیفات ہو رہی ہیں اور جن میں اسلامی تصنیفات بھی موجود ہیں ان میں موازنہ کر کے بتایا جائے کہ مسلمانوں کا طرز تصنیف کیا تھا اور یورپ کا طرز تصنیف کیا ہے، مثلاً اسماء الرجال، معانی و بلاغت اور تحقیقات مذہب میں عربی زبان میں کثرت سے تصنیفات موجود ہیں، ان ہی مضامین نے یورپ میں نئے نئے اسلوب اختیار کئے ہیں، موازنہ کر کے بتانا چاہئے کہ دونوں کی مختلف خصوصیات کیا ہیں اور کس کو کس حیثیت سے ترجیح دی جائے۔

۴۔ خالص اسلامی علوم مثلاً کلام، فقہ، اصول، تفسیر وغیرہ کی تاریخ اس محققانہ طرز پر

---

(۱) مولانا سید سلیمان ندوی۔ حیات شبلی ص ۱۸۔ دار المصنفین ۱۹۸۳ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتب کی جائے جس سے معلوم ہو کہ یہ علوم کب پیدا ہوئے، کیوں کر بڑھے، کس کس زمانے میں میں کیا کیا باتیں اضافہ ہوتی گئیں اور کن اسباب سے ہوئیں ان کا کس قدر حصہ صحیح ہے اور کس قدر تنقید واصلاح کا محتاج ہے۔

۵۔ فارسی اور عربی شاعری اور انشاء پردازی کی تاریخ بھی لکھی جائے۔

۶۔ جن نئے عنوانوں پر یورپ میں مضامین لکھے جارہے ہیں ان کو اردو زبان میں ترجمے کے ذریعے سے لایا جائے۔

۷۔ مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کا تاریخی نقطہ نظر سے جائزہ بھی ضروری ہے، مثلاً انتظام عدالت، انتظام محاصل، پبلک ورکس، تعلیمات، فوجی نظم ونسق، معاشرت غرض اس قسم کے تمام امور کی نسبت مورخانہ طور پر لکھا جائے کہ مسلمانوں نے ان چیزوں میں کہاں تک ترقی کی اور کس کس عہد میں کیا کیا اضافہ ہوا۔(۱)

غرض یہی وہ نقشہ اور خاکہ تھا جس میں رنگ بھرنے کے لئے علامہ شبلی کے ذہن ودماغ میں دارالمصنّفین کا تخیل پیدا ہوا۔ یوں تو علی گڑھ کے قیام کے دوران ہی سے ان کو اس ضرورت کا شدت کے ساتھ احساس تھا، چنانچہ انھوں نے اس خاکہ کے مطابق الفاروق، علم الکلام، الکلام، الغزالی اور سیرۃ النعمان جیسی معرکۃ الآراء کتابیں لکھیں مگر تحریک ندوہ سے وابستہ ہونے کے بعد انھوں نے اس کو ایک قومی ضرورت کی شکل میں قوم کے سامنے پیش کیا۔ مارچ ۱۹۱۰ء میں ندوۃ العلماء کے اجلاسِ دہلی میں انھوں نے اس ضرورت کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

''قومی اور مذہبی ضروریات میں جس قدر ایک قومی مدرسہ، ایک قومی کالج اور ایک قومی یونیورسٹی کی ضرورت ہے، اسی قدر ایک قومی کتب خانۂ اعظم کی بھی ضرورت ہے۔ اگر مسلمانوں کے مذہب، مسلمانوں کے علوم، مسلمانوں

---

(۱) افادات مہدی ص ۲۷۳۔۲۷۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قومی تاریخ کو زندہ رکھنا ہے تو ضروری ہے کہ ایک ایسا کتب خانہ قائم کیا جائے جس میں علوم مذہبی کے متعلق نادر اور بیش بہا تصانیف موجود ہوں جس میں مسلمانوں کے خاص ایجاد کردہ علوم وفنون کا کافی سرمایہ ہو جس میں ہر فن کے متعلق وہ تمام کتابیں موجود ہوں جو اس فن کے دور ترقی کے مدارج ہیں، جس میں قدماء کے عہد کی یادگاریں ہوں اور ان سب باتوں کے ساتھ یہ کتب خانہ کسی کا ذاتی نہ ہو بلکہ وقف عام ہو تا کہ تمام ہندوستان کے مسلمان اور بالخصوص اہل قلم اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔'' (۱)

اسی اجلاس میں علامہ شبلی کے شاگرد رشید مولانا سید سلیمان ندوی نے تخیل دارالمصنّفین کو ان الفاظ میں قوم کے سامنے پیش کیا:

''کتب خانہ کے سوا ایک وسیع کمرہ ارباب قلم ومصنّفین کے لئے بنایا جائے جس میں قوم کی ایک جماعت تصنیف وتالیف میں مشغول ہو، مادری زبان جس کا گہوارہ طفولیت یہی دہلی ہے اس کو ان تصانیف کے ذریعہ سے ترقی دی جائے، میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے ارباب قلم ومصنّفین جن کی تعداد ہندوستان میں ایک مناسب حد تک ہے اس کے مصارف بطور یادگار اپنی جیب سے پورے کریں اور اس عمارت کا نام دارالمصنّفین ہو۔'' (۲)

اسی زمانہ میں نواب سر مزمل اللہ خاں نے علامہ شبلی کی علمی تصنیفات کی یادگار میں دارالعلوم ندوہ میں ایک کمرہ بنوانے کی خواہش ظاہر کی، چنانچہ علامہ شبلی نے ان سے درخواست کی کہ وہ دارالمصنّفین کی مجوزہ عمارت کے مد میں اپنے عطیہ کو منتقل فرمادیں۔ (۳)

دارالمصنّفین کی یہ تجویز ابھی ابتدائی مرحلہ میں تھی اور بالفعل اس کے خاکہ میں

---

(۱) حیات شبلی ص ۶۹۰، ۶۹۱ (۲) ایضاً ص ۶۹۲ (۳) ایضاً ص ۶۹۲، ۶۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنگ نہیں بھرا جا سکا تھا کہ دارالعلوم ندوہ میں ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ علامہ شبلی اس سے دل برداشتہ ہو کر علاحدہ ہو گئے چنانچہ دو تین برس تک دارالمصنفین کی تجویز التواء کا شکار ہو گئی، اس اثناء میں الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف وترتیب کی مشغولیت اور دارالعلوم ندوہ سے علاحدگی نے علامہ شبلی کو کچھ دنوں کے لئے دارالمصنفین کی تجویز سے دور کر دیا تھا مگر اس کا خیال برابر ان کے دل میں موجزن رہا، چنانچہ فروری ۱۹۱۴ء میں انھوں نے دوبارہ اس تجویز کو الہلال کے ذریعہ قوم کے سامنے رکھا، جس میں لکھا کہ:

> خدا کا شکر ہے کہ ملک میں تصنیف وتالیف کا مذاق پھیلتا جاتا ہے اور قابل قدر ارباب قلم پیدا ہوتے جاتے ہیں لیکن بایں ہمہ اس گروہ میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جن کو مصنف کے بجائے مضمون نگار یا انشاء پرداز کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ کیوں کہ ان کی مستقل تصنیفیں نہیں ہیں بلکہ معمولی رسالے یا مضامین ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کی تصنیف کی قابلیت نہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی تصنیف کے لئے جو سامان درکار ہے وہ مہیا نہیں ہے، ان میں سے اکثر کے پاس کتابوں کا ذخیرہ نہیں ہے جو انتخاب اور استنباط اور اقتباس کے کام آئے۔ اتفاق سے اگر کوئی قومی کتب خانہ موجود ہے تو دلجمعی کے اسباب نہیں کہ اطمینان سے چند روز وہاں رہ کر کتابوں کا مطالعہ اور اس سے استفادہ اور نقل وانتخاب کر سکیں۔ ان باتوں کے ساتھ کوئی علمی مجمع بھی نہیں کہ ایک دوسرے سے مشورہ اور تبادلۂ خیالات ہو سکے۔ ان مشکلات کے حل اور تصنیف وتالیف کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ایک وسیع دارالتصنیف امور ذیل کے موافق قائم کیا جائے۔

۱۔ ایک عمدہ عمارت دارالتصنیف کے نام سے قائم کی جائے، جس میں ایک وسیع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہال کتب خانہ کے لیے ہو اور اس کے حوالی میں ان لوگوں کے قیام کے لئے کمرے ہوں جو یہاں رہ کر کتب خانہ سے فائدہ اٹھانا اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہنا چاہتے ہوں۔

۲- یہ کمرے خوبصورت اور خوش وضع ہوں اور ان مشہور مصنّفین کے نام سے موسوم ہوں جو تصنیف کی کسی شاخ کے موجد اور بانی ہوں۔

۳- ایک عمدہ کتب خانہ فراہم کیا جائے جس میں کثرت تعداد ہی پر نظر نہ ہو بلکہ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ جس فن کی کتاب ہو نادر اور کم یاب ہو۔

۴- تصنیفی وظائف قائم کئے جائیں اور وظیفہ عطا کنندہ کے نام سے موسوم کیا جائے، یہ وظائف یا ماہوار ہوں گے یا کسی تصنیف و تالیف کے صلہ کے طور پر دیئے جائیں گے۔

۵- جو لوگ کم از کم یک مشت پانچ سو روپیہ عطا فرمائیں گے ان کے نام اس عمارت پر کندہ کئے جائیں گے۔

میں یہ تجویز بالکل ایک سرسری صورت میں پیش کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ سردست محض ایک خاکہ کے طور پر اس کی بنیاد قائم ہو جائے جو رفتہ رفتہ خود بہ خود وسعت حاصل کرتی جائے گی۔''(۱)

علامہ شبلی نے اس تجویز کا انگریزی میں ترجمہ بھی کرایا اور احباب خاص اور اہل علم کو اس کی اہمیت سے روشناس کرانے کے لئے متعدد خطوط لکھے، چنانچہ اس تجویز کا گرم جوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔ مگر مسئلہ یہ درپیش تھا کہ دار المصنّفین کہاں قائم ہو۔

دار المصنّفین کا تخیل تو قیام ندوہ کے زمانے میں پیدا ہوا تھا۔ اور دار العلوم ندوہ ہی اس کے لیے موزوں جگہ تھی، مگر وہاں ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ دار المصنّفین کا قیام وہاں ممکن نہ تھا، علامہ شبلی اپنے ایک عزیز شاگرد مولوی مسعود علی ندوی کو ایک خط میں لکھتے ہیں کہ:

''بھائی وہ لوگ دار المصنّفین ندوہ میں بنانے کب دیں گے کہ میں بناؤں، میری

---

(۱) الہلال ۱۱، فروری ۱۹۱۴ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل خواہش یہی ہے لیکن کیا کیا جائے، حالانکہ اس میں انہی کا فائدہ ہے۔"(۱)

علامہ شبلی کے صدیق حمیم نواب مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی نے دارالمصنّفین کے قیام کے لئے اپنے وطن حبیب گنج کی پیشکش کی اور ان کے پاس وسائل بھی بہت تھے، مگر علامہ شبلی نے اس پیشکش کے جواب میں خود اپنے وطن اعظم گڑھ کو مقدم رکھا، اور اپنا ایک ذاتی باغ اور دو بنگلے اس کے لئے نذر کیئے۔ انھوں نے اس کے لئے اپنے خاندان کے تمام افراد کو آمادہ کرلیا اور سب کی مرضی واجازت سے اس کو وقف کیا، البتہ اس کا وقف نامہ ابھی زیر تحریر ہی تھا کہ ۱۸/نومبر ۱۹۱۴ء کو علم وفن، تاریخ وادب اور سیرت وسوانح کا یہ بطل جلیل اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

علامہ شبلی کے انتقال کے معاً بعد ان کے تلامذہ مولانا حمید الدین فراہی، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، مولانا مسعود علی ندوی اور مولانا شبلی متکلم ندوی اسی باغ و بنگلہ میں یکجا ہوئے جو علامہ شبلی نے وقف کیا تھا اور وہی ان کا مدفن بھی بنا اور ایک مجلس "اخوان الصفا" کے نام سے قائم کی جس نے دارالمصنّفین کے تخیل کو عملی جامہ پہنایا اور علم وادب کی ایک ایسی قلمرو قائم کی جس کی ضیاء پاشی آج تک قائم ہے۔

اغراض ومقاصد

مجلس اخوان الصفا کے ارکان مختلف مقامات پر اپنے علمی کاموں میں مشغول تھے، چنانچہ چند مہینے ان کو اپنے کاموں کو سمیٹنے میں لگا، بالآخر ۱۹۱۵ء میں اس مجلس نے دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی کے نام سے اس ادارہ کی رجسٹری کروائی اور اس کے درج ذیل مقاصد متعین کیئے:

۱۔ ملک میں اعلیٰ مصنفین اور اہل قلم کی جماعت پیدا کرنا۔

۲۔ بلند پایہ کتابوں کی تصنیف وتالیف اور ترجمہ کرنا۔

---

(۲) مکاتیب شبلی ج ۲، ص ۱۲۷ معارف پریس ۱۹۱۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- ان کی اور دیگر علمی و ادبی کتابوں کی طبع و اشاعت کا انتظام کرنا۔

ان مقاصد کی حصول یابی کے لئے دار المصنّفین کے کاموں کو مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا جن میں اہم شعبے یہ ہیں:

۱- دار التصنیف ۲- دار الاشاعت ۳- دار الطباعت ۴- دار الکتب

۵- شعبۂ رسالہ معارف ۶- شعبہ تعمیرات۔

جولائی ۱۹۱۶ء سے دار المصنّفین کا ماہوار علمی رسالہ معارف شائع ہونا شروع ہوا جس نے دار المصنّفین کے اغراض و مقاصد کی مکمل نمائندگی کی اور آج بھی یہ رسالہ پابندی سے شائع ہوتا ہے، اس قدر طویل العمر اور معیاری رسالہ عالمی سطح پر شاید ہی کوئی ہو۔

مختصر تاریخ

دار المصنّفین کے قیام کے وقت اس کے پاس علامہ شبلی نعمانی کی متروکہ کتابیں جو دو الماریوں پر مشتمل تھیں کے علاوہ علامہ کے خاندان کا باغ اور اس میں تعمیر دو بنگلے تھے، اس کے سوا اس کی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، چنانچہ مولانا حمید الدین فراہی اور مولانا سید سلیمان ندوی نے ریاست حیدر آباد جا کر یہ درخواست کی کہ نظام حیدر آباد کی جانب سے علامہ شبلی کو جو تعلیمی وظیفہ ملا کرتا تھا اس کو دار المصنّفین کی طرف منتقل کر دیا جائے، یہ درخواست منظور ہوئی جس سے دار المصنّفین کو استحکام نصیب ہوا، علامہ شبلی کی زیر تالیف کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دار المصنّفین کے سلسلہ مطبوعات کا آغاز ہوا، اسی دوران علامہ کے مکاتیب کو بھی یکجا کر کے شائع کیا گیا، دار المصنّفین کے قیام کے معاً بعد مولانا مسعود علی ندوی وہاں پہنچ گئے اور انتظامی کاموں میں مشغول ہو گئے، مولانا سید سلیمان ندوی اس وقت دکن کالج پونہ میں اور مولانا عبد السلام ندوی رسالہ ''الہلال'' کلکتہ کے اسٹاف میں شامل تھے، چنانچہ ان دونوں بزرگوں نے اپنی اپنی ملازمت کو خیر باد کہہ کر در شبلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو آباد کرنے کا تہیہ کیا، اور اعظم گڑھ پہنچ گئے اور اس طرح احباب ثلاثہ کی اس جماعت نے تعمیری اور تصنیفی مہم کا آغاز کیا، ان کے علاوہ مولانا عبدالماجد دریابادی اور مولانا عبدالباری ندوی جو علامہ شبلی کے خوشہ چیں تھے ان کی توجہات بھی اس ادارہ کو حاصل رہیں، مولانا حمیدالدین فراہی کی رہنمائی اور حبیب شبلی مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی کی سرپرستی نے اس قافلہ علمی کو ہر قدم پر سہارا دیا، اور رفتہ رفتہ یہ علم و فن کا ایک بے مثال کارواں بن گیا، جس میں مولانا سید سلیمان ندوی کو میر کارواں کی حیثیت حاصل تھی، وہی دارالمصنّفین کے ناظم اول مقرر ہوئے اور عمر کے آخری چند برسوں کے سوا بقیہ عمر یہیں بسر کی۔

۱۹۴۶ء میں مولانا سید سلیمان ندوی نواب بھوپال کے اصرار پر بھوپال کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے، مگر اس اثناء میں وہ مکمل طور پر دارالمصنّفین سے وابستہ رہے، تقسیم ملک کے بعد اپنے اعزہ کے اصرار پر پاکستان چلے گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی، ان کے رفیق کار مولانا عبدالسلام ندوی نے پوری عمر آستانہ استاذ کی نذر کردی، اور ۱۹۵۸ء میں دارالمصنّفین ہی میں وفات پائی اور مزار شبلی میں مدفون ہوئے، مولانا مسعود علی ندوی نے اپنے حسن ذوق و انتظام سے کتب خانہ، مسجد، دارالضیوف اور اسٹاف کوارٹر تعمیر کرائے، اور کتابوں کی طباعت و اشاعت کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا، اخیر عمر میں برسوں صاحب فراش ہو کر ۱۹۶۷ء میں انھوں نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔

عہد اول کے خاتمہ کے بعد شاہ معین الدین احمد ندوی اور سید صباح الدین عبدالرحمٰن نے اس ادارہ کی باگ ڈور سنبھالی اور انتہائی پر آشوب دور میں اس کی لو کو مدھم نہیں ہونے دیا، ۱۹۷۴ء میں شاہ معین الدین احمد ندوی کی وفات ہوئی پھر ۱۹۸۷ء میں سید صباح الدین عبدالرحمٰن بھی اپنے مالک سے جا ملے۔

موجودہ دور میں دارالمصنّفین کے علمی شعبہ کے سربراہ مولانا ضیاء الدین اصلاحی ہیں اور انتظامی امور کی باگ ڈور جناب عبدالمنان ہلالی کے ہاتھ میں ہے اور اب بھی یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قافلہ سوئے منزل رواں دواں ہے۔(۱)

دارالمصنفین نے اپنی پچاسی سالہ زندگی میں علم وفن کی جوگراں قدر خدمات انجام دی ہے اس کی نظیر عالم اسلام میں مشکل سے ملے گی، اس ادارہ نے سیرت وسوانح، تذکرہ وتاریخ، ادبیات اور اسلامی علوم وفنون پر تقریباً تین سو سے زائد کتابیں شائع کی ہیں جو علمی حلقوں میں مشہور ومعروف ہیں۔

سطور ذیل میں مطبوعات دارالمصنّفین کا ایک سرسری تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ سلسلہ سیرۃ النبی ﷺ: علامہ شبلی نعمانی نے اخیر عمر میں سیرت انسائیکلوپیڈیا کا خاکہ تیار کیا، جس کے مطابق متعدد جلدوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسوانح، اخلاق وعادات، تعلیمات نبوی اور یورپین مصنّفین سیرت کی تردید وغیرہ ان کے پیش نظر تھی، جس کا پہلا حصہ جو سیرت وسوانح پر مشتمل تھا، علامہ شبلی نے مکمل کرلیا تھا، چنانچہ اس کو عہد مکی اور عہد مدنی کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کرکے سیرۃ النبی ﷺ حصہ اول ودوم کے نام سے طبع کیا گیا، اس کے بعد مولانا سید سلیمان ندوی نے پانچ ضخیم جلدوں میں معجزات نبوی، عقائد اسلام، اعمال، اخلاق اور معاملات پر بحث وگفتگو کی ہے، جس نے علامہ شبلی کے مجوزہ خاکہ کی بڑی حد تک تکمیل کردی ہے، اس کے علاوہ دارالمصنفین سے اس سلسلہ میں مولانا سید سلیمان ندوی کی دو کتابیں رحمت عالم اور خطبات مدراس بھی شائع ہوئیں جن میں اول الذکر مبتدی طلبہ کے لئے سیرت کے موضوع پر ایک بے مثال کتاب

---

(۱) افسوس کہ ۲رفروری ۲۰۰۸ء کو مولانا ضیاء الدین اصلاحی ایک سڑک حادثہ میں شدید زخمی ہوکر راہی سفر آخرت ہوئے، دارالمصنفین کے ارباب انتظام نے مولانا اصلاحی مرحوم کے خلا کو پُر کرنے کے لئے ڈاکٹر اشتیاق احمد صاحب ظلی سابق پروفیسر شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کو ادارہ کا سربراہ بنایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے حسن انتظام اور جہد مسلسل کی بدولت محض چند برسوں میں دارالمصنفین کے پرانے قالب میں نئی روح پھونک دی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ثانی الذکر میں سیرت کا مختلف پہلوؤں سے معروضی جائزہ لیا گیا ہے۔

۲۔ **سلسلہ سیر الصحابہ والتابعین و مابعد:** سلسلہ سیرۃ النبی ﷺ کی تکمیل کی سعادت مولانا سید سلیمان ندوی کے حصہ میں آئی اور سلسلہ سیر الصحابہ والتابعین کا آغاز بھی دار المصنّفین کے قیام کے بعد ہی ہو گیا تھا، جس کو رفقائے دار المصنّفین کی ایک جماعت نے مکمل کیا اور ان میں میر کارواں مولانا عبدالسلام صاحب ندوی تھے، جنھوں نے اسوہ صحابہ کے نام سے دو جلدوں میں عہد صحابہ کی مکمل تصویر پیش کردی ہے، اسوہ صحابہ کے علاوہ طبقات ابن سعد کے طرز پر ۱۳ جلدوں میں مختلف عنوانوں کے تحت صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے حالات اور ان کے کمالات بیان کئے گئے ہیں۔

۳۔ **سلسلۂ تاریخ اسلام و تاریخ ہند:** دار المصنّفین نے تاریخ اسلام کے مختلف ادوار پر معلومات کا ایک کتب خانہ تیار کیا ہے جو تقریباً بیس مجلدات سے زائد پر محیط ہے، اسی طرح اس نے تاریخ ہند کی تالیف کا ایک وسیع منصوبہ مرتب کیا اور ملک کے اہل قلم کو اس میں شرکت کی دعوت دی اور تقریباً تیس سے زائد مجلدات میں تاریخ ہند کے مختلف ادوار اور اس کے متنوع پہلوؤں پر تفصیلات فراہم کیں، جن کو غیر معمولی مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی۔

۴۔ **تذکرہ و سوانح:** تذکرہ و سوانح کے موضوع پر دار المصنّفین نے تقریباً تیس سے زائد کتابیں شائع کی ہیں اور ان کتابوں کی حیثیت صرف یہ نہیں ہے کہ یہ سادہ سوانح نگاری پر مشتمل ہیں بلکہ علامہ شبلی کے اصول کے مطابق شخصی احوال کے ساتھ علوم، مجتہدات اور دیگر تمام تفصیلات کا احاطہ ان کتابوں میں کیا گیا ہے۔

۵۔ **فلسفہ و کلام:** فلسفہ کے موضوع پر یورپین فلاسفہ کے خیالات اور حکمائے اسلام کی خدمات کو بھی تقریباً پندرہ جلدوں میں پیش کیا گیا ہے، اس کے علاوہ علامہ شبلی کی معرکۃ الآراء کتاب ''الکلام'' و ''علم الکلام'' یہاں سے شائع ہوئیں، علم کلام کے موضوع پر مولانا سید سلیمان ندوی کا ایک رسالہ ''رسالہ اہل سنت والجماعت'' نہایت جامع اور متوازن ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ ادبیات: اردو اور فارسی ادبیات کے موضوع پر بھی دارالمصنفین نے خاصا مواد فراہم کیا ہے جن میں علامہ شبلی کی شعر العجم کی اشاعت بھی شامل ہے، عربی شعر و ادب کی تاریخ بھی اس کے منصوبہ میں شامل تھی مگر یہ موضوع پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

۷۔ مقالات وخطبات: علامہ شبلی نعمانی، مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا عبدالسلام ندوی کے مقالات کے مجموعے بھی دارالمصنّفین نے شائع کیے جن کو مختلف النوع عناوین کے تحت متعدد جلدوں میں یکجا کیا گیا ہے۔

۸۔ سلسلہ اسلام ومستشرقین: ۱۹۸۲ء میں دارالمصنّفین نے استشراق کے موضوع پر ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد کیا، جس کی مفصل رپورٹ اور اس میں پڑھے گئے مقالات کو تین جلدوں میں شائع کیا گیا ہے اسی مناسبت سے علامہ شبلی اور مولانا سید سلیمان ندوی کی رد استشراق کی تحریروں کو بھی ایک ایک جلد میں یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے، اس موضوع پر ابھی دو جلدوں کی طباعت واشاعت کا کام باقی ہے۔(۱)

۹۔ علوم وفنون کی تاریخ: دارالمصنّفین نے اپنے معیاری انداز اور مخصوص اسلوب میں مختلف النوع علوم وفنون کی تاریخ بھی پیش کی ہے، جن میں بعض کتابیں عربی سے ترجمہ کی گئی ہیں، اس وقت بھی تفسیر، حدیث اور فقہ کے موضوع پر رفقاء دارالمصنّفین کام میں لگے ہوئے ہیں۔

۱۰۔ متفرقات: دارالمصنّفین نے بعض علمی سفرنامے، مجموعہ مکاتیب اور شذرات معارف کو بھی علاحدہ کتابی صورت میں طبع کیا ہے جن میں سفرنامہ روم ومصر وشام، سفرنامہ افغانستان اور شذرات سلیمانی خاص اہمیت کی حامل ہیں۔

دارالمصنّفین کے سہ نکاتی اغراض ومقاصد کی تیسری دفعہ یہ تھی کہ اپنی کتابوں کے

(۱) یہ دونوں جلدیں بھی شائع ہو چکی ہیں، ایک جلد میں اس موضوع سے متعلق عربی مضامین کا ترجمہ ہے جو رفقائے دارالمصنّفین نے کیا ہے اور دوسری جلد میں رسالہ معارف کے مواد کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ دیگر اہل قلم و مصنّفین کی معیاری کتابوں کو بھی شائع کیا جائے، چنانچہ دار المصنّفین نے اس مقصد کو بھی بحسن خوبی انجام دیا، اور متعدد اہم کتابیں شائع کیں، جن میں مولانا حمید الدین فراہی کے تفسیری اجزاء اور ان کی تصنیف امعان فی اقسام القرآن، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی شہرہ آفاق کتاب الجہاد فی الاسلام اور مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی تاریخ دعوت وعزیمت خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

دار المصنّفین کا بیشتر علمی سرمایہ اردو زبان میں ہے، تاہم اس نے عربی کی بعض اہم کتابیں بھی شائع کیں، عام طور پر اس کی عربی خدمات کو محسوس نہیں کیا جاتا ہے، اس لئے راقم الحروف نے اس کی عربی خدمات کو اپنے تحقیقی مقالے کا موضوع بنایا ہے تاکہ اس کا یہ پہلو بھی واضح ہو کر سامنے آجائے، اگلے ابواب میں اسی کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ثانی

دار المصنّفین کی عربی مطبوعات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل اول: قرآنی مطبوعات

مجموعہ تفاسیر ابو مسلم اصفہانی

الموسوم بہ

ملتقط جامع التاویل لمحکم التنزیل

تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں علم کلام کے اصول کو مدنظر رکھ کر متعدد کتابیں لکھی گئیں مگر یہ تمام کتابیں گردش روزگار کی نذر ہو گئیں، اسی دور کی ایک اہم تصنیف ابو مسلم اصفہانی کی تفسیر جامع التاویل لمحکم التنزیل بھی ہے، جس میں قرآن مجید کی تفسیر عقل کے موافق کی گئی ہے، مگر اس دور کی دیگر کلامی تصنیفات کی طرح یہ تفسیر بھی ناپید ہے۔ البتہ امام رازی نے اپنی تفسیر میں جابجا اس کے اقتباسات نقل کیے ہیں اور یہی اقتباسات اس تفسیر کا باقی ماندہ سرمایہ ہیں۔ ابن الندیم نے لکھا ہے کہ ابو مسلم کی تفسیر بہت ضخیم تھی۔ (۱) حاجی خلیفہ نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ تفسیر چودہ جلدوں میں تھی (۲) مگر اب اس کا محض اسی قدر حصہ دستیاب ہے جو تفسیر کبیر میں موجود ہے۔

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی تصنیف علم الکلام میں ابو مسلم کی تفسیر کا تعارف کرایا ہے، اور غالباً اردو خواں حلقہ میں یہ سب سے پہلا تعارف ہے، چنانچہ اس کی اہمیت کے پیش نظر دارالمصنفین نے ان تفسیری جواہر پاروں کو تفسیر کبیر سے یکجا کرنے کا کام شروع کیا اور اس

(۱) کتاب الفہرست مطبعہ رحمانیہ مصر ۱۳۴۸ھ ص ۱۹۶ (۲) کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مطبوعہ استنبول ۱۳۶۲ھ، ج ۱، ص ۵۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت کے لئے مولانا محمد سعید انصاری رفیق دارالمصنفین مامور ہوئے۔ ۱۹۱۶ء کے معارف ماہ نومبر میں اس کا ذکر یوں ہے:

''ارباب علم کو ایک اور خوان نعمت کی ہم خوش خبری سناتے ہیں، عربی زبان میں عقلی طور پر تفسیر کبیر امام رازی کے طرز پر جو تفسیریں لکھی گئیں ان میں سب سے بہتر ابو مسلم اصفہانی کی تفسیر ہے جس کی خود امام رازی نے بے انتہا داد دی ہے اور جا بجا ان کی تفسیر کے اقوال بلفظہا انھوں نے نقل کئے ہیں۔ تفسیر مذکور اب دنیا سے ناپید ہے، اس کا ایک صفحہ بھی کہیں مل جائے تو قدر دانوں کے نزدیک لعل وگوہر سے بھی گراں تر ہے۔

جن قدمائے مصر ویونان وروم کی تصنیفات ناپید ہوگئی ہیں اور پچھلی کتابوں میں ان کے جو حوالے اور نقلیں موجود ہیں ان کو یورپ نے یکجا کر دیا ہے، ہم یہ چاہتے تھے کہ تفسیر کبیر کے ناپیدا کنار دریا میں ابو مسلم اصفہانی کے جو گہر ہائے آبدار پڑے ہیں، ان کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیا جائے۔ تفحص وتلاش سے یہ پتہ چلا ہے کہ اس مقصد میں بے انتہاء کامیابی ہوسکتی ہے، چنانچہ مولوی محمد سعید انصاری رفیق دارالمصنفین اس خدمت میں مصروف ہیں، جس رفتار سے وہ کام کر رہے ہیں اس سے امید ہوتی ہے کہ چند مہینوں میں یہ اختتام کو پہنچ جائے گا۔''(۱)

غرض ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء میں ابو مسلم کے تفسیری اقوال کا یہ مجموعہ بعنوان ''ملتقط جامع التاویل لمحکم التنزیل'' طبع ہو کر منظر عام پر آیا، اس کی طباعت گو مولانا ابوالکلام آزاد کے پریس مطبعہ البلاغ کلکتہ میں ہوئی مگر دارالمصنفین کے سلسلہ میں داخل ہو کر یہیں سے شائع ہوا۔ اس کے آغاز میں مولانا سید سلیمان ندوی کے قلم سے ایک فصیح وبلیغ مقدمہ ہے

(۱) شذرات سلیمانی حصہ اول ص ۱۱ (شذرات ماہ نومبر ۱۹۱۶ء) معارف پریس اعظم گڑھ ۱۹۹۰ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس کی طباعت کے بعد مولانا سید سلیمان ندوی نے اس کی اطلاع معارف کے ذریعہ یوں دی:

''دارالمصنفین نے امام ابو مسلم اصفہانی کی گم شدہ تفسیر کے جو اقتباسات امام رازی کی تفسیر سے یکجا کرائے تھے، وہ ایک مدت سے ٹائپ میں زیر طبع تھے، وہ اب چھپ کر بحمداللہ شائع ہو گئے، ۱۸۰ صفحات میں یہ اقتباسات آئے ہیں، سورتوں کی ترتیب پر ان کی ترتیب ہے، اہلِ علم حضرات، عربی داں اصحاب اور علمائے دین سے امید ہے کہ اس کی قدر فرمائیں گے۔ اگر یہی کام یورپ میں کسی مستشرق سے ہوا ہوتا تو اس کی قدر شناسی کا کیا عالم ہوتا۔'' (۱)

سطور ذیل میں ابو مسلم اصفہانی کے مختصر حالات زندگی اور ان کے چند منتخب اقوال پیش کئے جاتے ہیں:

ابو مسلم کے حالات زندگی

ابو مسلم اصفہانی ایک بلند پایہ مفسر اور زبان وادب کے ماہر تھے، علامہ ابن کثیر نے گو ان کے طریقہ تفسیر پر نکیر کی ہے مگر ان کو مفسر کا لقب دیا ہے۔ (۲) ان کا نام محمد اور والد کا نام بحر تھا۔ (۳) علامہ ذہبی کی ایک روایت یہ ہے کہ ان کے والد کا نام علی اور دادا کا نام مسہر ابزدتھا۔ (۴)

ابو مسلم ۲۵۴ھ میں پیدا ہوئے، علمی لیاقت کے ساتھ انتظامی صلاحیت کے بھی مالک تھے، خلیفہ مقتدر نے ان کو اصفہان اور فارس کا نائب مقرر کیا تھا، علی بن بویہ کے قبضہ سے پہلے تک وہ اس عہدہ پر فائز رہے۔ ۳۳۱ھ میں آلِ بویہ نے ان کو معزول کر دیا، اس

(۱) شذرات سلیمانی حصہ اول ص ۱۷۴، ۱۷۵ (شذرات ماہ مئی ۱۹۲۲ء) (۲) تفسیر ابن کثیر مطبعہ مصطفیٰ محمد، مصر ۱۹۳۷ء ج ۱، ص ۱۵۱ (۳) تفسیر کبیر مطبعہ العامرہ، مصر ۱۳۰۷ھ ج ۱، ص ۶۶۰ وکتاب الفہرست ص ۱۹۶ (۴) میزان الاعتدال، دائرۃ المعارف حیدرآباد، الہند ۱۳۲۴ھ ج ۳، ص ۱۰۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد دوسرے برس ۳۲۲ھ میں انھوں نے وفات پائی۔(۱)

اس کے علاوہ ان کے مزید حالات زندگی کا سراغ نہیں ملتا، البتہ ان کے بارے میں عام شہرت یہ ہے کہ وہ معتزلی تھے، چنانچہ ابن الندیم نے ان کی تفسیر کو معتزلی الفکر بتایا ہے۔(۲) علامہ شبلی نعمانی نے بھی اسی خیال کی تائید کی ہے۔(۳) مگر علامہ ابوبکر الجصاص حنفی جو ابومسلم کے قریب العہد ہیں وہ ابومسلم کو صحیح الاعتقاد بتاتے ہیں، انھوں نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں نسخ کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے ابومسلم کا نام لئے بغیر ان کے نقطۂ نظر کی تردید کی ہے، دراصل ابومسلم کا نظریہ نسخ جمہور مفسرین کے برعکس ہے ان کے نزدیک اس سے گزشتہ انبیاء کی شریعتوں کا نسخ مراد ہے، امام رازی کی تصریح کے مطابق اس خیال میں ابومسلم یکا وتنہا ہیں۔(۴) چنانچہ علامہ ابوبکر الجصاص نے جہاں اس نقطہ نظر کی تردید کی ہے وہیں اس کے قائل کی شخصیت اور اس کے عقیدہ ومسلک کو بھی بیان کیا ہے، ظاہر ہے کہ ان کی مراد ابومسلم ہی سے ہوسکتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''متاخرین میں ایک غیر فقیہ کا خیال ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں نسخ کا وجود نہیں، بلکہ اس میں نسخ کا جہاں ذکر آیا ہے اس سے انبیاء سابقین کی شریعتوں کی منسوخی مراد ہے، مثلاً یوم سبت کی اہمیت اور مشرق ومغرب کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنا وغیرہ.......... یہ صاحب جنھوں نے یہ بات لکھی ہے وہ بلاغت اور علوم لغت کے بڑے واقف کار تھے، لیکن علم فقہ واصولِ فقہ میں ان کو درک نہیں تھا، وہ صحیح العقیدہ تھے جس مین کسی بدگمانی کا امکان نہیں، تاہم وہ بہت زیادہ قابل اعتنا نہیں۔ نسخ کے باب میں انھوں نے غلطی کی اور وہ بات کہی جو ان سے پہلے کسی نے نہیں کہی، انھوں نے ناسخ

---

(۱) ملتقط جامع التاویل مقدمہ (۲) کتاب الفہرست ص ۱۹۶ (۳) علم الکلام معارف پریس اعظم گڑھ ص ۴۷ (۴) تفسیر کبیر ج ۱ ص ۶۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومنسوخ کی بحث میں امت کے برخلاف اپنی رائے ظاہر کی..........(۱)"

علامہ ابوبکر الجصاص کے مذکورہ بالا بیان سے یہ بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ ابومسلم اصفہانی کا عقیدہ ومسلک علمائے اہلِ سنت ہی کے موافق تھا۔ البتہ انھوں نے معتزلہ کے بعض خیالات کی تائید ضرور کی ہے، لیکن مسلک اعتزال سے ان کا تعلق نہیں تھا۔

ابومسلم کے طریقہ تفسیر کی اثر اندازی

ابومسلم اصفہانی کا معقولی طریقہ تفسیر علمائے تفسیر کی تحریروں پر کافی اثر انداز ہوا۔ امام رازیؒ سے لے کر ترجمان القرآن مولانا حمید الدین فراہیؒ تک اس طریقہ تفسیر کی اثر اندازی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ تفسیر نظام القرآن کی تالیف کے دوران ابومسلم کا طریقہ تفسیر مولانا فراہی کے پیش نظر تھا۔ جس کا بخوبی اندازہ مولانا شبلی کے ایک جوابی مکتوب سے ہوتا ہے، مولانا فراہیؒ کا مکتوب دستیاب نہیں ہے، ورنہ مزید تفصیل نکھر کر سامنے آتی تاہم مکتوب شبلی سے اصل حقیقت کا اظہار ضرور ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں:

"نظام القرآن کا میں شوق سے خیر مقدم کروں گا، ابومسلم ہی ایک شخص ہے جو دل ودماغ رکھتا ہے، وہ معتزلی ہے، اس کی تفسیر بارہ جلدوں میں تھی، اور رازی کی تفسیر سے پہلے اس کا نام کبیر تھا، میں نے اس کا کسی قدر حال اپنی تصنیف علم الکلام میں لکھا ہے جو ابھی شائع ہوتی ہے۔(۲)

ذیل میں ابومسلم اصفہانی کے چند منتخب اقوال پیش کیے جاتے ہیں جس سے ان کی تفسیری انفرادیت کی واقفیت کے ساتھ معقولی تفسیروں پر اس کے اثرات کس حد تک پڑے اس کا بھی کسی قدر اندازہ ہوگا۔

(۱) احکام القرآن دارالکتاب العربی، بیروت ج ا،ص ۵۹۔ (۲) مکاتیب شبلی ج ۲،ص ۱۱،۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یومنون بالغیب کا مفہوم

سورہ بقرہ کے بالکل شروع ہی میں یومنون بالغیب کا ذکر آیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الم (۱) ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (2) الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ. (بقرہ:۱تا۳)

الم ۔ اس کتاب میں کچھ شک نہیں، راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو جو کہ یقین کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا۔

عام طور پر مفسرین يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کا مفہوم یہ بتاتے ہیں کہ وہ امور ومعتقدات جو حواسِ ظاہر سے ماوراء ہیں ان پر ایمان لاتے ہیں، مگر ابو مسلم اصفہانی نے اس مفہوم کی نفی کرتے ہوئے اس پر درج ذیل اعتراضات کئے ہیں:

۱- الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کے بعد والی آیت میں وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ آیا ہے اور یہ آیت ماقبل آیت پر معطوف ہے اور اس میں بھی ماوراء حواس ہی پر ایمان لانے کا ذکر ہے، عربی زبان میں از روئے قاعدہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت پائی جانی چاہئے اور یہ مغایرت یومنون بالغیب کی مروجہ تفسیر کی صورت میں نہیں پائی جاتی ہے۔

۲- یومنون بالغیب کے عموم میں ذات وصفات باری کو بھی شامل کیا جاتا ہے، حالانکہ از روئے اعتقاد یہ صحیح نہیں ہے۔

۳- ایمان علم کو مستلزم ہے، چنانچہ ایمان بالغیب کے مروجہ مفہوم کو اختیار کرنے کی صورت میں علم غیب کا اثبات لازم آتا ہے اور قرآن مجید نے اس کی نفی کی ہے۔(۱)

امام رازی نے تفسیر کبیر میں جہاں ابو مسلم کے مذکورہ بالا اشکالات نقل کئے ہیں

(۱) ملتقط جامع التاویل ص ا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہیں انھوں نے جمہور مفسرین کی طرف سے اس کا دفاع بھی کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

ا-یومنون بالغیب میں اجمالی طور پر ماوراء ادراک پر ایمان لانے کا ذکر ہے اور مابعد آیت میں بعض امور غیبیہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس صورت میں یہ عطف تفصیل علی المجمل ہے اور یہ از روئے قاعدہ درست ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وملائکته وجبریل ومیکال، ظاہر ہے کہ ملائکہ کے عموم میں حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ شامل ہیں مگر اس کے باوجود عطف کے ذریعہ ان کا ذکر اسی طور پر آیا ہے۔

۲-امور غیب کی دو قسمیں ہیں: ۱-جن کی صراحت موجود ہے۔ ۲-جن کی صراحت نہیں ہے، مؤخر الذکر کا علم محض اللہ تعالیٰ کو ہے مگر جن کی صراحت موجود ہے ان پر علم کا اطلاق درست ہے۔

۳-لفظ غیب محض شاہد کی ضد کے معنیٰ میں استعمال نہیں ہوتا ہے۔ متکلمین کا ایک اصول یہ ہے: هذا من باب الحاق الغائب بالشاهد (یہاں غائب کو شاہد سے ملحق کیا گیا ہے) اور اس سے ان کی مراد ذات وصفات الٰہی ہوتی ہے۔(۱)

ابو مسلم اصفہانی نے جمہور مفسرین سے علاحدہ ہو کر یومنون بالغیب کی ایسی تفسیر کی ہے جس سے اس کے بیان کردہ شکوک کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ان قوله بالغيب صفة المومنين معناه انهم يومنون بالله حال الغيب كما يومنون به حال الحضور لا كالمنافقين.	بالغیب مومنین کی صفت ہے یعنی متقی وہ لوگ ہیں جو جلوت وخلوت میں یکساں ایمان رکھتے ہیں برعکس منافقین کے۔

(۱) تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۵۰، ۲۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو مسلم نے اس مفہوم کی تائید میں قرآنی نظیر اور کلام عرب سے دلیل بھی پیش کی ہے۔ لکھتے ہیں:

"یومنون بالغیب کی قرآنی نظیر لم اخنه بالغیب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے غیر موجودگی میں خیانت نہیں کی، اسی طرح محاورہ میں بولا جاتا ہے، نعم الصدیق لك فلان بظهر الغیب یعنی فلاں غیر موجودگی میں تمہارا کتنا عمدہ دوست ہے۔ چنانچہ اس پوری آیت میں مومنین کی تعریف کی گئی ہے کہ ان کا ظاہر و باطن ایک ہے اور وہ منافقین سے الگ ہیں جو منہ سے کچھ کہتے ہیں اور دل میں کچھ رکھتے ہیں۔" (۱)

علامہ ابن کثیر جو علمائے منقولات میں امام کا درجہ رکھتے ہیں انھوں نے بھی بعض مفسرین کے حوالہ سے اس مفہوم کو نقل کیا ہے اور اس پر نکیر نہیں کی ہے۔ لکھتے ہیں:

وقال بعضهم یومنون بالغیب کما یومنون بالشهادة ولیسوا کما قال تعالیٰ عن المنافقین "وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ. فعلیٰ هذا یکون قوله بالغیب حالاً ای فی حال کونهم غیبا عن الناس. (۲)

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یومنون بالغیب سے مراد وہ لوگ ہیں جو غیر موجودگی میں بھی ویسا ہی ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ سامنے اظہار کرتے ہیں اور وہ لوگ ایسے نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارہ میں کہا ہے کہ وہ لوگ جب اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو مومن ہیں اور جب اپنے شیاطین سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ان سے تو ہم

(۱) ملتقط جامع التاویل ص ۱۱ (۲) تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۷۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف مذاق کرتے ہیں، اس صورت میں
بالغیب حال ہوگا۔ یعنی لوگوں کی غیر
موجودگی میں بھی ان کا یہ حال ہوتا ہے۔

جنت آدمؑ کی تفسیر

سورہ بقرہ میں حضرت آدمؑ اور ان کی اہلیہ حضرت حواءؑ کو جنت میں آباد کیے جانے کا ذکر ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ.

اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو اور تیری عورت جنت میں۔

(سورہ بقرہ: ۳۵)

مفسرین اس بارہ میں مختلف الرائے ہیں کہ اس آیت میں الجنۃ سے مراد وہی مخصوص جنت سماوی ہے جس میں آخرت میں نیک بندے جائیں گے یا اس سے جنت ارضی مقصود ہے۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"وہ جنت جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو بسایا اس کے بارہ میں اختلاف ہے کہ اس سے جنت سماوی مراد ہے یا جنت ارضی۔ قرطبی کا بیان ہے کہ معتزلہ اور قدریہ جنت ارضی کے قائل ہیں۔"(۱)

ابو مسلم اصفہانی نے مؤخر الذکر قول کو ترجیح دی ہے، جمہور مفسرین کی جانب سے اس قول کو اختیار کرنے کی صورت میں اہم اشکال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو جب جنت سے نکالا گیا تو اس کے لئے لفظ اهبـــاط استعمال کیا گیا جس کے معنی نیچے جانے کے ہوتے ہیں، اس کی توجیہ کیا ہوگی، ابو مسلم نے اس اشکال کو یوں رفع کیا ہے:

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۷۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاهباط الانتقال من بقعة الی بقعة کما فی قوله تعالیٰ اِهْبِطُوْا مِصْرًا (۱)

لفظ اھباط ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے معنی میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اھبطوا مصرا یعنی مصر چلے جاؤ۔

ابومسلم کا کہنا ہے کہ جنت سماوی مراد لینے کی صورت میں درج ذیل اشکالات پیش آتے ہیں:

۱۔ جنت سماوی کی صفت خلود بتائی گئی ہے، اس میں ابلیس کا یہ کہہ کر حضرت آدمؑ کو بہکانا کہ آؤ میں تم کو ہمیشگی کے درخت کا پتہ بتاؤں اور یہ کہ اس درخت سے لطف اندوز ہو کر تمہیں ہمیشگی حاصل ہو جائے گی، بے معنی بات ہو جاتی ہے۔

۲۔ جنت سماوی کا خاصہ یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص اس میں داخل کیا جائے گا اس کو کبھی اس سے نکالا نہیں جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَاهُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ۔ (حجر:۴۸) وہ لوگ اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔

۳۔ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر کے جب ابلیس بارگاہ خداوندی میں معتوب ہو چکا تھا تو پھر جنت تک اس کی رسائی کیسے ہوگئی؟

۴۔ جنت کی حصولیابی بطور جزاء کے بتائی گئی ہے، تکلیف وعمل سے پہلے ہی اس کا حاصل ہونا کیسے ممکن ہے؟

۵۔ حضرت آدم کی تخلیق روئے زمین کے لئے ہوئی تھی (اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً) ان کی آسمان پر منتقلی کی کوئی صراحت قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے جب کہ یہ خود ایک بڑا انعام ہے اور قابل تصریح ہے۔ (۲)

امام آلوسی نے ابومسلم کے یہ اشکالات اپنی تفسیر میں نقل کر کے اس پر یہ تبصرہ کیا

---

(۱) ملتقط جامع التاویل ص۲، (۲) ایضاً ص۲، ۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ یہ دین کے ساتھ مذاق اور اجماع امت سے بغاوت ہے۔(۱) مگر علامہ ابن کثیرؒ نے اس مسئلہ کو اہمیت دی ہے اور بعض اشکالات کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''ابلیس پر جنت میں باعزت داخلہ کی پابندی تھی، چوری چھپے اور ذلت کے ساتھ اس کا داخلہ ممکن تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے جنت کے باہر سے حضرت آدمؑ وحواءؑ کے دلوں میں وسوسہ پیدا کیا ہو، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کی وسوسہ اندازی زمین سے تھی اور وہ دونوں آسمان میں تھے۔''(۲)

واقعہ ہاروت وماروت

سورہ بقرہ کی درج ذیل آیت میں ہاروت وماروت نام کے دو فرشتوں کا واقعہ بیان ہوا ہے:

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ. (بقرہ:۱۰۲)	اور پیچھے ہوئے اس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلیمانؑ کی بادشاہت کے وقت اور کفر نہیں کیا سلیمانؑ نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو اور جو اترا دو فرشتوں پر شہر بابل میں جن کا نام ہاروت وماروت ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین متفق الرائے ہیں کہ ہاروت وماروت دو فرشتے تھے اور ان پر سحر یا اسی انداز کی کوئی چیز اتاری گئی تھی اور وہ لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے تھے مگر ابو مسلم اصفہانی نے اس عام خیال سے اتفاق نہیں کیا ہے اور اس کے لئے درج ذیل دلائل پیش کیے ہیں:

۱- جس چیز کا نزول ہوا، اس کا نازل کرنے والا اللہ ہے۔ سحر جیسے کفریہ عمل کو وہ

(۱) روح المعانی ج۱،ص۲۱۴۔ (۲) تفسیر ابن کثیر ج۱،ص۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیسے نازل کرسکتا ہے۔

۲-تعلیم سحر شیاطین کا خاصہ ہے۔ ملائکہ اس سے منزہ ہیں۔

۳- جب انبیاء کرام تعلیم سحر کے لئے نہیں بھیجے جاسکتے تو ملائکہ بدرجہ اولیٰ اس غرض کے لئے مامور نہیں کیے جاسکتے ہیں۔(۱)

علامہ ابن جریر نے اس اشکال کا حل یہ تلاش کیا ہے کہ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ میں ما کو نافیہ بتایا ہے، یعنی دونوں فرشتوں پر سحر نہیں اترا۔ البتہ ہاروت و ماروت نام کے دو آدمی تھے جو سحر کی تعلیم دیتے تھے۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں گو ابن جریر کی یہ تاویل نقل کی ہے مگر جمہور کا مسلک یہی بتایا ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتوں کا نام تھا جو آسمان سے زمین پر بھیجے گئے تھے اور تعلیم سحر کی جو بات ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ درست ہے۔ رہا یہ اشکال کہ تعلیم سحر ملائکہ کی شان کے منافی ہے تو اس کی توجیہ علامہ ابن کثیر نے یہ کی ہے:

> ''ہاروت و ماروت کے واقعہ تعلیم سحر اور عام ملائکہ کا اس سے مبرا ہونا کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ان دونوں فرشتوں کے بارے میں اللہ کو پہلے سے علم تھا کہ وہ ایسا کر بیٹھیں گے۔ تو یہ صورت ان کے لئے تخصیص کے درجہ میں ہے۔''(۲)

آیت زیر بحث کی ابو مسلم نے ایسی تاویل کی ہے جس سے منجانب اللہ انزال سحر کا شبہ بھی رفع ہو جاتا ہے اور ملائکہ قدسی بھی تعلیم سحر کے الزام سے بچ جاتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> "تتلو الشیاطین یعنی شیاطین حضرت سلیمانؑ کے متعلق جھوٹ بولتے تھے۔ تلا علیہ کے معنی جھوٹ بولنے کے ہوتے ہیں اور تلا عنہ کے معنی کسی کے متعلق سچ کہنے کے آتے ہیں اور جب کوئی صلہ نہ ہو تو دونوں ہی معنی

---

(۱) ملتقط جامع التاویل ص ۸ (۲) تفسیر ابن کثیر ج ۱، ص ۱۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے جاسکتے ہیں۔آیت میں وَمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَی الۡمَلَکَیۡنِ ملک سلیمان پر معطوف ہوکر مجرور ہے یعنی یہود اس کذب کی پیروی کرتے ہیں جس کو شیاطین نے ملک سلیمان اور ہاروت وماروت پر نازل کئے گئے علم کی طرف غلط طور سے منسوب کردیا ہے۔''(۱)

امام رازی نے ابومسلم کی اس تاویل پر گویہ اعتراض کیا ہے کہ وَمَاۤ اُنۡزِلَ کا عطف اقرب کی طرف لوٹانا زیادہ موزوں ہے تاہم انھوں نے اس تاویل پر ابومسلم کی تحسین کی ہے جس کا اندازہ اس موقع پر ان کے اس دعائیہ جملہ سے کیا جاسکتا ہے۔

وھواختیار ابی مسلم رحمہ اللہ (۲) — یہ ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ کی اختیار کردہ تاویل ہے۔

ابومسلم کی اس تاویل پر یہ اشکال ضرور عائد ہوتا ہے کہ دونوں فرشتوں کا یہ کہنا کہ ہم فتنہ ہیں اور قرآن مجید کی یہ صراحت کہ لوگ ان سے افتراق زوجین کا علم سیکھتے تھے، اس کی توجیہ کیا ہوگی؟

ابومسلم اصفہانی نے اس کی گرہ کشائی بھی بڑے خوبصورت انداز میں کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''ان دونوں فرشتوں کا یہ کہنا کہ ہم آزمائش کی چیز ہیں، ہمارا انکار مت کرو۔ درحقیقت اپنی بعثت کا تاکیدی بیان ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ ان کے متبع تھے اور کچھ منحرف (جیسا کہ عام دستور ہے) منحرف طبقہ فتنہ وکفر میں مبتلا ہوکر (یَتَعَلَّمُوۡنَ مِنۡھُمَا میں ھُمَا کا مرجع فرشتے نہیں بلکہ فتنہ وکفر ہے) سحر کا علم اسی حد تک حاصل کرتا تھا جس سے وہ زوجین میں تفریق پیدا کردے۔''(۳)

(۱) ملتقط جامع التاویل ص ۸۔ (۲) تفسیر کبیر ج ۱، ص ۶۴۹ (۳) ملتقط جامع التاویل ص ۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسخ کا مفہوم

مفسرین کا عام اتفاق ہے کہ قرآن مجید کی کچھ آیتیں ناسخ اور کچھ منسوخ ہیں۔ البتہ ناسخ و منسوخ آیتوں کی تعیین میں ان کے مابین اختلاف ہے، سورہ بقرہ کی درج ذیل آیت سے نسخ پر استدلال کیا جاتا ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا. (بقرہ:۱۰۶)	جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو بھیج دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس کے برابر۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا آیت میں لفظ آیت سے تمام مفسرین نے قرآن مجید ہی کی آیت مراد لی ہے، صرف ابو مسلم اصفہانی اس کے مخالف ہیں۔(۱)

ابو مسلم کا کہنا ہے کہ اس آیت میں نسخ آیت کا مطلب کتب قدیمہ کی آیات کی تبدیلی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''منسوخ آیتوں سے مراد قدیم آسمانی کتابوں یعنی تورات وانجیل کے احکام کی منسوخی ہے، جیسے سبت کی اہمیت یا مشرق و مغرب کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم وغیرہ، اللہ تعالیٰ نے یہ احکام ہم سے ساقط کر دیے اور ہم کو دوسرا طریقہ عبادت بتایا، چونکہ یہود و نصاریٰ آپس میں یہ کہتے تھے کہ صرف اس شخص کی بات مانو جو تمہارے دین کے مطابق عمل کرتا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کی تردید کی کہ اس دین کے احکام پچھلے دین جیسے یا اس سے بہتر ہیں۔''(۲)

علامہ ابو بکر الجصاص الحنفی نے ابو مسلم کی اس تاویل کو توفیق الٰہی سے بعید بتایا ہے

(۱) تفسیر کبیر ج۱ ص۶۶۲ (۲) ملتقط جامع التاویل ص۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس پر یہ کہہ کر نکیر کی ہے کہ متقدمین میں کسی نے یہ تاویل اختیار نہیں کی ہے۔(۱) مگر علامہ ابن کثیر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آیت زیر بحث میں مخاطب یہود ہی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''چوں کہ نسخ پچھلی کتابوں اور شریعتوں میں بھی ہو چکا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اس کے پائے جانے کو اس موقع پر بیان فرمایا ہے اور اس سے ملعون یہودیوں کی تردید مقصود ہے۔''(۲)

ابو مسلم اصفہانی قرآن مجید میں نسخ کو سرے سے نہیں مانتے۔ یقیناً ان کی یہ رائے جمہور مفسرین کے متفقہ مسلک کے برخلاف ہے تاہم انھوں نے ان تمام آیتوں کے مابین جن کو مفسرین نے ناسخ و منسوخ بتایا ہے تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور اس موضوع پر ان کے طریقہ استدلال سے ان کی بے نظیر خداداد ذہانت کا پتہ چلتا ہے۔ بطور نمونہ ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

وصیت ازواج کے حکم کا نسخ اور ابو مسلم کی تاویل

سورہ بقرہ کی درج ذیل آیت کے بارہ میں مفسرین کا عام خیال یہ ہے کہ اس میں متوفی کی جانب سے اس کی ازواج کے لئے ایک سال کے نفقہ و سکنیٰ کی وصیت کا حکم ہے اور یہ حکم بعد کو منسوخ ہو گیا۔ ارشاد باری ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوْفٍ. (بقرہ:۲۴۰)	اور جو لوگ تم میں سے مر جاویں اور چھوڑ جاویں اپنی عورتیں تو وہ وصیت کریں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک بغیر نکالنے کے گھر سے۔ پھر اگر وہ عورتیں آپ نکل جاویں تو کچھ گناہ نہیں تم پر اس میں کہ کریں وہ عورتیں اپنے حق میں بھلی بات۔

(۱) احکام القرآن ج۱،ص۵۹ (۲) تفسیر ابن کثیر ج۱،ص۱۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام مفسرین کے نزدیک ابتداءً یہی حکم تھا کہ قریب الموت شخص اپنی بیوی کے لئے یہ وصیت کر جائے کہ وہ ایک سال تک اس کے گھر میں رہے اور اس کو اس کے ترکہ سے نان ونفقہ دیا جاتا رہے، مگر جب سورہ بقرہ کی درج ذیل آیت میں عدت کا حکم نازل ہو گیا:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. (بقرہ:۲۳۴)

اور جو لوگ مر جاویں تم میں سے اور چھوڑ جاویں اپنی عورتیں تو چاہیے کہ وہ عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن۔

تو اس وقت سے یہ پابندی ختم ہو گئی کہ عورت اپنے سابق شوہر کے گھر میں ایک برس پڑی رہے، پھر جب میراث کا حکم نازل ہوا اور اس میں عورتوں کا حصہ بھی متعین کر دیا گیا تو ایک برس کے لئے نان ونفقہ کی وصیت کا حکم بھی ساقط ہو گیا۔

ابو مسلم اصفہانی نے جمہور کے اس متفقہ مسلک کے برخلاف حکم وصیت کی تاویل یوں کی ہے:

”آیت کا مطلب یہ ہے کہ مرنے والے شخص نے اگر اپنی بیوی کے لئے ایک سال کے نان ونفقہ اور سکنی کی وصیت کر رکھی ہو اور عورت اس مدت کی پابندی نہ کرے بلکہ عدت کی مدت گزار لینے کے بعد بھلے طریقہ سے نکاح کر لے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے، کیوں کہ شوہر کی اس وصیت کو پورا کرنا اس کے لیے لازم نہیں ہے۔ چونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ مرنے والا اپنی بیوی کے لئے ایک سال کے نفقہ اور سکنی کی وصیت کر جاتا تھا اور عورت کو سال بھر اس کے گھر میں بطور عدت بیٹھنا پڑتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بیان کیا ہے کہ اس قسم کی وصیت کی پابندی غیر ضروری ہے اور اس تاویل کے مطابق مسئلہ نسخ باقی نہیں رہتا۔“ (۱)

(۱) ملتقط جامع التاویل ص ۲۸، ۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن کثیر نے جمہور کے مسلک کو درست قرار دیتے ہوئے ابو مسلم کے نقطہ نظر کی تردید کی ہے۔(۱) مگر امام رازی نے ابو مسلم کی تاویل کو غایت درجہ صحیح لکھا ہے۔(۲) یہی نہیں بلکہ وہ اس تاویل کو معقول اور مدلل ٹھہراتے ہوئے جمہور مفسرین کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

''ابو مسلم کے قول کو اختیار کرنے کی صورت میں آیت کا مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں آپ لوگ یہ مقدر مانتے ہیں کہ مرنے والے پر وصیت لازم ہے یا یہ کہ اس کو وصیت کرنی چاہئے اور اس تقدیر کو آپ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں یعنی اس کا حکم قرار دیتے ہیں۔ اس کے برخلاف آیت میں ابو مسلم نے یہ مقدر مانا ہے کہ مرنے والے کی وصیت ہو یا اس نے وصیت کر رکھی ہو۔ چنانچہ وہ وصیت کا انتساب زوج کی طرف کرتے ہیں۔

اگر آیت میں مقدر ماننا ضروری ہی ہے تو ابو مسلم کے مقابلہ میں آپ حضرات کا مقدر ماننا زیادہ بہتر نہیں کیوں کہ آپ لوگوں کا مقدر ماننا نسخ کو لازم قرار دیتا ہے اور اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ صورت کلام الٰہی کی ترتیب کے خلاف بھی ہے (یعنی آیت ناسخ پہلے اور منسوخ بعد میں ہے) جس سے کلام الٰہی کو بے داغ ہونا چاہئے۔''(۳)

حتی تنکح زوجا غیرہ کا مفہوم

طلاق مغلظہ کے بعد شوہر اور بیوی کے درمیان دائمی جدائی ہو جاتی ہے۔ دوبارہ اس عورت سے اس کا نکاح اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ کسی اور شخص کے نکاح

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۱، ص ۲۹۶ (۲) تفسیر کبیر ج ۲، ص ۴۲۴ (۳) ایضاً ص ۴۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نہ چلی جائے اور اس سے ہم بستر بھی ہو۔ ارشاد باری ہے:

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا. (بقرہ:۲۳۰)

پھر اگر اس عورت کو طلاق دی یعنی تیسری بار تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرلے کسی خاوند سے اس کے سوا، پھر اگر طلاق دے دے دوسرا خاوند تو کچھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر باہم مل جاویں۔

آیت بالا میں جمہور مفسرین کا یہ کہنا ہے کہ نکاح کا لفظ اگر خالص عقد کے معنی میں ہے تو خلوت صحیحہ کی قید سنت سے ثابت ہے۔ چنانچہ آیت کو مطلق اور سنت کو اس کی مقید قرار دیا جائے گا۔(۱) مگر ابو مسلم اصفہانی یہ کہتے ہیں کہ:

''دونوں ہی شرطیں یعنی نکاح غیر اور خلوت صحیحہ قرآن مجید سے ثابت ہیں۔''

چنانچہ وہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قوله تنكح يدل على الوطى وقوله زوجًا يدل على العقد. (۲)

تنکح کا لفظ وطی کے معنی پر دلالت کرتا ہے اور لفظ زوج سے عقد نکاح خود بخود ثابت ہوتا ہے۔

امام رازی نے ابو مسلم ہی کی تاویل کو راجح بتایا ہے۔ اور اس کی تائید میں مشہور ماہر لغت ابنِ جنی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اہلِ عرب جب نكح فلان فلانة کہتے ہیں تو اس سے عقد نکاح مراد ہوتا ہے اور جب نكح فلان امرأته او زوجته بولتے ہیں تو جماع مراد ہوتا ہے۔(۳)

---

(۱) روح المعانی ج ۲، ص ۱۲۲ (۲) ملتقط جامع التاویل ص ۲۶

(۳) تفسیر کبیر ج ۲، ص ۳۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیمؑ اور احیائے موتی

سورہ بقرہ میں حضرت ابرہیمؑ کا یہ واقعہ مذکور ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰـكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (بقرہ:۲۶۰)

اور یاد کر جب کہا ابراہیم نے اے پروردگار میرے دکھلادے مجھ کو کہ کیوں کر زندہ کرے گا تو مردے، فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا۔ کہاں کیوں نہیں لیکن اس واسطے چاہتاہوں کہ تسکین ہو جائے میرے دل کو۔ فرمایا تو پکڑ لے چار جانور اُڑنے والے، پھر ان کو ہلا لے اپنے ساتھ پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر (ان کے بدن کا) ایک ایک ٹکڑا پھر ان کو بلا چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لے کہ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

آیت بالا کی تفسیر میں تمام مفسرین متفق اللفظ ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے چاروں پرندوں کو ذبح کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ پرندے زندہ کئے گئے، مگر ابو مسلم نے اس واقعہ کو تمثیل بتایا ہے اور آیت کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب احیاء موتی کا منظر دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مثال کے ذریعہ سمجھایا کہ اگر تم چار پرندوں کو اپنے سے خوب مانوس کر لو پھر ان کو الگ الگ پہاڑ پر چھوڑ دو اور ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے، اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح جب ہم روحوں کو بلائیں گے تو وہ دوڑتی ہوئی جسموں میں داخل ہو جائیں گی۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

والغرض منه ذكر مثال محسوس في عود الارواح الى الاجساد على سبيل السهولة۔ (۱)	ایک حسی مثال کے ذریعہ ارواح کا بسہولت جسموں میں دوبارہ لوٹ آنے کو بتانا مقصود ہے۔

ابو مسلم کہتے ہیں کہ آیت کے کسی لفظ سے پرندوں کے ذبح کرنے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کا ثبوت نہیں ملتا ہے، دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کو ان پرندوں کے متعلق آواز دینے یا بلانے کے لئے جو ضمیر استعمال ہوئی ہے اس کا مرجع طیور ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ ان کے متفرق اجزاء۔

امام رازی نے ابو مسلم کی اس تفسیر کو جمہور کے متفقہ مسلک کے خلاف قرار دیتے ہوئے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو جو اشکال تھا وہ احیاء موتی کے بارہ میں تھا، اس لئے ان کے اطمینان قلب کے لئے جو منظر ان کو دکھایا گیا وہ احیاء موتی کا ہی واقعہ رہا ہوگا۔ (۲)

ابو مسلم کا یہ اشکال کہ قرآن مجید میں ذبح کی صراحت موجود نہیں ہے بالعموم مفسرین نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ آیت میں جزء کو پہاڑ پر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جو ذبح کا واضح قرینہ ہے۔

مگر ابو مسلم نے اس کی بھی بڑی عمدہ تاویل کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جزء کی اضافت پرندوں کی تعداد کی طرف کی ہے، چنانچہ جزء سے مراد ایک ہے یعنی چار پرندوں میں سے ایک ایک۔'' (۳)

---

(۱) ملتقط جامع التاویل ص ۳۲۔ (۲) تفسیر کبیر ج ۲، ص ۲۹۴-۲۹۵۔ (۳) ملتقط جامع التاویل ص ۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حواء کی تخلیق

سورہ نساء میں حضرت حوآء کی تخلیق کا ذکر یوں ہوا ہے:

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا. (نساء:۱)	پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی سے پیدا کیا اس کا جوڑا۔

اس آیت کی تفسیر عام طور پر مفسرین نے یہ کی ہے کہ حضرت حواء حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں۔ مگر ابو مسلم کے نزدیک اس آیت میں حضرت حواء و حضرت آدمؑ کا ہم جنس ہونا بتایا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ان المراد من قوله وخلق منها زوجها ای من جنسها۔(۱)	خلق منها زوجها کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء کو حضرت آدمؑ کی جنس سے پیدا کیا۔

ابو مسلم نے اپنے بیان کردہ مفہوم کی تائید میں درج ذیل قرآنی نظائر بھی پیش کیے ہیں:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا. (نحل:۷۲)	اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے تمہاری ہی قسم سے عورتیں۔
اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ. (آل عمران:۱۶۴)	جو بھیجا ان میں رسول انہی میں کا۔
لَقَدْ جَآئَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ. (توبہ:۱۲۸)	آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں کا۔

امام رازی نے ابو مسلم ہی کی تاویل کو راجح بتایا ہے۔

(۱) ملتقط جامع التاویل ص ۴۳۔ (۲) تفسیر کبیر ج ۳، ص ۱۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ سامری

سورہ طٰہٰ میں حضرت موسیٰؑ اور سامری کا مکالمہ مذکور ہے، ارشاد باری ہے:

قَالَ فَمَا خَطْبُکَ یَا سَامِرِیُّ. قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَکَذٰلِکَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ. (طٰہٰ:۹۵-۹۶)	کہا موسیٰؑ نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری، بولا میں نے دیکھ لیا جو اوروں نے نہ دیکھا، پھر بھر لی میں نے ایک مٹھی پاؤں کے نیچے سے اس بھیجے ہوئے کے، پھر میں نے وہی ڈال دی اور یہی صلاح دی مجھ کو میرے جی نے۔

مفسرین کا متفقہ قول ہے کہ الرسول سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں جن کے گھوڑے کے سم کے نیچے کی خاک سامری نے کسی موقع پر اٹھالی تھی۔ چنانچہ اس نے اسی خاک کو گوسالہ کے پیٹ میں ڈال دیا جس کی تاثیر سے اس میں جان آگئی اور وہ بولنے لگا، مگر ابومسلم کے نزدیک الرسول سے مراد حضرت موسیٰؑ ہیں، چنانچہ وہ مفسرین کے بیان کردہ واقعہ کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لیس فی القرآن تصریح بهذا الذی ذکره المفسرون۔ (۱)	مفسرین کے بیان کردہ اس واقعہ کی تصریح قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ عربوں کا محاورہ ہے الرجل یقفو اثر فلان ویقبض اثره یعنی فلاں شخص فلاں کے نقش قدم پر چلتا ہے اور اس کی پیروی کرتا ہے، یہی مفہوم اس آیت میں بھی ہے، ان کے خیال میں آیت کا مطلب یہ ہے:

''حضرت موسیٰؑ نے جب سامری کو لعنت ملامت کی اور اس سے پوچھا کہ کیوں تم نے لوگوں کو گمراہی کا راستہ دکھایا تو ڈھٹائی کے ساتھ جواب میں کہنے

(۱) ملتقط جامع التاویل ص ۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا کہ مجھ کو اس چیز کا علم ہو گیا جو اوروں کو نہ ہوا، یعنی مجھ کو یہ انکشاف ہوا کہ آپ کا مذہب برحق نہیں ہے، حالانکہ پہلے میں کچھ دنوں آپ کی اتباع کر چکا تھا، مگر اب میں نے آپ کے دین کو چھوڑ دیا ہے۔"(۱)

ابو مسلم کی اس تاویل کو گو امام رازی نے جمہور مفسرین کے برخلاف بتایا ہے مگر یہ کہہ کر اس کی تحسین بھی کی ہے:

ولكنه اقرب الى التحقيق.(۲) جمہور کی مخالفت کے باوجود یہ تفسیر تحقیق سے زیادہ قریب ہے۔

امام رازی نے ابو مسلم کی تائید میں بعض دلائل بھی دیئے ہیں مثلاً:

۱- عموماً حضرت جبریلؑ کے لئے لفظ رسول مستعمل نہیں ہوتا اور سلسلہ کلام میں بھی کہیں ان کا ذکر نہیں آیا ہے، اس لئے ان کو مراد لئے جانے کا کوئی قرینہ نہیں ہے۔

۲- عام تفسیر میں حضرت جبریلؑ کے گھوڑے کا ذکر کیا گیا ہے جس کا آیت میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

۳- بنی اسرائیل کے اتنے آدمیوں میں حضرت جبرئیل کیوں صرف سامری ہی کو دکھائی دیئے، وہ اوروں کو کیوں نہیں نظر آئے۔

بعض مفسرین کا یہ کہنا کہ سامری کو بچپن میں حضرت جبرئیلؑ نے پالا تھا اس لئے وہ ان سے متعارف تھا، اس پر امام رازی نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو سامری کو بنی اسرائیل کے دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰؑ کا زیادہ متبع ہونا چاہئے تھا۔(۳)

علامہ آلوسی نے جمہور کے مسلک کی حمایت میں امام رازی کے اشکالات کا جواب دیا ہے اور ابو مسلم کی تفسیر پر بنیادی اعتراض یہ کیا ہے کہ یہ تفسیر ماثور کے خلاف ہے۔

(۱) ملتقط جامع التاویل ص ۶۹، ۷۰ (۲) تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۰۱ (۳) ایضاً۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوانھوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس بارہ میں کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں ہے۔

علامہ آلوسیؒ نے دوسرا اہم اعتراض یہ کیا ہے کہ اس تفسیر سے بے ربطی پیدا ہوتی ہے، کیوں کہ حضرت موسیٰؑ وہاں موجود تھے اور آیت میں حاضر کے بجائے غائب کا اسلوب استعمال کیا گیا ہے۔(۱) ابو مسلم نے حاضر کے لئے غائب کا اسلوب استعمال کرنے کی توجیہ یوں کی ہے:

''اس موقع پر مخاطب کے بجائے غائب کا اسلوب ایسے ہی استعمال ہوا ہے جیسے کہ آدمی اپنے آقا کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اس معاملہ میں امیر کیا فرماتے ہیں یا یہ کہ ان کا کیا حکم ہے۔''(۲)

ربط آیات کا اہتمام

ابو مسلم اصفہانی کے طریقہ تفسیر کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ نظم آیات کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس مناسبت سے انھوں نے بعض آیتوں کی تفسیر بالکل انوکھی کی ہے، طوالت کے خوف سے اس قسم کی صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

سورہ یونس کے آغاز میں آسمان وزمین کی تخلیق اور اللہ تعالیٰ کے مدبّر کائنات ہونے کا مضمون بیان ہوا ہے اور ان کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِہٖ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ	تحقیق تمہارا رب اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر تدبیر کرتا ہے کام کی۔ کوئی سفارش نہیں کرسکتا مگر اس کی اجازت کے بعد، وہ اللہ ہے رب تمہارا

(۱) روح المعانی ج ۱ص ۲۳۰ (۲) ملتقط جامع التاویل ص ۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ (یونس:۳) سواس کی بندگی کرو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

امام رازی نے اس آیت کی تفسیر میں ایک اہم سوال یہ اٹھایا ہے کہ آیت کے مضمون میں ابتداءِ خلق کائنات کا ذکر ہے اور اسی میں شفاعت کا مضمون بھی ہے جس کو ازروئے ترتیب احوال قیامت کے ضمن میں ہونا چاہئے۔(۱) گو امام رازی نے اس کے جواب میں متعدد تاویلیں ذکر کی ہیں مگر ان سے ان کے قائم کردہ سوال کا تشفی بخش جواب نہیں ملتا ہے، اسی ضمن میں انھوں نے ابومسلم کی یہ منفرد اور دلچسپ تاویل بھی نقل کی ہے جو مضمون کے تسلسل کو قائم رکھتی ہے۔وہ کہتے ہیں:

''لفظ شفیع اس موقع پر ثانی کے معنی میں ہے اور یہ شفع سے ماخوذ ہے جو وتر کا مخالف ہے، جیسے زوج اور فرد بولتے ہیں، چنانچہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق جب کی اس وقت کسی اور (شفیع) کا وجود نہیں تھا، پھر ملائکہ، جن اور بشر پیدا فرمائے اور اس کا مفہوم من بعد اذنہ سے نکلتا ہے، یعنی کسی کو وجود حاصل نہیں ہوا مگر بعد اس کے کہ اللہ نے کہا کہ ہوجاؤ تو وہ ہوگیا۔'' (۲)

سطور بالا میں ملتقط جامع التاویل کے منتخب حصوں کا تعارف پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اگر اس کتاب کا مکمل احاطہ کیا جائے تو ایک مفصل کتاب تیار ہوجائے گی۔ تاہم اس مختصر تعارف سے یہ بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علم تفسیر میں اس کا کیا مقام ہے اور دارالمصنفین نے اس کی ترتیب واشاعت کرکے عربی زبان وادب کا کتنا بڑا سرمایہ یکجا کردیا ہے جس نے متکلمانہ طریقہ تفسیر پر گہرا اثر ڈالا۔ خصوصاً برصغیر ہندوپاک میں لکھی گئی

---

(۱) تفسیر کبیر ج۴، ص۲۸۴ (۲) ملتقط جامع التاویل ص۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ متداول تفسیروں پر اس کے اثرات کافی نمایاں ہیں۔(۱)

افسوس کہ اس کتاب کا صرف پہلا ایڈیشن شائع ہوا، دوبارہ اس کی طباعت نہ ہو سکی، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے ۱۹۶۴ء میں اس کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے، مگر وہ بھی بہت کم دستیاب ہے۔

---

(۱) برصغیر کی اردو تفسیروں پر ابو مسلم کے اثرات کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں، راقم الحروف کا مضمون "ابو مسلم اصفہانی کے تفسیری اقوال" مطبوعہ ماہنامہ معارف، ماہ اپریل و مئی ۱۹۹۸ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجزاء تفسیر نظام القرآن

بانیٔ دار المصنفین علامہ شبلی نعمانی کے ماموں زاد بھائی مولانا حمید الدین فراہیؒ کا نام نامی محتاج تعارف نہیں ہے، علامہ شبلی کی وفات کے بعد ان کے ممتاز تلامذہ کو لے کر ایک مجلس ''اخوان الصفا'' کی بنیاد انہی نے ڈالی، جس نے بشمول دار المصنفین علامہ مرحوم کے ادھورے کاموں کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا۔(۱)

مولانا حمید الدین فراہیؒ ۱۸۶۳ء میں ضلع اعظم گڑھ کے ''پھریہا'' نامی گاؤں میں پیدا ہوئے، تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے کیا، متوسطات تک کی کتابیں مقامی علماء اور علامہ شبلی سے پڑھیں، پھر لکھنؤ جا کر مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی سے تعلیم کی تکمیل کی، بعدازاں لاہور کا سفر کر کے ادیب عصر مولانا فیض الحسن صاحب سہارن پوریؒ سے عربی ادب کا درس لیا۔

عربی زبان وادب اور علوم وفنون پر مکمل عبور حاصل کرنے کے بعد انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے، ایم اے او کالج جو اس وقت الٰہ آباد یونیورسٹی کے زیر انتظام تھا اس سے بی اے کی سند حاصل کی، ایم اے (عربی) اور ایل ایل بی کی تیاریاں بھی مکمل کر لی تھیں، مگر کسی وجہ سے شریک امتحان نہ ہو سکے۔

مدرسۃ الاسلام کراچی، ایم اے او کالج علی گڑھ اور الٰہ آباد یونیورسٹی میں معلمی کے

(۱) حیات شبلی، معارف پریس اعظم گڑھ طبع سوم ۱۹۷۹ء ص ۶۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرائض انجام دیئے، بعد ازاں دارالعلوم حیدر آباد کے پرنسپل مقرر ہوئے اور اس کے منہج اور نصاب تعلیم میں گراں قدر اصلاحات کیں۔

۱۹۱۹ء میں دارالعلوم حیدر آباد سے مستعفی ہوکر اپنے وطن پھریہا آگئے (۱) اور تادم واپسیں (۱۹۳۰ء) مدرسۃ الاصلاح سرائمیر اور دارالمصنّفین اعظم گڑھ کی علمی سرپرستی کی۔

مولانا حمیدالدین فراہیؒ کا مہتم بالشان کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ قرآن مجید کے معانی ومطالب کے غور وفکر میں گزارا اور علم نظم ومناسبت کو قرآن فہمی کی بنیاد اور اہم کلید قرار دیتے ہوئے بعض سورتوں کی تفسیر لکھی، جس کا نام ''نظام القرآن وتاویل الفرقان'' رکھا۔

ابتداءً علامہ شبلی کو مولانا حمیدالدین صاحب کے مخصوص نظریہ نظم سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، بلکہ وہ مولانا حمیدالدین فراہیؒ کی اس کوشش کو سعی لاحاصل سمجھتے تھے، مگر جب انھوں نے تفسیر نظام القرآن کے بعض اجزاء بغور دیکھے تو اس کی اہمیت کے قائل ہوئے اور مولانا حمیدالدین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کو مشفقانہ مشورے دیئے، ایک خط میں ان کو لکھا کہ:

''تفسیر ابی لہب اور جمہرۃ البلاغہ کے اجزاء بغور دیکھے، تفسیر پر تم کو مبارکباد دیتا ہوں، تمام مسلمانوں کو تمہارا ممنون ہونا چاہیے۔'' (۲)

دارالمصنّفین کی بنا وتاسیس سے قبل علامہ شبلی اور مولانا حمیدالدین فراہیؒ کی

---

(۱) مولانا حمیدالدین فراہیؒ کی سوانح کی تفصیل کے لئے دیکھئے ''مختصر حیات حمید'' مرتبہ عبدالرحمٰن ناصر اصلاحی معارف پریس اعظم گڑھ ۱۹۷۳ء۔ یہ کتاب دراصل مولانا سید سلیمان ندویؒ اور مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ سید صاحب نے حیدر آباد سے اعظم گڑھ کی واپسی کا سن ۱۹۱۹ء بتایا ہے (ص ۱۸) اور مولانا امین احسن صاحب نے ۱۹۲۵ء لکھا ہے (ص ۳۸) مگر مقدم الذکر بیان درست ہے۔

(۲) مکاتیب شبلی ج ۲، ص ۲۴ و ۲۵ معارف پریس اعظم گڑھ ۱۹۱۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصانیف بالعموم مطبع فیض عام علی گڑھ سے طبع ہوتی تھیں، مگر جب دارالمصنّفین کا مستقل پریس ''مطبع معارف'' قائم ہوگیا تو ان دونوں بزرگوں کی تصانیف کی طباعت کا اہتمام اسی پریس سے کیا جانے لگا، چنانچہ تفسیر نظام القرآن کے درج ذیل اجزاء پہلی مرتبہ مطبع معارف سے طبع ہوئے:

تفسیر سورۃ المرسلات، تفسیر سورہ عبس، تفسیر سورۃ الذاریات، تفسیر سورۃ التین،
تفسیر سورۃ الفیل، تفسیر سورۃ الکوثر، تفسیر سورہ اخلاص (بہ زبان اردو) (۱)

مولانا حمیدالدین فراہیؒ کی معرکۃ الآراء تصنیف ''امعان فی اقسام القرآن'' کے ابتداءً دو ایڈیشن لکھنؤ اور علی گڑھ سے طبع ہوئے تھے، دارالمصنّفین نے ۱۹۳۰ء میں مولانا حمیدالدین فراہیؒ کی حیات ہی میں یہ کتاب مطبعہ سلفیہ مصر طباعت کے لئے بھیجی، اس کتاب کی اشاعت سے قبل مولف کتاب کی وفات ہوگئی، چنانچہ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے بطور ضمیمہ مؤلف کا جامع تعارف بھی کتاب کے ساتھ طبع کرایا، علاوہ ازیں مولانا حمیدالدین فراہیؒ کی مایہ ناز تصنیف "الرای الصحیح فیمن ھو الذبیح" کی طباعت اولیٰ کا سہرا بھی دارالمصنّفین کے سر بندھتا ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد دارالمصنّفین سے شائع شدہ تفسیر نظام القرآن کے بعض اجزاء اور مولانا فراہیؒ کی قرآنی تصنیف ''امعان فی اقسام القرآن'' کا تعارف آئندہ صفحات میں پیش کیا جائے گا۔

(۱) دیکھئے ''کتابیات فراہی'' مرتبہ ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی ص ۳۲ و ۳۵ و ۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۂ ذاریات

مولانا حمید الدین فراہیؒ کے تفسیری اجزاء میں تفسیر سورۂ ذاریات نہایت اہمیت کی حامل ہے، یہ تفسیر عربی زبان میں لکھی گئی ہے، پہلے ذکر آچکا ہے کہ سورۂ اخلاص کے علاوہ مولانا کے تمام تفسیری اجزاء عربی ہی میں لکھے گئے ہیں، جن کے اردو ترجمے مولانا امین اصلاحی مرحوم کے قلم سے شائع ہوئے ہیں۔

تفسیر سورۂ ذاریات پہلی مرتبہ مطبع معارف دارالمصنفین سے شائع ہوئی، اس کا مسودہ بخط مصنف کتب خانہ دارالمصنفین میں محفوظ ہے، البتہ کتاب کے سرورق پر سن اشاعت کا اندراج نہیں ہے، غالب گمان یہ ہے کہ مولانا کے علوم وافکار کی اشاعت کے لئے قائم کئے گئے ادارہ ''دائرۂ حمیدیہ'' کے قیام (۱۹۳۵ء) سے قبل اس کی اشاعت ہوئی ہے، بعد میں دائرہ حمیدیہ نے اس کے متعدد ایڈیشن شائع کئے، مولانا امین احسن صاحب نے لاہور سے مولانا کے متفرق اجزائے تفسیر کو مجموعہ تفاسیر فراہیؒ کے نام سے ایک جلد میں شائع کیا تھا، حال میں اسے ترجمہ تفاسیر فراہیؒ کے نام سے دائرہ حمیدیہ نے بھی شائع کیا ہے جس میں تفسیر سورۂ ذاریات بھی شامل ہے۔

مولانا فراہیؒ کے طریقۂ تفسیر کی خصوصیات

مولانا حمید الدین فراہیؒ کے طریقۂ تفسیر کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نظم آیات اور ماقبل و مابعد سورتوں و آیتوں سے زیر بحث سورہ و آیت کی مناسبت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض ظاہری الفاظ کی مناسبت تک محدود نہیں رکھا گیا ہے، بلکہ مولانا فراہیؒ نے ان کے درمیان ایک معنوی ربط کی مناسبت بھی دکھائی ہے جس کو وہ سورہ کے مرکزی مضمون یا عمود سے تعبیر کرتے ہیں۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ الفاظ قرآنی کی لغوی تحقیق میں قرآن مجید اور عربی زبان کے استعمال پر خاص زور دیتے ہیں اور مفہوم کی تعیین میں نظائر قرآنی اور کلام عرب کے شواہد خاص طور پر پیش کرتے ہیں۔ وہ قرآن مجید کی تفسیر میں القرآن یفسر بعضه بعضاً کے اصول کو خاص اہمیت کے ساتھ مدنظر رکھتے ہیں۔

اس طریقۂ تفسیر کا تیسرا اہم وصف یہ ہے کہ اس میں اسرائیلی مرویات کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی ہے، بلکہ اس کے برعکس قرآن مجید کے بیانات واشارات کی روشنی میں اہل کتاب کے صحیفوں کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے اور ان کو جانچا اور پرکھا گیا ہے۔

ذیل میں مولانا فراہیؒ کی تفسیر سورۂ ذاریات کا جو طالب علمانہ مطالعہ پیش کیا گیا ہے اس سے ان خصوصیات کے علاوہ اس کا بھی اندازہ ہوگا کہ مفسرین عظام کی تفسیری خدمات پر مولانا فراہیؒ نے کیا اضافے کئے اور کس حد تک ان سے اتفاق واختلاف کیا ہے۔

سورۂ ذاریات کے مطالب کی تقسیم

مولانا فراہیؒ نے سورۂ ذاریات کے مطالب کو سات حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصہ کو نہ صرف ایک دوسرے سے مربوط و مسلسل دکھایا ہے بلکہ ان تمام میں ایک مرکزی خیال کی موجودگی کو ثابت کیا ہے، قدمائے مفسرین نے بھی سورۂ ذاریات کے مضامین کو کئی حصوں میں تقسیم کیا ہے اور بعض حصوں کی بعض سے مناسبت بھی ثابت کی ہے، مگر پوری سورہ کو ایک مرکزی مضمون کے تحت مرتب اور مربوط شکل میں پیش کرنے کا سہرا مولانا فراہیؒ ہی کے سر بندھتا ہے، انھوں نے سورۂ ذاریات کا مرکزی عنوان اثبات جزاء وسزا کو بتایا ہے، ذیل میں بالترتیب ان مطالب کی قدرے تفصیل پیش کی جاتی ہے جس سے مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراہیؒ کے طریقۂ تفسیر کی اہمیت وندرت کا اندازہ ہو سکے گا۔

۱- مولانا فراہیؒ نے سورۂ ذاریات کی ابتدائی ۱۴ آیتوں کی تفسیر ایک تسلسل کے ساتھ کی ہے اوران آیتوں میں قسم کا مقسم علیہ اثباتِ معاد کو بتاتا ہے۔

مفسرین کرام بھی یہی بات کہتے ہیں، مگر قسم کا مفہوم مولانا فراہیؒ کے نزدیک ان سے علاحدہ ہے ان کا کہنا ہے کہ قسم کا استعمال بطور دلیل کے کیا گیا ہے، مفسرین میں غالباً صرف امام رازیؒ ان کے اس نقطۂ نظر کے حامی ہیں جنھوں نے استعمال قسم کی متعدد حکمتیں تحریر کی ہیں جن میں ایک حکمت یہ بھی ذکر کی ہے:

الثالث هو ان الايمان التى حلف الله تعالىٰ بها كلها دلائل اخرجها فى صورة الايمان. (۱)	تیسری حکمت یہ بھی ہے کہ یہ قسمیں جو اللہ تعالیٰ نے کھائی ہیں وہ سب دلیلیں ہیں جن کو بصورت قسم بیان کیا ہے۔

امام رازی نے متعدد اقوال کے ضمن میں قسموں کے دلیل ہونے کا ذکر تو کیا ہے مگر وہ خود جمہور ہی کے موقف کے قائل ہیں لیکن مولانا فراہیؒ نے اس کو اپنی تفسیر کی اصل واساس قرار دیا ہے۔

۲- اس کے بعد آیات ۱۵ تا ۱۹ میں اہل ایمان وتقویٰ کے جنت نعیم میں ہونے کا تذکرہ ہے، اس حصہ کو دیگر مفسرین نے بھی اثباتِ معاد کی ایک دلیل قرار دیا ہے، مگر ان کے اور مولانا فراہیؒ کے نقطۂ نظر میں فرق یہ ہے کہ مفسرین اس کو محض اثباتِ معاد کی ایک دلیل قرار دیتے ہیں جب کہ مولانا فراہیؒ نے اس حصہ یعنی رحمت کے اثبات کو اپنے متعین کردہ مرکزی مضمون اثبات جزا وسزا کے لئے بطور دلیل پیش کیا ہے۔(۲)

۳- آیات ۲۰ تا ۲۳ میں دلائل آفاق وانفس مذکور ہیں، امام رازی نے اس حصہ کے تعلق میں دو جہتوں کا احتمال بتایا ہے، ایک تو یہ کہ یہ دلائل اثباتِ معاد کے لئے ذکر

(۱) تفسیر کبیر مطبعہ مصریہ ۱۲۷۸ھ ج ۶، ص ۳۰ (۲) تفسیر سورہ ذاریات ص ۹-۱۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے گئے ہیں، دوسرے ان کا تعلق اہل تقویٰ سے ہونا بتایا ہے کیوں کہ ان کا ذکر ابھی متصلاً ہوا ہے مگر ان کے نزدیک پہلا احتمال زیادہ قوی اور مضبوط ہے۔(۱)

مولانا حمید الدین فراہی نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے، البتہ انھوں نے نطق وگویائی کو جس کی طرف مفسرین کی نظر نہیں گئی ہے، نہایت مفصل اور دل نشیں انداز میں بطور ایک دلیل کے پیش کیا ہے۔

۴- آیات ۲۴ تا ۳۷ میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتوں کی آمد، ان کو ایک فرزند صالح کی بشارت دینے اور قوم لوطؑ کی ہلاکت و بربادی کے لئے اپنے کو مامور کیے جانے کی اطلاع اور قوم کی ہلاکت کا مضمون بیان ہوا ہے۔

بالعموم مفسرین نے واقعہ ابراہیمؑ اور واقعہ قوم لوطؑ کو علاحدہ علاحدہ واقعے کی صورت میں لکھا ہے اور اسی انداز سے اس کی تفسیر کی ہے، مگر امام رازیؒ نے اس پر ایک دلچسپ سوال قائم کیا ہے، وہ یہ کہ یہ فرشتے جو عذاب کے لئے قوم لوط کی طرف بھیجے گئے تھے پہلے حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں کیوں حاضر ہوئے؟ امام رازی نے اپنے اس سوال کے متعدد جواب دیئے ہیں جن میں ایک نکتہ نہایت مبنی بر حکمت معلوم ہوتا ہے، لکھتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ نے جب ایک بڑی تعداد پر مشتمل انسانی آبادی کو نیست و نابود کرنے کا فیصلہ فرمایا تو اس کا امکان تھا کہ حضرت ابراہیمؑ کو بندگانِ خدا پر جو شفقت تھی اس بنا پر ان کو غم و افسوس ہو، اس کے ازالہ کے لئے فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو ایک فرزند صالح کی بشارت سنا دیں جس کی نسل سے ہلاک ہونے والوں سے کئی گناہ زیادہ لوگ پیدا ہوں گے اور ان میں انبیائے کرام بھی ہوں گے۔''(۲)

مولانا حمید الدین فراہیؒ نے امام رازی کے بیان کردہ اس حکیمانہ نکتہ کو اپنے

(۱) تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۸، ۳۹۔ (۲) تفسیر ذاریات ص ۱۵ تا ۲۰۔ (۳) تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقف کی تائید میں پیش کیا ہے، چنانچہ انھوں نے واقعۂ ابراہیمؑ کو بشارت اور واقعہ قوم لوطؑ اوراس کے بعد ذکر کیے گئے امم سابقہ کے واقعات کو انذار کا حامل قرار دے کر اپنے متعین کردہ مرکزی مضمون اثبات جزا وسزا کی تائید بہم پہنچائی ہے اوران واقعات کو جزا وسزا کی تاریخی دلیل قرار دیا ہے جو یقیناً ان کی غیر معمولی عبقریت کی دلیل ہے۔(۱)

مولانا فراہیؒ نے نہایت مختصر لفظوں میں اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے:

هـذا الحديث هو البشرى باحياء قوم واماتة قوم۔ (۲)	حضرت ابراہیمؑ سے فرشتوں کی گفتگو ایک قوم کی زندگی کی بشارت اور ایک قوم کی ہلاکت و بربادی کی اطلاع پر مشتمل ہے۔

۵- آیات ۳۸ تا ۴۶ میں فرعون اور عاد وثمود کی ہلاکت و بربادی کا مضمون بیان ہوا ہے، یہ واقعات بھی مولانا فراہیؒ کے نزدیک جزا وسزا کے تاریخی دلائل ہیں جن کی وضاحت آگے آئے گی، اس حصہ میں مولانا فراہیؒ نے امم سابقہ کی ہلاکت وتباہی کی کیفیت اور نوعیت کو ابتدائے سورہ کی قسموں سے مربوط کر کے حیرت انگیز فہم وفراست اور قرآن مجید میں غواصی کا ثبوت دیا ہے۔(۳)

۶- آیات ۴۷ تا ۵۱ میں آسمان وزمین کی تخلیق اور ہر چیز کے جوڑے جوڑے پیدا کرنے کا ذکر کر کے توحید کی دعوت دی گئی ہے، مفسرین متفق اللفظ ہیں کہ یہ حصہ توحید کی دعوت پر مشتمل ہے، البتہ امام رازی نے دعوت توحید کے ساتھ مضمون معاد پر بھی اس کو مشتمل بتایا ہے، کیوں کہ آیت:

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (۴۹)	اور ہر چیز کے اندر ہم نے پیدا کیے جوڑے تا کہ تم یاد دہانی حاصل کرو۔

میں وارد لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ کو مضمون معاد کا حامل بتایا ہے، لکھتے ہیں:

(۱) تفسیر سورہ ذاریات ص ۲۵ (۲) ایضاً ص ۲ (۳) ایضاً ص ۲۶ تا ۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ ہر چیز کے جوڑے بنانے والی ذات جسموں اور جوڑوں کو دوبارہ اٹھانے سے عاجز نہیں ہے۔"(۱)

مولانا فراہیؒ نے بھی یہی نقطۂ نظر اختیار کیا ہے، چنانچہ وہ اس حصہ کو اثبات توحید کے ساتھ صحت معاد کی بھی دلیل قرار دیتے ہیں، لکھتے ہیں:

بعد ذکر الادلة علی الدینونة اتمها بالاستدلال علی التوحید ولکن لم یقطعها بل وصلها وتخلص منها الیها۔ (۲)	معاد کے دلائل کا ذکر کرنے کے بعد اصل مقصود توحید پر سلسلۂ کلام کا خاتمہ کیا گیا ہے لیکن یہ ماسبق سے منقطع نہیں ہے۔

مولانا فراہیؒ نے اس کی وضاحت بڑے دل نشیں انداز میں کی ہے، لکھتے ہیں:

"معاد کے دلائل اللہ تعالیٰ کی قدرت، تصرف، علم اور حکمت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں یعنی معاد بذات خود توحید کی دلیل ہے، اسی طرح توحید کا مقتضایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں اور بدکاروں کو ایک صف میں کھڑا نہ کرے گا بلکہ ان کے اعمال کے مطابق ان کو جزا و سزا دے گا، چنانچہ مضمون توحید بہ جائے خود صحت معاد کی دلیل ہے۔"(۳)

۷- آیات ۵۲ تا ۶۰ کے بارے میں مفسرین کا یہ اتفاق ہے کہ ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے، مولانا فراہیؒ نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے، مگر انھوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ تسلی کے ساتھ اس حصہ میں سورہ کے مطالب کا خلاصہ بھی پیش کر دیا گیا ہے، تاہم آیتوں کا مرکزی مضمون اثبات معاد ہی ہے، لکھتے ہیں:

وعمود هذه الآیات المعاد فان کون الخلق لغایة یدل علی ان	ان آیتوں کا مرکزی مضمون اثبات معاد ہی ہے کیوں کہ انسانوں کے لئے ایک

(۱) تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۱۵ (۲) تفسیر سورۂ ذاریات ص ۴۷ (۳) ایضاً ص ۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العباد يسئلون ويجزون ثم ذلك ايضاً يدل على انهم لايبقون الا لمدة حسب مقتضى الحكمة وهذا يدل على غلبة الحق وان الباطل انما هو لوقت۔ (۱)

اجل کی تعیین اس بات کی دلیل ہے کہ ان سے پوچھ گچھ ہوگی اور ان کو جزا وسزا ہوگی، اس میں ایک حکمت یہ بھی پوشیدہ ہے کہ کفار کو ایک مدت تک بر بنائے حکمت مہلت حاصل ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ حق کو غلبہ حاصل ہوگا اور باطل صرف چندروزہ ہے۔

مولانا حمیدالدین فراہیؒ نے جس وضاحت کے ساتھ اس سورہ کے تمام مشمولات کو ایک مرکزی عنوان کے تحت مرتب ومربوط دکھایا ہے، اس کی ایک جھلک اوپر گزرچکی ہے، اس کی روشنی میں اگر دوسری تفسیروں کا مطالعہ کیا جائے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بالعموم مفسرین الفاظ کی ظاہری مناسبت ہی سے سروکار رکھتے ہیں، چنانچہ امام رازی نے سورہ ذاریات میں جو مناسبت بتائی ہے وہ یوں ہے:

''اس سورہ کا آغاز اور اختتام ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہے کیوں کہ ابتداء میں اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ کے ذریعہ جو مضمون بیان ہوا ہے وہی آخر میں فَوَیْلٌ لِّلَّذِینَ کَفَرُوا مِن یَّوْمِهِمُ الَّذِی یُوعَدُونَ میں بیان ہوا ہے۔''(۲)

اس کے برعکس مولانا حمیدالدین فراہیؒ کا یہ امتیاز ہے کہ انھوں نے سورہ کے تمام مطالب کو مرکزی عنوان سے جوڑنے کی کوشش کی ہے، تفسیر سورہ ذاریات میں اثبات معاد کے لئے امم سابقہ کے واقعات کو تاریخی دلائل قرار دینا علم تفسیر میں ان کا قیمتی اضافہ ہے۔

ماقبل سورہ سے ربط کی وضاحت

مفسرین کرام میں جن بزرگوں نے ربط ومناسبت کا خاص اہتمام کیا ہے، ان

(۱) تفسیر سورہ ذاریات ص ۴۶ (۲) تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں امام رازی کا مقام نہایت بلند ہے، انھوں نے سورہ ذاریات اور اس سے پہلے سورہ ق کے درمیان وجہ مناسبت یہ بتائی ہے:

''سورہ ذاریات کا ابتدائی حصہ سورہ ق کے اختتامی حصہ سے مناسبت رکھتا ہے، کیوں کہ سورہ ق کے آخر میں بدلائل حشر ونشر کا ذکر کر کے اہل کفر پر حجت تمام کی گئی ہے، مگر تلاوت قرآن اور اقامت دلیل کے باوجود ان کا کفر واصرار بڑھتا ہی رہا، چنانچہ اب یہی چارہ کار رہ گیا تھا کہ اس مضمون کو اسلوب قسم کے ذریعہ مزید تاکید کے ساتھ پیش کیا جائے۔''(۱)

غرض امام رازی کے نزدیک ان دونوں سورتوں کے مضمون میں کوئی فرق نہیں ہے، بلکہ صرف اسلوب کا فرق ہے، مگر مولانا فراہیؒ نے ان دونوں سورتوں کو مضمون معاد کی دو کڑی بتایا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''سورہ ق کا مرکزی مضمون اثبات معاد اور اس کے بارہ میں شکوک وشبہات کا ازالہ ہے.................اور سورہ ذاریات میں اثبات جزا کا مضمون بیان ہوا ہے۔''(۲)

اس طرح مولانا فراہیؒ کے نقطۂ نظر کے مطابق سورۂ ذاریات سورہ ق کی ہم مضمون بھی ہے اور اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر جزا وسزا کو بھی ثابت کرتی ہے، مولانا فراہیؒ کے نزدیک اسی فرق کی بنا پر دونوں سورتوں کے دلائل کی نوعیت بھی جدا جدا ہے، چنانچہ سورہ ق میں امم سابقہ کی ہلاکت وبربادی کی طرف مجملاً اشارہ کو کافی سمجھا گیا کیوں کہ وہاں موقع ومحل کا یہی تقاضا تھا کہ اثبات معاد کے لئے واضح فطری دلائل یکجا کر دیئے جائیں، مگر سورۂ ذاریات میں چوں کہ جزا وسزا کا اثبات مقصود ہے اس لئے اس کا آغاز محکم شہادتوں سے کیا گیا ہے اور واقعات کے بیان میں کسی قدر تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔(۳)

(۱) تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۳۰ (۲) تفسیر سورۂ ذاریات ص ۱ (۳) ایضاً ص ۱، ۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس موقع پر اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مولانا حمید الدین فراہیؒ کے تلمیذ رشید مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر میں مولانا فراہیؒ اور امام رازیؒ دونوں کے نقطۂ نظر کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ انھوں نے سورہ ذاریات کے مرکزی مضمون میں اثبات جزا وسزا اور انذار عذاب دونوں کو جمع کر دیا ہے اور اسی کے سبب سے تفسیر کے ایک اہم اور نازک حصہ میں ان کو اپنے استاذ سے مخالفت کرنی پڑی، چنانچہ آیت:

اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ۔[۵]	جس بات کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے وہ سچ ہے

کی تفسیر میں انھوں نے اپنے استاذ کے خلاف جو دلائل تحریر کئے ہیں وہ بجائے خود نہایت اہم ہیں مگر اس نے اس سورہ کے اصل عمود جزا وسزا کے تار و پود کو بکھیر دیا ہے، آگے اس کی کچھ تفصیل بیان کی جائے گی۔

سورہ کے مرکزی مضمون کی وضاحت

اوپر ذکر آچکا ہے کہ مولانا فراہیؒ نے سورہ ذاریات کا مرکزی مضمون (عمود) اثبات جزا وسزا بتایا ہے اور سورہ کے تمام حصوں میں اس کی موجودگی کو ثابت کیا ہے، درحقیقت یہی ان کا وہ نظریہ ہے جس کو انھوں نے نظام القرآن کا نام دیا ہے، انھوں نے درج ذیل آیتوں کو اپنے عمود کی اساس بنایا ہے۔

اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ[۵]	جس بات کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے وہ سچ ہے۔
اِنَّ الدِّيۡنَ لَوَاقِعٌ۔[۶]	جزا وسزا واقع ہو کے رہے گی۔
وَفِى السَّمَآءِ رِزۡقُكُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ [۲۲]	اور آسمان میں تمہاری روزی ہے اور وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

مولانا فراہیؒ کے نزدیک ان آیتوں میں عموم ہے اور یہ رحمت وعذاب دونوں ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلوؤں کو محیط ہیں، اسی طرح امم سابقہ کے واقعات میں بھی عذاب و عقاب کے پہلو بہ پہلو فرزند صالح کی بشارت جس میں ایک امت کی زندگی کی پیشین گوئی ہے اور اہل ایمان کی نجات کا تذکرہ اور انبیاء کے ناموں کی صراحت کے ساتھ قوموں کا ذکر رحمت و بشارت کا ثبوت فراہم کرتا ہے، البتہ ان واقعات میں انذار کا پہلو غالب ہے کیوں کہ موقع و محل کا یہی تقاضا ہے مگر انذار و تبشیر دونوں کی موجودگی بہر حال مسلّم ہے۔

مولانا فراہیؒ کا کہنا ہے کہ اسی عموم کے ساتھ ذکر معاد مکمل ہوا ہے، پھر اصل مقصود توحید کا بیان کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کارخانہ عالم یوں ہی عبث نہیں پیدا کیا گیا ہے بلکہ اس کی ایک مدت رکھی گئی ہے تاکہ اہل ایمان کو جزا اور اہل کفر کو سزا مل سکے اور اس طرح ایک خاص انداز سے دعوت توحید دی گئی ہے۔(۱)

مولانا حمید الدین فراہیؒ نے اپنے متعین کردہ عمود کے اثبات کے لئے مذکورہ بالا جو تین آیتیں نقل کی ہیں ان کی تفسیر و تاویل میں امام رازی اور مولانا امین احسن اصلاحی نے ان سے اختلاف کیا ہے، ان آیتوں میں آیت وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ کا مفہوم سب کے نزدیک یکساں ہے مگر بقیہ دو آیتوں میں امام رازی نے ایک مقام پر مولانا فراہیؒ کی موافقت کی ہے اور دوسری جگہ ان کے برعکس موقف اختیار کیا ہے، چنانچہ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ الخ کی تفسیر میں انھوں نے مولانا فراہیؒ کے موقف کی تائید کرتے ہوئے یہ لکھا ہے:

> ’’ایک قول یہ بھی ہوسکتا ہے کہ توعدون کو وعد سے مشتق مانا جائے اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو تم سے جنت یا جہنم کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔‘‘(۲)

مگر آیت (إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ) میں اس کے برعکس انھوں نے موقف اختیار کیا ہے اور اس کو وعید سے مشتق قرار دیتے ہوئے اس تاویل کا سبب یہ بتایا ہے کہ چوں کہ قسم کا استعمال منکرین بعث کی تردید کے لئے ہوا ہے اس لئے اس موقع پر اس کو

(۱) تفسیر سورہ ذاریات ص ۲ (۲) تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعید سے مشتق ماننا چاہئے۔(۱)

مولانا حمید الدین فراہیؒ کی غیر معمولی ذہانت اور عبقریت نے ان کو اس تضاد سے بچالیا ہے اور ان کو وعد اور وعید سے مشتق قرار دینے میں تفریق کی ضرورت نہیں محسوس ہوئی۔

مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم نے دونوں ہی آیتوں میں تُوعَدُونَ کو وعید سے مشتق بتایا ہے، اس تاویل سے بظاہر انھوں نے اپنے آپ کو تضاد سے بچالیا ہے، مگر اپنے متعین کردہ عمود اثبات جزاوسزا کے دو ستون منہدم کر دیئے ہیں، چنانچہ ان کے طریقۂ تفسیر کے مطابق سورۂ ذاریات کا عمود انذار عذاب ہی قرار پایا ہے اور اثبات جزاوسزا کی حیثیت ضمنی ہو جاتی ہے۔

اس ضمن میں یہ بات شاید حیرت انگیز معلوم ہو کہ اردو تفاسیر کی حد تک ہمارے محدود و ناقص مطالعہ میں جو تفسیر فکر فراہیؒ سے زیادہ مماثلت رکھتی ہے وہ ترجمہ شیخ الہند اور اس کے حاشیہ پر چھپی مولانا شبیر احمد عثمانی کی مختصر تفسیر ہے۔

تصریف ریاح وسحاب سے عمود پر استدلال

مولانا حمید الدین فراہیؒ نے تصریف ریاح وسحاب کو جس کی قسم ابتدائے سورہ میں کھائی گئی ہے، عمود کی ایک دلیل کے طور پر پیش کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"ہواؤں اور بادلوں کے ذریعہ جو عام انسانوں کو فائدہ اور مخصوص لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کارخانہ عالم یوں ہی عبث نہیں ہے، بلکہ جس طرح ہوائیں نیکوکاروں اور بدکاروں کو نفع ونقصان پہنچاتی ہیں اسی طرح جزاوسزا ایک امر حقیقت ہے۔"(۲)

مولانا فراہیؒ نے اس بحث میں بڑے لطیف نکات تحریر کئے ہیں جن میں ایک

(۱) تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۳۲ ـ (۲) تفسیر سورہ ذاریات ص ۸، ۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم اور قابل غور بات یہ لکھی ہے کہ ہوا یا آسمان بذات خود رحمت یا طوفانِ عذاب کی شکل اختیار نہیں کرتے ہیں بلکہ حکم الٰہی سے ایک ہی قسم کی ہوا جو اہل ایمان کے لئے نفع بخش ثابت ہوتی ہے وہی دوسروں کے لئے موجب ہلاکت بن جاتی ہے۔

درحقیقت اس کے ذریعہ مولانا فراہیؒ نے ان عقلیت پسندوں کی تردید کی ہے جو ہر خلاف امکان واقعہ میں نظام فطرت کو تلاش کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور ہواؤں کو مسخر کرنے کا معاملہ بھی حیرت انگیز ہے کہ بسا اوقات تیز وتند ہوا موجب نفع ہوتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سبک رفتاری سے چلنے والی ہوا بھی باعث ہلاکت بن جاتی ہے جیسا کہ فرعون کے ساتھ ہوا، سچ تو یہ ہے کہ ایک ہی معاملہ اہل ایمان کے لئے باعث رحمت اور اہل کفر کے لئے باعث عذاب بن جاتا ہے اور یہ غیر عاقل چیزیں اہل ایمان وکفر کے درمیان حکم الٰہی سے ایسا تصرف کرتی ہیں جیسے کوئی عاقل یہ کام انجام دے رہا ہو۔''(۱)

دراصل اس کے ذریعہ یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ معاد کی کیفیت بظاہر تو یکساں معلوم ہوتی ہے مگر انسانوں کو اپنے اعمال کے اعتبار سے جزاوسزا ملے گی، اسی طرح مولانا فراہیؒ نے تصریف ریاح وسحاب کے مضمون کو معذب قوموں کے حالات وواقعاتِ عذاب سے ہم آہنگ بتا کر حیرت انگیز انکشاف کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''پہلا واقعہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کی قوم کا بیان ہوا ہے، جو بشارت اور انذار پر مشتمل ہے، اسی طرح ہوائیں مبشر اور منذر ہوتی ہیں، پھر معذب قوموں میں پہلا واقعہ قوم لوطؑ کا ہے، اس اولیت کا ایک سبب تو یہ ہے کہ اس قوم کی آبادی اہل عرب کی گزرگاہ پر واقع تھی اس لئے وہ اس سے آشنا تھے،

(۱) تفسیر سورہ ذاریات ص ۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے اس سے پہلے زمین کی نشانیوں کا ذکر آیا ہے اس کے بھی یہ مناسب حال ہے اور ابتدائے سورہ کے مضمون سے اس کی مطابقت یوں ہے کہ اس میں ہوا کا پہلا وصف ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا۔ قسم ہے ہواؤں کی جو اڑاتی ہیں غبار پھر اٹھا لیتی ہیں بوجھ۔

چنانچہ قوم لوط پر ایسی ہوا کا عذاب آیا جس نے کنکروں اور پتھروں کو اڑا کر ان پر اس طرح برسائے کہ ان کی پوری آبادی اس سے ڈھک گئی، اس کے بعد دوسرا واقعہ فرعون کی غرقابی کا بیان ہوا ہے، اس کی مناسبت ابتدائے سورہ کے دوسرے حصہ سے ہے جس میں ہوا کا یہ وصف بیان ہوا ہے:

فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا۔ پھر اٹھا لیتی ہیں بوجھ پھر چلنے لگتی ہیں آہستہ۔(۱)

مولانا فراہیؒ نے قرآن کے اشارات اور تورات کے بعض بیانات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ سمندر کے پاس پہنچے اور ان کی قوم کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ اب ہم پکڑ لیے جائیں گے تو اس وقت حکم الٰہی سے تیز و تند ہواؤں نے خلیج عقبہ کا پانی خشک کر دیا اور اس پانی کو یہ ہوا بہا لے گئی، چنانچہ پوری قوم سمندر کے پار ہو گئی مگر جب فرعون نے بھی اسی راستہ سے سمندر کو عبور کرنا چاہا تو سبک ہواؤں نے آہستہ آہستہ اس پانی کو دوبارہ خلیج عقبہ میں لوٹا دیا جس سے وہ ڈوب کر ہلاک ہو گیا،(۲) اسی طرح مولانا فراہیؒ نے قوم عاد و ثمود کی ہلاکت و بربادی کی مناسبت ابتدائے سورہ کے اشارات سے ثابت کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے متعین کردہ مرکزی مضمون انذار و تبشیر کو بھی نمایاں کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

---

(۱) تفسیر سورہ ذاریات ص ۳۵، ۳۶ (۲) ایضاً ص ۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ان واقعات میں عمود سورہ کی مناسبت یہ ہے کہ قوم لوط اور قوم موسیٰ کا آغاز انبیاء کے بابرکت ناموں سے ہوا ہے اور اس میں مومنین کی نجات کا بھی ذکر ہے جو تبشیر کے پہلو کو نمایاں کرتے ہیں اور اس کے مدمقابل عاد وثمود کے واقعات رکھے گئے ہیں جن میں انبیاء کے اسماء کی عدم صراحت اس کے منذرانہ پہلو کو واضح کرتی ہے۔'' (۱)

اسی طرح عاد وثمود کے عذاب کی نوعیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان دونوں واقعات میں عاد کو دو اسباب سے مقدم کیا گیا ہے اول اس وجہ سے کہ یہ قوم ثمود سے پہلے کی ہے، دوسرا سبب یہ ہے کہ عاد کا عذاب ہوا اور پانی دونوں پر مشتمل تھا اور ثمود کے عذاب کی نوعیت محض صاعقہ کی تھی اس لئے وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ کی مناسبت سے اس کو موخر کیا گیا ہے، مولانا فراہیؒ نے ان واقعات میں واقعہ ابراہیمؑ کو تمہید اور قصہ نوحؑ کو خاتمہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ چاروں قوموں کی تباہی و بربادی کے بعد اخیر میں قوم نوحؑ کا واقعہ عام انسانوں پر اثبات رحمت کی دلیل کے طور پر لایا گیا ہے۔ (۲)

نظائر قرآنی اور اسلوب عرب کے تتبع کا اہتمام

مولانا فراہیؒ نے اپنے طریقۂ تفسیر میں قرآنی نظائر اور اس کے اسلوب بیان نیز اہل عرب کے طرز کلام کو خاص طور پر پیش نظر رکھا ہے، ان کی پوری تفسیر اس کی آئینہ دار ہے، نمونہ کے طور پر محض ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

سورہ ذاریات کے آغاز میں مقسم بہ کی محض صفتیں مذکور ہیں، چنانچہ مفسرین مختلف الرائے ہیں کہ ان صفتوں کا ایک ہی موصوف ہے یا ہر صفت کا الگ موصوف ہے، علامہ ابن کثیر نے بعض روایتیں نقل کی ہیں جن کے مطابق ہر صفت کا علاحدہ موصوف ہے، (۳) مگر

(۱) تفسیر سورۂ ذاریات ص ۳۶ (۲) ایضاً (۳) تفسیر ابن کثیر جلد ۴، ص ۲۷۲، ۲۷۳ دار عالم الکتب ۱۹۹۷ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام رازی نے ان صفات کے ایک ہی موصوف سے متعلق ہونے کو ترجیح دی ہے،(۱) مولانا فراہیؒ کا بھی یہی نقطۂ نظر ہے اور اس کے لئے انھوں نے اہل زبان کے استعمال کو ماخذ بنایا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''لفظ ف کے ذریعہ ان صفتوں میں عطف کا پایا جانا اول تو ترتیب کی دلیل ہے، نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کا موصوف ایک ہی ہے، یہ کہنا کہ یہ صفتیں الگ الگ اشیاء کی ہیں نظائر قرآنی اور استعمال عرب کے منافی ہے۔''

مولانا فراہی نے اس پر ایک عقلی دلیل یہ بھی دی ہے کہ جب ایک ہی موصوف سے ان صفتوں کی مناسبت ظاہر ہو جاتی ہے تو اس کے لئے الگ الگ موصوف متعین کرنے کی کیا حاجت ہے، ان صفتوں میں آخری صفت اَلْمُقَسِّمَاتِ اَمْرًا پر ایک اشکال یہ عائد ہوتا ہے کہ تقسیم امر ایک ارادی فعل ہے تو اس کی نسبت ہوا کی طرف کیسے کی جا سکتی ہے، مولانا فراہیؒ نے اس کا جواب بھی قرآنی نظائر اور اہل زبان کے استعمال سے دیا ہے، لکھتے ہیں:

''غیر عاقل کی طرف افعال ارادیہ کی نسبت کا استعمال اہل زبان کے یہاں اور قرآن مجید میں بکثرت ہوا ہے۔''(۲)

قدیم آسمانی کتابوں کی تحریف کی تصحیح

اوپر ذکر آچکا ہے کہ مولانا حمید الدین فراہیؒ نے معذب قوموں کی نوعیت عذاب کی مناسبت ابتدائے سورہ کے مضمون سے دکھائی ہے چنانچہ انھوں نے ان واقعات کے سلسلہ میں قرآنی رموز و اشارات کو اصل کا درجہ دے کر ان کا موازنہ قدیم آسمانی کتابوں کے بیانات سے کیا ہے، ان کا موقف یہ ہے کہ ان واقعات کی مکمل تفصیل تورات میں موجود ہے مگر چوں کہ اس کتاب میں تحریف ہو چکی ہے اس لئے اس کی تصحیح قرآن مجید ہی سے ممکن ہے

(۱) تفسیر کبیر جلد ۶، ص ۱۳۱ (۲) تفسیر سورہ ذاریات ص ۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ اس کے نزول کا ایک مقصد بھی ہے۔(۱)

بلاشبہ یہ دلچسپ اور اہم بحث علم تفسیر میں مولانا فراہیؒ کے ایک گراں قدر اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اس اصول کے مطابق علم تفسیر میں درآئی مرویات اہل کتاب کو بھی جانچا اور پرکھا جا سکتا ہے، ذیل میں ایک دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے مولانا فراہیؒ کے علمی تبحر اور ان کے طریقۂ تحقیق کا اندازہ ہو سکے گا۔

اوپر یہ ذکر آچکا ہے کہ مولانا فراہیؒ نے قرآنی اشارات کی روشنی میں قوم لوطؑ پر آئے عذاب کی نوعیت یہ بتائی ہے کہ تیز وتند ہواؤں نے ان کی بستی کو کنکروں اور پتھروں سے پاٹ دیا، مگر تورات میں اس کے برعکس یہ مذکور ہے کہ قوم لوطؑ پر آگ وگندھک برسائی گئی، مولانا فراہیؒ نے اس کو مترجمین تورات کی غلطی قرار دیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ جس لفظ کی تعبیر آگ سے کی گئی ہے اس کی اصل تورات میں صاعقہ یعنی رعد وبرق ہے، اسی طرح جس لفظ کا ترجمہ گندھک سے کیا گیا ہے اس سے مراد کالے پتھر ہیں۔

تورات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے دور سے قوم لوطؑ پر دھواں اٹھتے ہوئے دیکھا جو گندھک اور آگ کے عذاب کی تائید فراہم کرتا ہے، مگر مولانا فراہیؒ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ دور سے دکھائی دینے والا یہ سیاہ گرد وغبار تھا جس کو دھوئیں سے تعبیر کیا گیا ہے، البتہ مولانا فراہیؒ نے تورات کے اس بیان کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کیا ہے کہ قوم لوطؑ پر ہوا کے ساتھ رعد وبرق کا بھی عذاب آیا تھا، کیوں کہ قرآن مجید میں ان دونوں کا ذکر موجود ہے۔(۲)

اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے واقعہ عبور بحر کے سلسلہ میں مولانا فراہیؒ نے قرآنی اشارات کی روشنی میں تورات کے بعض بیانات کو قبول اور بعض کو رد کیا ہے، چنانچہ مقام عبور

---

(۱) تفسیر نظام القرآن (اردو) مقدمہ تفسیر ص ۵۱، ۵۲ دائرہ حمیدیہ ۱۹۹۶ء (۲) تفسیر سورہ ذاریات ص ۳۰، ۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سلسلہ میں اہل کتاب کی رائیں مختلف ہیں، اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ جائے عبور خلیج سویز تھی، مگر مولانا فراہیؒ نے تورات کے ایک دوسرے بیان کو جس میں مقام کی تعیین نہیں ہے، قرآن مجید سے ہم آہنگ قرار دیا ہے اور یہ تحقیق پیش کی ہے کہ مقام عبور خلیج عقبہ تھا، اس ضمن میں مولانا فراہیؒ نے بعض مسلم دانشوروں کے اس خیال کی بھی تردید کی ہے کہ عبور بحر میں مدوجزر کو دخل رہا ہوگا۔(۱)

سطور بالا میں تفسیر سورہ ذاریات کا اجمالی تعارف پیش کیا گیا ہے، جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دارالمصنّفین نے علم تفسیر میں کیسی اہم اور گراں قدر تصنیف اہل علم کے ہاتھوں میں دی ہے۔

---

(۱) تفسیر سورہ ذاریات ص ۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۃ الفیل

مولانا حمید الدین فراہیؒ کی معرکۃ الآراء تفسیر ''تفسیر سورۂ فیل'' کی طباعت مطبعہ معارف اعظم گڑھ میں ہوئی اور اس کا مسودہ بخط مصنف کتب خانہ دار المصنفین میں محفوظ ہے، یہ تفسیر ۴۱ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے سرورق پر سن اشاعت ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء درج ہے۔

اس تفسیر کی اشاعت کے بعد مولانا ابواللیث اصلاحی ندویؒ نے ماہنامہ ترجمان القرآن کے باب التقریظ والانتقاد میں اس کا مفصل اور جامع تعارف کرایا ہے، جس سے اس کی اہمیت وندرت کا بخوبی اندازہ ہوتا، وہ لکھتے ہیں:

''یہ تفسیر اپنے مضامین کے اعتبار سے بالکل نئی ہے، اس میں کل پندرہ فصلیں ہیں، جن میں ایسے مباحث ہیں جن سے آپ کے کان غالباً اس سے پہلے آشنا نہ ہوئے ہوں گے، پہلی فصل میں سورہ کے مشکل الفاظ کی تشریح ہے اور دوسری فصل میں اس پر بحث ہے کہ اَلَمْ تَرَ کا مخاطب کون ہے، عام طور سے مفسرین یہی کہتے ہیں کہ اس سورہ میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے لیکن مولانا کو اس رائے سے اختلاف ہے، مولانا کے نزدیک اس سورہ کے مخاطب وہ لوگ ہیں جنھوں نے واقعۂ فیل کو بچشم خود دیکھا ہے یا جن کو دیکھنے والوں کے ذریعہ سے اس کا علم یقینی حاصل ہوا ہے، مولانا نے قرآن سے بہت سی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالیں پیش کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع کو صیغۂ واحد کے ساتھ خطاب کیا جاسکتا ہے، اس کے بعد وہ چار اسباب ذکر کیے ہیں جن کی بنا پر مولانا نے عام مفسرین کے خلاف مخاطب کے بارہ میں رائے قائم کی ہے، ان اسباب کی تفصیل تطویل کی باعث ہوگی لیکن تیسرا سبب کسی قدر دلچسپ ہے، اس لیے اس کا خلاصہ پیش کیے بغیر آگے بڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔

مولانا فرماتے ہیں کہ اگر اَلَمْ تَرَ کا مخاطب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا جائے تو بہ جائے اس کے کہ اس سورہ سے مشرکین پر کوئی حجت قائم ہو، مشرکین اس سے خود آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حجت قائم کرنے لگیں گے کیوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرض کر لینے کے بعد لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس سورہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینی مقصود ہے کہ ہم نے جس طرح خانۂ کعبہ کے دشمنوں کو شکست دی، اس طرح اپنے دشمنوں یعنی مشرکین کو بھی شکست دیں گے، اس لیے تم صبر سے کام لو، ظاہر ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھ کر مشرکین عرب کو ضرور سنائیں گے، کیوں کہ قرآن اسی لیے نازل ہوا ہے (وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ) اور مشرکین عرب سن کر یہ ضرور کہیں گے کہ ہم اللہ کی مدد کے زیادہ مستحق ہیں کیوں کہ ہم خانہ کعبہ کے کلید بردار ہیں، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں کر ہمارے دشمنوں کو شکست دی، اس لیے معلوم ہوا کہ اس سورہ کا مقصود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور مشرکین عرب کی تہدید نہیں ہے، جیسا کہ بعد کی سورہ میں اس کی تصریح ہے، اس بنا پر ضروری ہے کہ اَلَمْ تَرَ کا مخاطب مشرکین کو قرار دیا جائے نہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

تیسری فصل میں سورہ کا عمود بیان کیا ہے اور ماقبل و مابعد کی سورتوں سے اس سورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تعلق واضح کیا ہے، کیوں کہ مولانا اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کی نہ صرف آیتیں بلکہ سورتیں بھی باہم دگر مربوط ہیں، اس سورہ کا موضوع مولانا کے نزدیک یہ ہے کہ مشرکین عرب پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے، کیوں کہ اس نے اپنے گھر کی برکت سے ان کی اور ان کے شہر کی حفاظت کی ہے اور اس کی بدولت ان کو بہت فضیلت اور عزت عطا فرمائی ہے، اس کے بعد کی فصل میں وہ آٹھ وجوہ بتائے ہیں جن کی بنا پر خانہ کعبہ کی فضیلت تمام معابد پر ثابت ہوتی ہے، پانچویں فصل میں چند حقائق کا ذکر اور چند شبہات کا ازالہ ہے، چھٹی فصل میں قرآن کے بیان کے مطابق واقعۂ فیل کا خلاصہ ہے۔

اس کے بعد کی فصلیں بہت زیادہ معرکۃ الآراء ہیں، ان فصلوں میں مولانا نے بہت سی مشہور باتوں کی تردید کی ہے، مثلاً عام طور سے سمجھا جاتا ہے کہ تَرْمِیْهِمْ کا فاعل طَیْر ہے، اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ چڑیوں نے اصحاب فیل پر پتھر برسائے، لیکن مولانا کا خیال یہ ہے کہ چڑیوں کے ارسال کا ذکر بھی ایک انعام ہی کے واضح کرنے کے لئے کیا گیا ہے، کیوں کہ اگر خدا نے ان چڑیوں کو نہ بھیجا ہوتا تو اصحاب فیل کی لاشوں کے سڑنے سے بیماریاں پھیل جاتیں اور وہاں رہنا دشوار ہو جاتا۔

یہ خیال بالکل نیا ہے اس لئے کھٹکتا ہے اور اس میں مختلف قسم کے شبہات پیدا ہوتے ہیں لیکن اس کتاب کی ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ جہاں کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے اس کا جواب بھی وہیں کتاب کے اندر مل جاتا ہے، اس وقت موقع نہیں ورنہ چند شبہات اور ان کے جوابات کا خلاصہ پیش کرتا لیکن ناظرین اگر اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں گے تو میرے اس قول کی تصدیق کریں گے، بارہویں فصل تک حجارہ ہی کے متعلق بحث ہے، اس کے بعد وہ اسباب بیان کئے ہیں جن کی وجہ سے صحیح تاویل کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوتا، منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ تَرْمِیْهِمْ سے پہلے طَیْر کا ذکر ہے، اس لئے اس کا فاعل طَیْر ہی کو قرار دیا جاتا ہے لیکن مولانا کے نزدیک تَرْمِیْهِمْ کا فاعل اَنْتَ ہے اور یہ جملہ یا تو مستانفہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے یا عَلَيْهِمْ کی ضمیر سے حال واقع ہے، یہاں مولانا نے قرآن اور کلام عرب سے بہت سی مثالیں پیش کر کے یہ دکھلایا ہے کہ ضمیر مجرور سے عام طور پر حال واقع ہوتا ہے۔

اس کے بعد کی فصلوں میں رمی جمار کی حقیقت سے بحث کی ہے اور پھر متعدد دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ حج میں رمی جمار کی رسم بھی اسی واقعہ کی یادگار ہے، اس کے بعد اخیر میں یہ دکھلایا ہے کہ اگر رمی جمار کو اس واقعہ کی یادگار قرار دیا جائے تو اس کو ادا کرنے کے وقت نفس پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

غرض یہ کتاب جدید مباحث اور گوناگوں خصوصیات کی حامل ہے، بقول شاعر ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم　　کرشمہ دامن دل می کشد کی جا اینجا است

اہل علم سے درخواست ہے کہ اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیں اور مطالعہ سے قبل رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کریں......"(۱)

مولانا ابوالليث اصلاحی ندویؒ کی اس طویل تقریظ میں تفسیر سورۃ الفیل کے تقریباً تمام مباحث کا احاطہ کرلیا گیا ہے، تاہم ترجمان القرآن کے اسی شمارہ میں رسالہ کے مدیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بھی مطبوعات کے کالم میں اس پر حسب ذیل اضافہ کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> "مؤلف مرحوم کی شخصیت اس سے بالاتر ہے کہ اس کا تعارف کرانے کی حاجت ہو، عام طور پر یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ متاخرین میں قرآن مجید کے فہم و تدبر کے لحاظ سے بہت کم لوگ اس مرتبہ کو پہنچے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو سرفراز فرمایا تھا، انھوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ کلام اللہ کے معانی کی تحقیق میں صرف کیا اور عربی زبان میں ایک ایسی محققانہ تفسیر لکھی جس کی نظیر متقدمین کی تصنیفات میں بھی کم ملتی ہے، زیر نظر رسالہ اسی تفسیر کا ایک حصہ ہے اس میں

---

(۱) ترجمان القرآن ج ۶، عدد ۶، ص ۷۱ تا ۷۴، ماہ جمادی الاخری ۱۳۵۴ھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤلف نے کلام عرب کی شہادت اور روایات صحیحہ کی تائید اور قیاس عقلی کی تنقیح سے ان روایات اور تاویلات کو غلط ثابت کیا ہے جو واقعہ فیل کے بیان اور سورہ فیل کی تفسیر میں مشہور ہیں، عام طور پر تاریخوں میں لکھا ہے کہ ابرہہ نے جب مکہ پر حملہ کیا تو عرب اپنے معبد کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور عبدالمطلب نے ابرہہ کے پاس جا کر صرف اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کیا، مگر کعبہ کے متعلق کچھ نہ کہا، مؤلف نے معاصر شعراء کے کلام سے اس کی تردید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ عربوں نے ابرہہ کی پوری مدافعت کی تھی، سورہ فیل کی تاویل میں ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اَلَمْ تَرَ کا خطاب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں بلکہ بالخصوص عربوں کی طرف ہے، جنھوں نے اس واقعہ کو دیکھا تھا اور بالعموم ان سب کی طرف جو متواتر و مشہور روایات کی بنا پر گویا عینی شاہدوں کے حکم میں تھے، اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مخاطب کر کے اپنی ان آیات کی طرف توجہ دلائی ہے، جو اصحاب فیل کی یورش کے موقع پر ظاہر ہوئیں، مشہور یہ ہے کہ اصحاب فیل جس عذاب سے ہلاک ہوئے وہ پرندوں کی شکل میں بھیجا گیا تھا اور انھوں نے کنکریاں مار مار کر ان ظالموں کو بھس بنا دیا تھا، مگر مؤلف کی تحقیق یہ ہے کہ یہ عذاب آندھی کی شکل میں تھا جس سے کنکریوں کی بارش ہوئی اور ابرہہ کی فوج کا بیشتر حصہ چیچک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا، رہے پرندے تو وہ مردہ لاشوں کو کھانے کے لئے بھیجے گئے تھے، کیوں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو مکہ اور اس کے اطراف میں وبا پھیل جاتی، آخر میں مؤلف نے ایک نہایت لطیف نکتہ یہ پیدا کیا ہے کہ حج کے موقع پر رمی جمار کی سنت اسی واقعہ کی یادگار میں جاری ہوئی ہے اور اصحاب فیل پر کنکریوں کی بارش اسی مقام پر ہوئی تھی جہاں اب رمی جمار کیا جاتا ہے۔" (۱)

(۱) ترجمان القرآن ج ۶ عدد ۶، ص ۴۷۵، ۴۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حمید الدین فراہیؒ کی تفسیر سورہ فیل گو مفسرین کی عام اور مشہور تفسیر سے بالکل علاحدہ ہے تاہم اس کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، کیوں کہ انھوں نے اس تفسیر میں جو نکتے اٹھائے ہیں وہ نہایت اہمیت کے حامل ہیں، چنانچہ بعض مفسرین نے اس سورہ کی تفسیر میں مولانا فراہیؒ کے موقف کو کسی نہ کسی حد تک تسلیم کیا ہے اور اس بحث میں قابل قدر اضافے بھی کیے ہیں۔

مولانا حمید الدین فراہیؒ کے تلمیذ رشید مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے اس سورہ کی تفسیر میں اپنے استاذ کی متابعت یقیناً کی ہے، مگر کسی حد تک ان سے علاحدہ موقف بھی اختیار کیا ہے، جس کی بنا پر بحث مزید نکھر کر سامنے آگئی ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تفسیر سورہ فیل میں مولانا فراہیؒ کا موقف یہ ہے کہ ابرہہ کے خانہ کعبہ پر فوج کشی کا جو مفصل واقعہ کتب تاریخ میں منقول ہے وہ ابن اسحاق کی روایت پر مبنی ہے اور اس کا سلسلہ سند ابن اسحاق نے بیان نہیں کیا ہے، دوسرے اس واقعہ میں جو تفصیلات مذکور ہیں وہ ابرہہ کو حق بجانب ٹھہراتی ہیں اور عربوں کی قومی و مذہبی حمیت و غیرت کو پارہ پارہ کر دیتی ہیں، چنانچہ ان وجوہ کی بنا پر مولانا فراہیؒ کا یہ خیال ہے کہ یہ روایت اسرائیلی مرویات میں سے ہے جس کو ابن اسحاق نے نقل کر دیا ہے۔(۱)

مولانا فراہیؒ نے اپنی تفسیر میں ایک اہم نکتہ یہ اٹھایا ہے کہ ابرہہ کی فوج کشی بالکل عیاں اور نمایاں تھی، جب کہ قرآن اس کو لفظ کید (مخفی تدبیر) سے تعبیر کرتا ہے، اس کی توجیہ و تعلیل انھوں نے یہ کی ہے کہ ابرہہ نے اشہر حرم اور عین زمانۂ حج میں حملہ کا منصوبہ بنایا تھا تاکہ اہل عرب مدافعت نہ کرسکیں۔(۲)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے اس کے برعکس ابن اسحاق کی عام اور مشہور روایت کو نہ صرف یہ کہ قبول کیا ہے بلکہ اس کی نہایت دلچسپ تاویل کی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

تفسیر سورۃ الفیل ص ۱۶ (۲) ایضاً ص ۱۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عیسائیت کے تعصب کے جنون میں اس نے (ابرہہ) یہ اسکیم بنائی کہ عربوں کو عیسائی بنالے، اس اسکیم کو بروئے کار لانے کے لئے اس نے یمن کے دارالسلطنت صنعاء میں ایک عظیم الشان گرجا بنوایا اور حبش کے نجاشی کو جس کے نائب السلطنت کی حیثیت سے وہ یمن پر حکومت کررہا تھا، اس نے لکھا کہ میں نے ایک ایسا گرجا تعمیر کرایا ہے جس کی نظیر چشم فلک نے نہیں دیکھی ہوگی، میں چاہتا ہوں کہ عربوں کے حج کا رخ بھی اسی کی طرف موڑ دوں اور ان کے مکہ کے معبد کو ڈھادوں، اس کے بعد اس نے کعبہ پر حملہ کا جواز پیدا کرنے کے لئے یہ مشہور کیا کہ اس کے تعمیر کردہ گرجا کو کسی عرب نے بقصد توہین ناپاک کیا ہے۔''(۱)

غرض مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے لفظ کید کی تشریح ابرہہ کے اسی غلط پروپیگنڈہ اور الزام سے کی ہے اور اس تشریح کے مطابق ان روایتوں کا انکار بھی لازم نہیں آتا جن میں یہ صراحت موجود ہے کہ ابرہہ کا حملہ اشہر حرام میں نہیں ہوا تھا۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے گو اس سورہ کی تفسیر میں جمہور کے موقف کی تائید وحمایت کی ہے تاہم مولانا حمید الدین فراہیؒ کی تفسیر سورۃ الفیل سے وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ مثلاً اَلَمْ تَرَ کے خطاب کے سلسلہ میں مولانا فراہیؒ کے موقف کا ذکر مولانا ابواللیث اصلاحی کی تقریظ میں اوپر آچکا ہے، چنانچہ تعیین خطاب کے باب میں مولانا مودودیؒ نے مولانا فراہیؒ کے موقف کو اختیار کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''خطاب بظاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر اصل مخاطب نہ صرف قریش بلکہ عرب کے عام لوگ ہیں جو اس سارے قصے سے خوب واقف تھے۔''(۲)

اس سورہ کی تفسیر میں مولانا مودودیؒ نے ایک اہم اور گراں قدر اضافہ یہ کیا ہے

(۱) تدبر قرآن ج۹ ص۵۵۹ (۲) تفہیم القرآن ج۶ ص۴۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جمہور کی متابعت کے ساتھ مولانا فراہیؒ کے نتیجہ تحقیق کو بھی سمیٹ لیا ہے اور مشرکین کے خلاف حجت قائم کیے جانے کی ایک اہم دلیل یہ دی ہے کہ اس نازک گھڑی میں وہ اپنے تمام دیوی دیوتاؤں کو بھول گئے اور صرف اللہ سے مدد کے طالب ہوئے، مولانا مودودیؒ نے اس موقع پر کہے گئے اشعار اور بعض روایتوں سے استدلال کر کے اپنے موقف کو تقویت پہنچائی ہے اور اس سورہ کا جو مفہوم متعین کیا ہے وہ بعینہٖ وہی ہے جو مولانا فراہیؒ نے پیش کیا ہے۔

مولانا حمید الدین فراہیؒ اس سورہ کا عمود بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ذكر القرآن فى السورة السابقة كل همزة لمزة مفتخرة بماله ذاهل عن مآله فدعا عليه بالويل وانبأه بانه ينبذ فى الحطمة والنار الموقدة ففى هذه السورة اشهاد على مافعل بامثاله حين اعتمدوا على قوة شوكتهم واجترؤا على الله لانهم قد علموا فى كتبهم حرمة هذا البيت العتيق ...... فذكر القرآن هذا الغنى المختال هذه الواقعة التى شهدها بعينه فانه من كفرة قريش والظاهر انه ابولهب المتسمك ببدعاته مع اتباعه الذين ابطلوا حرمة البيت بفسقهم وطمعهم ...... فكأنه قيل

قرآن نے پچھلی سورہ میں طعن کرنے والے اور پیٹھ پیچھے برائیاں کرنے والے کا نقشہ بیان کیا ہے، جو اپنے مال کے پندار میں مبتلا ہے اور اپنے انجام سے بے خبر ہے، اس سورہ میں اس کی تباہی کی بددعا اور اس بات کی خبر ہے کہ ایسا شخص توڑ دینے والی جگہ یعنی بھڑکائی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا، اب اس سورہ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اس جیسے لوگوں کے ساتھ ماضی میں کیا برتاؤ کیا گیا جو اپنی طاقت پر نازاں ہوئے اور اللہ کے خلاف جری ہوئے، حالانکہ ان کو کتابوں کے ذریعہ علم تھا کہ یہ محترم گھر بابرکت ہے، چنانچہ قرآن نے اس مالدار اکڑنے والے کو تنبیہ کی ہے جس نے یہ واقعہ اپنی آنکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لـه الم تركيف حـطـم الله امثالك وجـعـلهـم كـعـصف مــاكول امـا شهـدت حالهم ومآلهم اذ نضحهم الــرب عـن هـذا البيـت المحـرم الـذى منه شرف قريش ورزقهم وامنهم وقد عـلـمت انك لم تغلب عـليهـم بقوتك بل بنصر من الله الذى هورب هذا البيت (۱)

سے دیکھا تھا اور وہ قریش کے کفار سرداروں میں سے تھا یعنی ابولہب اور اس کے ساتھی جنھوں نے اپنے فسق وطمع کے سبب اس گھر کی تقدیس کو پامال کر رکھا تھا تو گویا اس کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے جیسوں کا انجام کیا ہوا، جن کو اللہ نے اس مقدس گھر سے دور کیا، جس کی بدولت قریش کو مرتبہ ومقام اور رزق وامن حاصل ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ان پر تم اپنی قوت سے غالب نہیں آئے بلکہ اللہ کی مدد تمہارے شامل حال رہی جو اس گھر کا رب ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ گو مولانا فراہیؒ سے اختلاف رکھتے ہیں مگر وہ بھی بعینہٖ یہی نتیجہ اخذ کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

''اس سورہ میں اس قدر اختصار کے ساتھ صرف اصحاب الفیل پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ذکر کر دینے پر کیوں اکتفا کیا گیا ہے، واقعہ کچھ بہت پرانا نہ تھا، مکہ کا بچہ بچہ اس کو جانتا تھا، عرب کے لوگ عام طور سے واقف تھے، تمام اہل عرب اس بات کے قائل تھے کہ ابرہہ کے اس حملے سے کعبہ کی حفاظت کسی دیوی دیوتا نے نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے کی تھی، اللہ ہی سے قریش کے سرداروں نے مدد کے لئے دعائیں مانگی تھیں اور چند سال تک قریش کے لوگ اس واقعہ سے اس

(۱) تفسیر سورۃ الفیل ص ۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر متاثر رہے تھے کہ انھوں نے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی تھی، اس لئے سورہ فیل میں ان تفصیلات کے ذکر کی حاجت نہ تھی، بلکہ صرف اس واقعہ کو یاد دلانا کافی تھا تاکہ قریش کے لوگ خصوصاً اور اہل عرب عموماً اپنے دلوں میں اس بات پر غور کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں وہ آخر اس کے سوا اور کیا ہے کہ تمام دوسرے معبودوں کو چھوڑ کر صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت کی جائے، نیز وہ یہ بھی سوچ لیں کہ اگر اس دعوت حق کو دبانے کے لئے انھوں نے زور زبردستی سے کام لیا تو جس خدا نے اصحاب فیل کا تہس نہس کیا تھا اسی کے غضب میں وہ گرفتار ہوں گے۔"(۱)

مولانا حمید الدین فراہیؒ کی تفسیر سورہ فیل میں جو بحث سب سے زیادہ نادر اور اہم ہے اور جس سے عام طور پر اختلاف بھی کیا گیا ہے وہ تَرۡمِیۡهِمۡ کو جملہ مستانفہ قرار دینے کی ہے، مگر اس کی بنا پر یہ خیال کرنا مولانا فراہیؒ لشکر ابرہہ کی پسپائی کو محض اہل کی عرب کی مدافعت کا نتیجہ سمجھتے ہیں، صحیح نہیں ہے، وہ بھی جمہور مفسرین کی طرح اصحاب فیل کی ہلاکت وبربادی کا اصل سبب عذاب الٰہی کو قرار دیتے ہیں، البتہ ان کے طریقۂ تفسیر کے مطابق اہل عرب کی معروف قومی حمیت وغیرت اور شجاعت کا یکسر انکار بھی لازم نہیں آتا ہے۔

اس تفسیر پر ایک اہم اشکال یہ ضرور کیا گیا ہے کہ یہ مفہوم قرآنی ترتیب سے ہم آہنگ نہیں ہے، ہمارے خیال میں یہ اشکال قلتِ تدبر کا نتیجہ ہے، کیوں کہ مولانا فراہیؒ نے ارسالِ طیر کو ایک انعام خداوندی بتایا ہے، چنانچہ اسی پس منظر میں اس کا ذکر ہوا ہے، ان کے طریقۂ تفسیر کے مطابق سورہ فیل کی پہلی آیت میں تمہید ہے، اس کے بعد کی بالترتیب دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اہل عرب پر اپنے احسانات کا ذکر کیا ہے: ۱- اصحابِ فیل کے مکروفریب کا خاتمہ۔ ۲- چڑیوں کے ذریعہ وادی مکہ کی صفائی۔

---

(۱) تفہیم القرآن ج ۶، ص ۴۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی آیت میں اہل مکہ کی کمزور وناتواں مدافعت کا ذکر ہے اور آخری آیت میں عذاب الٰہی کے ذریعہ ان کے ہلاک وبرباد کئے جانے کی صراحت ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے مولانا فراہیؒ کے نقطۂ نظر کی مکمل تائید وحمایت کی ہے، مگر عدم ترتیب کے اس اشکال سے متاثر ہوکر انھوں نے اس کی جو تاویل کی ہے وہ محل نظر ہے، انھوں نے ارسالِ طیر کو احسان کے ساتھ نتیجہ بھی قرار دیا ہے، اور ہمارے خیال میں احسان مطلق سے اس کو الگ کرنے کی صورت میں یہ اشکال ضرور پیدا ہوتا ہے۔ بہر حال اس کے باوجود یہ بات مسلم ہے کہ یہ مولانا فراہیؒ کی ایک مجتہدانہ رائے ہے جس سے اتفاق واختلاف کی گنجائش ہے اور مولانا فراہیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس گنجائش کو جگہ دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ان صح ماذکرنا من اصل سنة رمی الجمار سواء کان الرمی من الطیر اومن العرب...... (۱)	رمی جمار کی سنت کی اصل کو اگر تسلیم کرلیا جائے خواہ یہ رمی پرندوں کی جانب سے ہوئی ہو یا عرب نے کی ہو۔

البتہ مولانا فراہیؒ نے سنت رمی جمار کی جو تشریح وتوضیح کی ہے اور اس کو روحِ جہاد سے ہم آہنگ بتایا ہے وہ یقیناً لائق توجہ ہے اور اس کو یہ کہہ کر نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا تعلق حضرت ابراہیمؑ سے نہیں ہے، جب کہ جملہ مناسک حج انھیں کی یادگار ہیں کیوں کہ یہ واقعہ بھی دراصل مرکز ابراہیمی کے دفاع وتحفظ کی علامت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ مولانا حمیدالدین فراہیؒ کی تفسیر سورۃ الفیل علم تفسیر میں ایک بیش بہا اضافہ ہے، البتہ اس کے مطالعہ کے وقت متانت وسنجیدگی اور غور وتدبر کی سخت ضرورت ہے، بدقسمتی سے زمانۂ حال کے بعض محققین نے ''شعر مرا بمدرسہ برد'' کے مصداق اس تفسیر کو جارحانہ نقد وتنقید کا موضوع بنایا ہے، جو علم وتحقیق کے ساتھ صریح ظلم وناانصافی ہے۔

(۱) تفسیر سورۃ الفیل ص ۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امعان فی اقسام القرآن

دارالمصنفین اعظم گڑھ کی عربی مطبوعات میں یہ معرکۃ الآراء قرآنی تصنیف بھی شامل ہے جو اس کے صدر نشیں مولانا حمید الدین فراہیؒ کی ایک مایہ ناز مجتہدانہ تالیف ہے، دارالمصنفین نے اس کتاب کو خاص اہتمام کے ساتھ ۱۹۳۰ء میں مطبعہ سلفیہ مصر سے شائع کرایا، اسی دوران مصنف کی وفات ہوئی، چنانچہ ناظم دارالمصنفین مولانا سید سلیمان ندوی نے مصنف کا مختصر سوانحی تذکرہ اور ان کے علمی کارناموں پر مشتمل ایک ضمیمہ عربی میں لکھ کر اس کتاب کے آخر میں طبع کرایا۔

''امعان فی اقسام القرآن'' قرآن مجید کی قسموں کے بارہ میں ایک محققانہ اور شاہ کار کتاب ہے جس میں قدمائے مفسرین کی تحریروں کا جائزہ پیش کر کے یہ دکھایا گیا ہے کہ ان سے اقسام قرآنی کے بارہ میں وارد اشکالات کا ازالہ نہیں ہوتا بلکہ متعدد شکوک ابھرتے ہیں، اول تو اس موضوع پر علامہ ابن القیم کی ''التبیان فی اقسام القرآن'' کے علاوہ کوئی دوسری تصنیف موجود نہیں ہے یا امام رازی نے اپنی تفسیر میں جابجا جو اشارے کئے ہیں وہی اس موضوع کا کل سرمایہ ہیں، مولانا حمید الدین فراہیؒ نے قدماء مفسرین کی تحریروں کی قدر و منزلت کا اعتراف کرتے ہوئے اس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ اقسام قرآنی کے فہم کی اصل کلید بہر حال ان کے ہاتھ نہ آسکی، جس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ قسم میں مقسم بہ یعنی وہ اشیاء جن کی قسمیں کھائی گئی ہیں، ان کی تعظیم کو لازم قرار دیا گیا ہے، جبکہ تعظیمی پہلو مقسم بہ کے لحاظ سے ہے نہ کہ اصل قسم کے اعتبار سے، چنانچہ اس عام غلط فہمی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولکن الغمة التی لم تنجل عنهم — حضرات مفسرین اس مشکل سے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمضيق الذی لم یخرجوا منه هوظنهم بکون القسم مشتملا علی تعظیم المقسم به لامحالة وذلک هوالظن الباطل الذی صار حجابا علی فهم اقسام القرآن ومنشئا للشبهات۔ (۱)

آپ کو آزاد نہیں کر سکے کہ قسم میں مقسم بہ ہر حال میں معظم ومشرف ہوتا ہے اور یہی وہ بنیادی غلطی ہے جس نے اقسام قرآن پر صحیح غور وفکر کی راہ میں رکاوٹ حائل کر رکھی ہے اور شکوک وشبہات کی یہی بنیاد ہے۔

مولانا حمیدالدین فراہیؒ نے اس کتاب میں قسم کے اسلوب کو استشہاد کا ایک اہم اور مؤثر اسلوب قرار دیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ قسم کے ساتھ مقسم بہ کا وجود لازمی نہیں ہے چہ جائے کہ اس کی تعظیم وتقدیس کا پہلو ہر حال میں شامل رکھا جائے، ان کا کہنا ہے کہ مقسم بہ کی موجودگی کی صورت میں کسی شے کی قسم دراصل اس کی شہادت پیش کرنا ہے، چنانچہ انھوں نے اپنی اس تحقیق کو پورے انشراح صدر کے ساتھ یوں پیش کیا ہے:

وانی بحمدالله تعالیٰ لم اطمئن لهٰذا الرای الا بعد ان تاملت فی جمیع اقسام القرآن حتی تبین لی انها دلائل۔ (۲)

میں نے بحمداللہ تمام قرآنی اقسام پر غور وتامل کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ سب دلیلیں ہیں۔

مولانا حمیدالدین فراہیؒ نے یہ بحث بالکل صاف کردی کہ مقسم بہ کی تعظیم وتقدیس قسم کے لئے لازمی شرائط میں داخل نہیں ہے بلکہ عوارض میں سے ہے، غرض اس تحقیق کے بعد ان تمام دوراز کار تاویلات کی حاجت باقی نہیں رہتی جو قدمائے مفسرین کو یا علامہ ابن قیم کو کرنی پڑی۔

مولانا فراہی نے اقسام قرآنی کے بطور دلائل مستعمل ہونے کی تائید امام رازی کے اس جملہ سے بھی کی ہے جو انھوں نے سورہ ذاریات کی قسموں کے بارہ میں کہا ہے کہ:

(۱) امعان فی اقسام القرآن ص ۳۹ دارالقلم ۱۹۹۴ء (۲) ایضاً ص ۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انها كلها دلائل اخرجها فى صورة الايمان۔

یہ سب دلیلیں ہیں جو قسم کی صورت میں پیش کی گئی ہیں۔

مگر امام رازی دوسرے مقامات پر قسم کے مفہوم میں تعظیم کو لازمی قرار دیتے ہوئے خلط مبحث کا شکار ہو جاتے ہیں، مولانا فراہیؒ نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ چوں کہ سورہ ذاریات میں وارد قسموں کے اندر دلیل کا پہلو نہایت واضح ہے اس لئے وہ بے اختیار یہ کہہ اٹھے، اسی طرح اگر تمام اقسام قرآنی کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ پہلو واضح ہو کر سامنے آئے گا۔

مولانا حمید الدین فراہیؒ کی یہ معرکۃ الآراء تصنیف طبقہ علماء میں کافی پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اس کتاب کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

فجاء ت هذه الرسالة. على قصر قامتها وكبر قيمتها. تنوب عن المكتبة القرآنية فى موضوع اقسام القرآن بصفة خاصة مع احتوائها على لطائف مفتقة للقريحة ومنيرة ومثيرة لامعان الدراسة فى القرآن والتدبر فيه من جديد. (۱)

یہ کتاب گو مختصر ہے مگر اپنے موضوع پر یعنی اقسام قرآنی کے سلسلہ میں قرآنی لٹریچر کی ایک نمائندہ کتاب ہے اور ایسے لطیف نکات پر مشتمل ہے جو ذہن و دماغ کو غذا پہنچاتے، قرآن فہمی کی راہ دکھاتے اور از سر نو تدبر قرآن کی دعوت دیتے ہیں۔

ایک مدت تک امعان کا وہی نسخہ اہل علم کے پیش نظر رہا جو دار المصنّفین نے شائع کیا ہے، ۱۹۸۰ء میں کویت سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا، پھر ۱۹۹۴ء میں دار القلم دمشق سے اس کا ایک دیدہ زیب ایڈیشن مصنف کے پوتے پروفیسر عبید اللہ فراہی اور ڈاکٹر محمد اجمل اصلاحی کی کوششوں سے شائع ہوا ہے۔

---

(۱) دیباچہ اقسام القرآن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التفسیر القیّم

للامام ابن القیّم

علامہ ابن تیمیہؒ کے تلمیذ رشید اور عقائد، تزکیہ، سیرت وغیرہ کے موضوعات پر متعدد کتابوں کے مصنف علامہ ابن القیمؒ کے تفسیری فوائد ان کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں، دار المصنّفین کے رفیق مولانا محمد اویس نگرامی ندوی نے ان تفسیری فوائد کو ایک مجلد میں یکجا کر دیا ہے، اور اس مجموعہ کو دار المصنّفین نے اپنے صرفہ سے طبع کروایا اور سلسلۂ مطبوعات میں داخل کیا، مولانا محمد اویس ندوی نے یہ علمی کام مولانا سید سلیمان ندوی کی نگرانی اور رہنمائی میں انجام دیا، اور ان کے سات سالہ دار المصنّفین کے قیام کا اصل کارنامہ التفسیر القیم کی ترتیب ہے۔ پھر وہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے شیخ التفسیر کے عہدہ پر فائز ہو کر لکھنؤ چلے گئے، اسی اثناء میں انھوں نے تعلیمات قرآن کے عنوان سے ایک اصلاحی کتاب مرتب کی جو دار المصنّفین کی مطبوعات میں شامل ہے۔

التفسیر القیم کا دوسرا ایڈیشن محمد حامد الفقی صدر جماعت انصار السنۃ المحمدیۃ کے تعلیقات وحواشی کے ساتھ ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا۔ یہ تفسیری مجموعہ تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے اور سورہ نحل تک سورتوں کی ترتیب کے موافق اس کو مرتب کیا گیا ہے۔ سورہ فاتحہ کا حصہ قدرے مفصل اور اثبات عقیدہ صحیحہ کا مظہر ہے، اس حصہ میں جہمیہ، جبریہ، منکرین معجزات اور عالم کو قدیم ماننے والے فلاسفہ کے باطل نظریات کی تردید کی گئی ہے، بقیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورتوں کے ضمن میں اثبات عقیدہ کی مرکزیت کے ساتھ فقہی، لغوی اور کلامی مسائل بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ التفسیر القیم کے دوسرے ایڈیشن میں لوح کتاب پر سلفیت کے انتساب نے ایسا تسلط جمالیا ہے کہ دار المصنّفین کے ساتھ جو اس کا تعلق ہے وہ دھندلا ہو کر رہ گیا ہے، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کتاب کو دار المصنّفین سے از سر نو شائع کیا جائے۔

☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم:- ادبی اور تاریخی مطبوعات

الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی

بانی دارالمصنّفین علامہ شبلی نعمانی کی مایہ ناز عربی کتاب ''الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی'' ہے جو مصر میں اقامت گزیں بیروت نژاد عیسائی مؤرخ وادیب جرجی زیدان کی کتاب ''تاریخ التمدن الاسلامی'' پر نقد وتبصرہ اور اس کی علمی خیانتوں اور دسیسہ کاریوں کی پردہ دری پر مشتمل ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے جرجی زیدان اور اس کی کتاب کے بارہ میں لکھا ہے کہ:

> ''مصنف چونکہ عیسائی تھا اس لئے اس نے اپنے قلم سے اس میں اسلامی تمدن کی صورت بگاڑنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے، مگر ایسے اسلوب سے اس کو دکھایا ہے کہ بظاہر وہ حسن نظر آتا ہے لیکن درحقیقت اس میں کوئی نہ کوئی عیب چھپی ہوتی ہے۔''(۱)

تاریخ التمدن الاسلامی جو پانچ جلدوں میں ہے، مستشرقین کے حلقہ میں بہت مقبول ہوئی، پروفیسر مارگولیوتھ نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا جس کے اثر سے اس کتاب کے خیالات کی اشاعت نہایت وسیع پیمانہ پر ہوئی، جرجی زیدان نے مصر کی وزارت تعلیم کو یہ باور کرانے کی کوشش بھی کی کہ اس کو نصاب تعلیم میں جگہ دی جائے مگر بعض علماء کی مخالفت کے سبب یہ تجویز مسترد ہوگئی۔(۲)

---

(۱) حیات شبلی ص ۵۷۸ (۲) مجلہ المنار ج ۱۵ عدد ا، جنوری ۱۹۱۲ء مقدمہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا شبلی اور جرجی زیدان اس کتاب کی تالیف سے پہلے سے ایک دوسرے سے متعارف تھے، مولانا سید سلیمان ندوی کی تصریح کے مطابق دونوں میں خط وکتابت تھی اور جرجی زیدان کے مشہور رسالہ ''الہلال'' میں مولانا شبلی کے مضمون نکلتے تھے۔(۱)

تاریخ التمدن الاسلامی کی تالیف میں جرجی زیدان کو مولانا شبلی کی تحریروں سے کافی مدد ملی جس کا اعتراف بھی اس نے کیا ہے، وہ لکھتا ہے:

فاذا رأينا في كتب الافرنج مآثر منسوبة الى العرب لم نجد لها ذكرا في كتبهم ضعفت ثقتنا في صحتها اذقد تكون منقولة عن بعض الرحلات الافرنجية في العصور الوسطىٰ واكثرها يحتاج الى تمحيص .... و وقفنا على كتاب في اللغة الهندوستانية (الاردية) للنعماني سماه "رسائل شبلي" ذكر فيه فصولا في مدارس العرب ومارستانهم ومكاتبهم وكتبهم ذيلها بالاسناد وهو كتاب جليل وبعد الاطلاع على آراء العلماء وابحاثهم في هذا الموضوع

یورپین کتابوں میں عربوں کے جو قابل فخر واقعات بیان ہوئے ہیں ان کا سراغ مجھ کو اصل عربی آخذ میں نہیں ملتا تھا، جس کی بناء پر اس کی صحت مجھ کو مشکوک معلوم ہوتی تھی، کیوں کہ یہ واقعات عہد وسطیٰ کے یورپین سفرناموں سے ماخوذ ہیں اور اکثر واقعات محتاج تحقیق ہیں .... مجھ کو اردو زبان میں لکھی ہوئی مولانا شبلی کی کتاب ''رسائل شبلی'' دستیاب ہوئی، جس میں مستند حوالوں کے ساتھ عرب کے مدارس، شفاخانے، کتب خانے اور عربوں کی تصنیفات کا متعدد فصلوں میں ذکر ہے، درحقیقت یہ ایک عظیم الشان کتاب ہے، اس کے واسطہ سے اس موضوع پر علماء کی آراء واقوال کو پڑھ کر

(۱) حیات شبلی ص ۵۷۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجعنا الی المصادر العربية فتفصحناها بامعان وتدقيق فعثرنا فيها علی ما ادهشنا من ضخامة ذلك التمدن خصوصا فی العلم والادب مما ستراه مفصلا فی هذا الجزء۔ (١)

جب میں نے اصل ماٰخذ کی طرف رجوع کیا اور دقت نظر سے واقعات کی جستجو کی تو مجھ کو حیرت انگیز تمدنی سرمایہ ہاتھ آیا، بالخصوص علم وادب کے میدان میں عربوں نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، کتاب کا یہ حصہ اسی کی تفصیل پر مشتمل ہے۔

غرض جرجی زیدان نے مولانا شبلی ہی کی تحریر کی روشنی میں اصل عربی ماٰخذ تک رسائی حاصل کی، مگر اس نے کذب وخیانت، روایات کے نقل میں تحریف وتلبیس اور غلط استدلال کے ذریعہ اسلامی تمدن کی نہایت غلط تصویر کھینچی ہے، جس میں اس کے مذہبی تعصب کا غیر معمولی دخل ہے۔

مولانا شبلی نے ابتداءً سرسری طور پر اس کو متنبہ کیا، غالباً ان کو یہ خیال رہا ہو گا کہ مصنف نے عمداً نہیں بلکہ سہو ونسیان کی بنا پر یہ غلطیاں کی ہیں، چنانچہ انھوں نے مصنف کو یہ ہدایت کی کہ وہ حوالوں کے درج کرنے کا بالالتزام اہتمام کریں، جرجی زیدان نے تاریخ التمدن الاسلامی کی دوسری جلد کے مقدمہ میں مولانا شبلی کا ایک مکتوب جو اسی سلسلہ کا ہے درج کیا ہے اور تیسری جلد کے مقدمہ میں یہ صراحت کی ہے کہ اس نے مولانا کے مشورہ پر عمل کیا ہے، لکھتا ہے:

وهذا مانبهنا اليه صديقنا النعمانی العالم الهندی فی كتابه الذی نشرنافی مقدمة الجزء

ہم کو ہمارے ہندی نژاد عالم دوست شبلی نعمانی نے جن کے مکتوب کا خلاصہ ہم نے پچھلی جلد کے مقدمہ میں درج کیا ہے

(١) تاریخ التمدن الاسلامی ج ٣ مطبعہ الہلال، مصر ١٩٠٤ء مقدمہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الماضی اذ اقترح علینا ان نذیل صفحات کتابنا ھذا بالماخذ التی تنقل عنھا وقد اطعناہ۔ (۱)

یہ توجہ دلائی تھی کہ ہم ماٰخذ کے صفحات کا بطور خاص التزام کریں، چنانچہ ہم نے اس جلد میں اس پر عمل کیا ہے۔

مولانا شبلی نے براہِ راست جرجی زیدان کو متنبہ کرنے کے ساتھ اس کے مکروفریب کی تردید کے لئے ایک دو مضمون مولانا سید سلیمان ندوی سے بھی لکھوائے، جس کی تفصیل خود سید صاحب کے قلم سے ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

''برلن سے ایک مصری فاضل ڈاکٹر محمود لبیب کا خط ۱۹۰۸ء میں مولانا کے نام آیا، جس میں مولانا سے اسلامی آلات پر ایک رسالہ کی نسبت سوال تھا، مولانا نے بہت دن ہوئے وہ رسالہ ایڈیٹر الہلال کے پاس مصر بھیج دیا تھا، مولانا نے ان کو جرجی زیدان کے نام ایک رقعہ لکھ کر بھیج دیا جس میں لکھا تھا کہ اس رسالہ کو وہ ڈاکٹر صاحب کے حوالہ کردیں، اسی تقریب سے مولانا نے اس خط میں جرجی زیدان کی ابلہ فریبیوں اور دسیسہ کاریوں پر بھی کچھ سطریں لکھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کے جواب میں برلن سے ۱۱/اگست ۱۹۰۸ء کو ایک طویل خط لکھا جس میں مولانا کی تائید تھی اور اس کی تصنیفات کا راز فاش کیا تھا۔ یہ خط مزید تحریک کا باعث ہوا لیکن اس وقت مولانا کو فرصت نہ تھی، اس لئے مجھ کو اشارہ ہوا اور میں نے ایک مختصر مضمون جرجی زیدان کی تصنیفات کی غرض وغایت اور قدروقیمت پر لکھا جو اکتوبر ۱۹۰۸ء کے الندوہ میں شائع ہوا، پھر اگست ۱۹۱۰ء کے الندوہ میں اس کی تمدن اسلامی کے اس باب کا جو کتب خانہ اسکندریہ پر ہے......جواب لکھا۔'' (۲)

---

(۱) تاریخ التمدن الاسلامی ج ۳، مقدمہ۔ (۲) حیات شبلی ص ۵۷۸، ۵۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۱۰ء میں جرجی زیدان کی یہ کتاب جب مکمل ہوگئی اور اس کے ذریعہ مصنف کی اصل تصویر مولانا شبلی کے سامنے آگئی تو انھوں نے اس تصنیف کا مکمل جائزہ لینے کا عزم کرلیا، اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوئی کہ پروفیسر مارگیولیتھ کے انگریزی ترجمہ کے اثر سے اس کتاب کے خیالات کی گونج ہندوستان میں بھی سنائی دینے لگی تھی۔ مولانا سید سلیمان ندوی کا بیان ہے کہ:

''ڈاکٹر یوسف ہارویز کی تجویز سے اس عربی کتاب کا کچھ حصہ ہمارے صوبہ کے مولوی فاضل کے امتحان میں رکھا جانے لگا، دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ مارگیولیتھ نے اس کتاب کا جب انگریزی میں ترجمہ کیا تو اسی زمانہ میں ٹائمس نے ایک مضمون لکھا کہ حضرت عمرؓ کا کتب خانہ اسکندریہ کو جلانا ثابت ہے جیسا کہ جرجی زیدان نے اس کو تمدن اسلام میں جدید دلائل سے ثابت کردیا ہے۔'' (۱)

ان واقعات نے مولانا شبلی کو برافروختہ کردیا، اس وقت وہ باوجودے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کاموں میں پوری طرح منہمک تھے مگر انھوں نے تمام ضروری قومی کاموں کو کچھ دنوں کے لئے پس پشت ڈال کر تاریخ التمدن الاسلامی کا مفصل ناقدانہ جائزہ لیا۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے الانتقاد کی تالیف کا چشم دید منظر ان الفاظ میں لکھا ہے:

''غالباً اگست ۱۹۱۱ء سے مولانا پورے انہماک کے ساتھ اس کام میں مصروف ہوئے، جو کئی مہینے تک جاری رہا، بیسوں تصنیفات کے ہزارہا صفحات جن کے حوالے اصل کتاب میں تھے ان کو ملا ملا کر دیکھنا اور مختلف اڈیشنوں کو تلاش کرنا اور ان میں مصنف کے دیے ہوئے حوالوں کو ڈھونڈنا آسان کام نہ تھا۔ رمضان کا مہینہ اور برسات (ستمبر) کی اُمس اور حبس مولانا روزہ رکھ کر اسی طرح کتابیں دیکھنے، پڑھنے اور لکھنے کی محنت اٹھاتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ ایک

(۱) حیات شبلی ص ۵۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھ میں پانی اتر آیا اور اس کی بینائی گویا جاتی رہی، اس پر بھی کام جاری رہا اور اس کو تمام کر کے چھوڑا۔"(۱)

الانتقاد کی تالیف میں مولانا سید سلیمان ندوی کی معاونت

اوپر ذکر آ چکا ہے مولانا سید سلیمان ندوی نے مولانا شبلی کی رہنمائی میں تاریخ التمدن الاسلامی کی تردید و تنقید پر الندوہ میں دو مضمون لکھے، اسی طرح الانتقاد کی تالیف میں بھی انھوں نے اپنے استاذ کی معاونت کی، وہ لکھتے ہیں:

"راقم کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اس کتاب میں بنوامیہ کی علمی سرپرستی کا جو باب طبع ہند کے صفحہ ۴۷ سے ۵۳ تک ہے۔(۲) حضرت الاستاذ کے اشارہ سے اس شکستہ رقم کے قلم سے نکلا ہے۔"(۳)

الانتقاد کی اشاعت

تاریخ التمدن الاسلامی کا اثر چوں کہ وسیع پیمانہ پر پھیل چکا تھا اس لئے مولانا شبلی نے اس کی تردید و تنقید کی اشاعت میں بطور خاص اہتمام کیا، پہلے لکھنؤ کے ایک پریس "مطبع آسی" میں ۱۹۱۲ء میں اس کی طباعت کرائی۔ اور ساتھ ہی اس کے اجزاء مصر سید رشید رضا ایڈیٹر المنار کے پاس بھیجتے رہے جو المنار کی مسلسل کئی قسطوں میں طبع ہوئے اور بعد میں سید رشید رضا نے اس کو ایک مستقل رسالہ کی صورت میں بھی شائع کیا، علاوہ ازیں اس تنقید و تردید کا اردو خلاصہ بھی مولانا شبلی نے کیا اور اکتوبر ۱۹۱۱ء کے الندوہ میں اس کو شائع کیا۔

الانتقاد کی طباعت کے مرحلہ میں مولانا شبلی نے حسب معمول اپنے دوستوں اور اعزہ سے مدد لی۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

---

(۱) حیات شبلی ص ۵۸۰ (۲) اس باب کا عنوان "نشر المعارف والعلم" ہے اور دار المصنفین سے شائع جدید ایڈیشن میں ص ۴۴ تا ۵۹ پر ہے۔ (۳) حیات شبلی ص ۵۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کتاب کے چھپوانے کا مرحلہ درپیش تھا کہ حکیم نورالدین صاحب نے قادیان سے اس کے لئے پچاس روپے بھیج دیے، باقی کے لئے انھوں نے اپنے دوستوں میں سے مولانا شیروانی، نواب مزمل اللہ خاں اور عزیزوں میں سے مولانا حمیدالدین کو لکھا اور خود مولانا نے بھی اپنا حصہ دیا اور کتاب چھپ کر شائع ہوئی۔''(۱)

سید رشید رضا نے اپنے مجلّہ المنار میں اس کتاب کو چھاپتے وقت اس کے آغاز میں ایک تمہید لکھی جس میں یہ اعتراف کیا کہ مصر میں جرجی زیدان کی تردید وتنقید کا فریضہ بحسن وخوبی انجام نہیں پا سکا، صرف مجلّہ ''المؤید'' میں اس سلسلے کے چند مضامین نکلے البتہ مولانا شبلی نے پورے عالم اسلام کی جانب سے یہ فریضہ انجام دیا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے مولانا شیروانی کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ سید رشید رضا نے مولانا شبلی کو یہ لکھا کہ میں خود بھی تردید کرنا چاہتا تھا مگر جرجی زیدان کے مکائد اس قدر پھیلے ہوئے تھے کہ ان کو سمیٹ کر یکجا کرنا اور ان کی تردید کرنا قابو میں نہ آتا تھا، آپ نے اس پر قابو پالیا اور تردید کردی۔(۲)

سید رشید رضا نے المنار کی تمہید میں مولانا شبلی کا ذکر جن الفاظ میں کیا ہے اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس تنقید سے نہایت مسرور ومطمئن تھے۔ لکھتے ہیں:

وقد انبرى فى هذه الايام الشيخ	اس وقت شیخ شبلی نے جو علامہ وقت،
شبلى النعمانى العلامة المصلح	مشہور مصلح، جمعیۃ ندوۃ العلماء کے بانی
الشهير مؤسس جمعية ندوة	اور اس کے ترجمان رسالہ کے ایڈیٹر ہیں
العلماء فى الهند ومحرر مجلتها	انھوں نے تاریخ التمدن الاسلامی کی
الى الرد على هذا التاريخ وكتب	تردید لکھنی شروع کی ہے اور ہم کو یہ لکھا

(۱) حیات شبلی ص ۵۸۱-۵۸۲ (۲) ایضاً ص ۵۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الینا انہ یرید ان یرسل الینا مایکتبہ ویطبعہ من ھذا الرد بالتدریج لننشرہ فی المنار کلما طبع منہ شیئا فی لکناؤ الی ان یتم ولما کان الانتقاد من مثل ھذا العالم المؤرخ ھوضالتنا وضالۃ صدیقنا وصدیقہ المؤلف بادرنا الیٰ نشرہ۔ (۱)

ہے کہ وہ اس کو لکھنؤ میں چھپوا رہے ہیں اور اس کے مطبوعہ فارم وہ ہمارے پاس بتدریج بھیجتے رہیں گے تاکہ ہم انھیں المنار میں چھاپ دیں، ایسے عالم ومؤرخ کی تنقید درحقیقت ہمارا قیمتی علمی سرمایہ ہے اور صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ ہمارے اور ان کے دوست جرجی زیدان کا بھی۔ اس لئے ہم نے اس کو شائع کرنے میں عجلت کی۔

غرض الانتقاد کی طبع واشاعت ہندوستان اور مصر دونوں جگہ بڑے اہتمام سے ہوئی۔ اور اس کے مفید اثرات مرتب ہوئے۔ مولانا سید سلیمان ندوی رقم طراز ہیں:

''اس کتاب کی اشاعت نے ہندوستان اور مصر اور دنیائے اسلام کے دوسرے حصوں میں جہاں تک تمدن اسلامی کا زہر پھیلا تھا تریاق کا کام دیا اور ایک بڑے فتنہ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا۔ الحمدللہ علی ذالک'' (۲)

الانتقاد کا جدید ایڈیشن

ادھر ایک مدت سے الانتقاد علمی حلقوں میں نایاب تھی، صرف اس کا اردو خلاصہ جس کو مولانا شبلی نے ''تمدن اسلام مصنفہ جرجی زیدان کی پردہ دری'' کے عنوان سے لکھا ہے، علماء کی دسترس میں تھا، اس کو الندوہ سے نقل کرکے مقالات شبلی چہارم میں شامل کرلیا گیا ہے، مگر اصل عربی کتاب ہندوستان اور مصر دونوں ہی مقامات پر دستیاب نہیں تھی، اس

(۱) مجلہ المنار محولہ بالا مقدمہ۔ (۲) حیات شبلی ص ۵۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے برخلاف تاریخ التمدن الاسلامی کی اشاعت برابر ہوتی رہی، ۱۹۶۸ء میں مؤسسہ دارالہلال نے اس کا ایک نظر ثانی شدہ ایڈیشن بھی شائع کیا جو ڈاکٹر حسین مونس (استاذ تاریخ اسلام، کلیہ آداب جامعہ قاہرہ) کی تعلیقات وحواشی کے ساتھ طبع ہوا ہے، گو ڈاکٹر حسین مونس نے جرجی زیدان کی بہت سی باتوں کی تردید کردی ہے مگر دانستہ یا نادانستہ انھوں نے الانتقاد سے یکسر صرف نظر کیا ہے اور جرجی زیدان کی تاریخ التمدن الاسلامی کو منفرد اور عدیم المثال قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

لم یؤلف احد من العرب فی	کسی عرب مصنف نے اب تک اس
الموضوع کتابا یشبهه الی الآن	موضوع پر ایسی کتاب نہیں لکھی............
.... کان هذا الکتاب فریدا	یہ کتاب جب پہلی مرتبہ شائع ہوئی اس
فی بابه یوم صدر لاول مرة	وقت بھی اپنے موضوع کی منفرد کتاب تھی
ولازال فریدا فی بابه الی	اور آج تک اس کی انفرادیت علی حالہ
الیوم.(۱)	برقرار ہے۔

اسی احساس کے پیش نظر دارالمصنفین نے الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی کی ازسرنو طباعت کا اہتمام کیا اور حال ہی میں یہ جدید ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ جس کے آغاز میں سید رشید رضا کی تمہید کو بطور مقدمہ رکھا گیا ہے اور راقم الحروف کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ مطبعہ آسی کے نسخہ کے ساتھ المنار کی فائلوں سے بھی اس کے متن کا مقابلہ کرکے اس علمی خدمت میں حصہ لیا۔

اسلوب بیان

الانتقاد کا اسلوب بیان اور طرز ادا متقدمین کے طرز پر ہے، گو مولانا شبلی جدید

(۱) تاریخ التمدن الاسلامی مقدمہ حسین مونس ج ا موسسۃ دارالہلال، مصر ۱۹۶۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی اسالیب سے بھی بخوبی واقفیت رکھتے تھے مگر انھوں نے اس کتاب میں قدماء ہی کے اسلوب کی پیروی کی ہے، مولانا سید سلیمان ندوی کا بیان ہے کہ:

''اس رسالہ کی عربی تحریر بڑی انشاء پردازانہ ہے، مولانا عربی تحریر میں جاحظ کے طرز کے پیرو تھے، جس زمانہ میں وہ یہ مضمون لکھ رہے تھے، جاحظ کی بیان وتبیین اور کتاب الحیوان اکثر مطالعہ میں رہتی تھی۔''(۱)

البتہ اس اظہار میں کوئی پردہ نہیں ہے کہ عرب وعجم کا فرق بہر حال اس کتاب میں موجود ہے، چنانچہ سید رشید رضا نے مولانا شبلی کی بعض عبارتوں میں جو خالص عجمی تعبیر کی آئینہ دار تھیں ہلکا سا تغیر کر کے اس کو عربی اسلوب کے ہم آہنگ کر دیا ہے۔

الانتقاد کے اہم مباحث

مولانا شبلی نے تاریخ التمدن الاسلامی کے بنیادی اغراض ومقاصد حسب ذیل گنائے ہیں:

- عرب کی تحقیر اور ان کی مذمت
- خلفائے بنو عباسیہ وبنو امیہ کی طرف مذہب کی اہانت کا انتساب
- مسلمانوں پر عام اعتراضات
- عرب کو علم دشمن قرار دینا اور کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانے کو ان کی طرف منسوب کرنا۔

مولانا شبلی نے الانتقاد میں انہی نکات پر مفصل اور مدلل بحث کی ہے، چنانچہ اردو خلاصہ میں وہ اس تنقید کے اغراض واسباب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہم کو جن اسباب نے مصنف کی پردہ دری پر آمادہ کیا وہ حسب ذیل ہیں:

+ مصنف یہ کتاب عیسائی بن کر نہیں بلکہ مؤرخ بن کر لکھتا ہے اور اس حیثیت

---

(۱) حیات شبلی ص ۵۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس تصنیف کو تمام دنیائے اسلام کے سامنے پیش کرتا ہے............

+ مصنف کا اصلی مقصد بنوامیہ کی برائیاں ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا روئے سخن عرب کی طرف ہے۔

+ بنوامیہ کے پردہ میں مصنف نے قرن اول کے عام مسلمانوں کی ہر قسم کی برائیاں ثابت کی ہیں اس لئے ایسے اتہامات کا رفع کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

+ جن باتوں نے اس کتاب کو تاریخی پایہ سے بالکل گرا دیا ہے یعنی تحریف وکذب اس کا سب سے زیادہ استعمال بنوامیہ کے ساتھ ہوا ہے اس لئے اس کی طرف اعتنا کی زیادہ ضرورت تھی۔''(۱)

مولانا شبلی الانتقاد میں انھیں باتوں کو مذہبی جوش وغضب کے لہجہ میں یوں لکھتے ہیں:

هل كنت ارضى بان تمد حنى وتهجو العرب فتعجلهم غرضا لسهامك ودرية لرمحك ترميهم بكل معيبة وشين وتعزو اليهم كل دنية وشرحتى تقطعهم اربا اربا وتمزقهم كل ممزق وهل كنت ارضى بان تجعل بنى امية لكونهم عربا بحتا من اشر خلق الله واسوأهم يفتكون بالناس ويسومونهم سوء العذاب و يهلكون الحرث والنسل	اے جرجی زیدان کیا یہ بات میرے لئے پسندیدہ ہو سکتی ہے کہ تم میری تو تعریف کرو اور عرب کی مذمت کرو، ان کو اپنے تیروں کا نشانہ بناؤ اور ہر قسم کا عیب وشر ان کی جانب منسوب کرو اور ان کی مجد وشرافت کو پارہ پارہ کردو، کیا میں یہ برداشت کر سکتا ہوں کہ تم بنوامیہ کو محض ان کے خالص عرب ہونے کی بنا پر بدترین مخلوق سے تعبیر کرو اور ان کے بارہ میں یہ کہو کہ وہ بدمعاملہ، فسادی اور لٹیرے

(۱) مقالات شبلی ج ۴، ص ۱۶۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ويقتلون الذرية وينهبون الاموال وينتهكون الحرمات ويهدمون الكعبة ويستخفون بالقرآن۔ وهل كنت ارضى بان تنسب حريق الخزانة الاسكندرية الى عمربن الخطاب الذى شهدت بعدله الارض والسماء وهل كنت ارضى بان تمدح بنى العباس فتعد من مفاخرهم انهم نزلوا العرب منزلة الكلب حتى ضرب بذلك المثل وان المنصور بنى القبة الخضراء ارغاما للكعبة وقطع الميرة عن الحرمين استهانة بهما وان المامون كان ينكر نزول القرآن وان المعتصم بالله انشأ كعبة فى سامرا وجعل حولها مطافاً واتخذ منى وعرفات۔ (۱)

تھے، خانہ کعبہ کو ڈھانے والے اور قرآن کا مذاق اڑانے والے تھے، کیا یہ بات میرے لئے قابل ضبط ہوسکتی ہے کہ تم کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانے کی نسبت حضرت عمرؓ کی ذات گرامی کی طرف کرو جن کے عدل وانصاف کی گواہی زمین وآسمان دیتے ہیں اور یہ بات بھی کم تکلیف دہ نہیں ہے کہ تم خلفائے عباسیہ کی تعریف محض اس وجہ سے کرتے ہو کہ تمہارے خیال میں انھوں نے عربوں کو ذلیل ورسوا کیا یہاں تک کہ ان کو کتوں کے ہم پلہ قرار دیا اور یہ بات ضرب المثل بن گئی اور یہ کہ خلیفہ عباسی منصور نے خانہ کعبہ کی تحقیر کے جذبہ سے قبہ خضراء کی تعمیر کرائی اور حرمین کی تذلیل کی خاطر اس نے وہاں کا غلہ روک دیا اور مامون نزول قرآن کا منکر تھا اور معتصم نے سامرا میں ایک کعبہ بنوایا تھا جس کے ارد گرد طواف کی جگہ اور منی وعرفات کے نام سے مقامات بنوائے۔

---

(۱) الانتقاد علیٰ تاریخ التمدن الاسلامی۔ ص ۲،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور بنوامیہ اور جرجی زیدان

جرجی زیدان نے اپنی کتاب میں دور بنوامیہ کو متہم اور مجروح کرنے میں بڑا زور صرف کیا ہے، مولانا شبلی لکھتے ہیں:

"مصنف کا سب سے بڑا مرکز بنوامیہ کی ہجو وتحقیر ہے، اس بحث میں اس نے جی کھول کر زورطبع صرف کیا ہے اور جس قدر کذب، تحریف، تمویہ، فریب، تدلیس، خداع، غلط بیانی کی قوت فطرت نے اس کو عطا کی تھی سب صرف کردی ہے۔"(۱)

ڈاکٹر حسین مونس نے بھی دبے لفظوں میں جرجی زیدان کے اس عیب کو تسلیم کیا ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں:

كان هذا هوالرای السائد عن بنی امية ولكن البحث الدقيق يبين ان بنی امية لم يكونوا بهذه العصبية للعرب۔ (۲)

یعنی بنی امیہ کے متعلق یہی عام خیال تھا لیکن محققانہ بحث وتحیص سے پتہ چلتا ہے کہ بنوامیہ میں اس درجہ عربی تعصب نہ تھا۔

مولانا شبلی کا کہنا ہے کہ مصنف نے پوری امت عربیہ کے استہزاء واستخفاف کے لئے بڑا لطیف پیرایہ بیان استعمال کیا ہے، اس کا اصلی مقصد بنوامیہ کی برائیاں ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا روئے سخن عرب کی طرف ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"بنوامیہ کی تحقیر مصنف کا اصل مقصد نہیں ہے، بلکہ پوری امت عربیہ اس کے نشانہ پر ہے، چونکہ عمومی انداز بیان اختیار کرنے کی صورت میں شدید ردعمل ہو سکتا تھا اس لئے اس نے یہ عیاری کی کہ حق وباطل کو باہم گڈمڈ کردیا، چنانچہ اس نے مسلم عہد حکومت کے تین دور قائم کئے، عہد خلفائے راشدین، دور بنی

(۱) مقالات شبلی ج ۴ص ۱۵۴ (۲) تاریخ التمدن الاسلامی ج ۲ص ۲۳ تعلیق ڈاکٹر حسین مونس۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیہ اور دور بنو عباس، دور اول کی اس نے تعریف کی اسی طرح دور ثالث کی بھی اس نے محض دکھاوے کی خاطر مدح سرائی کی اور جب یہ محسوس کرلیا کہ خلفائے راشدین جو کہ ہمارے مذہبی رہنما ہیں ان کی تعریف سے ہم مسلمان خوش ہو گئے، اسی طرح بنو عباس جن کے ساتھ مسلمانوں کا یہ جذباتی تعلق ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے ذریعہ سلطنت اسلامیہ اور تمدن اسلامی کو بے حد فروغ حاصل ہوا، ان کی تعریف سے بھی مسلمان مغالطہ میں آ گئے، تب مصنف نے خوب بے باکی کے ساتھ دور بنو امیہ کو اپنی تنقیدوں کا نشانہ بنایا کیونکہ اس کو یہ اطمینان ہو گیا کہ اب ان کے بارہ میں کوئی مدافعت نہ کرے گا، چنانچہ اس نے بنو امیہ کی طرف ہر قسم کی برائی منسوب کی اور ان کو تمام خوبیوں سے عاری ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی"۔(۱)

جرجی زیدان نے نہایت شدومد کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عرب کا قومی غرور اور غیر قوموں کی تحقیر بنو امیہ کے زمانہ میں منتہائے کمال کو پہنچ گئی تھی، چنانچہ اس کے بقول عرب موالی کو محض ان کے نام سے پکارتے تھے اور نماز میں ان کے مد مقابل کھڑے ہونا بھی ان کو ناپسند تھا، ان کا یہ مقولہ تھا کہ تین چیزوں کے سامنے سے گذر جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، گدھا، کتا اور مولی، حد تو یہ ہے کہ جسمانی بناوٹ میں بھی عرب اپنے آپ کو موالی سے فائق سمجھتے تھے، چنانچہ وہ اس بات کے مدعی تھے کہ اہل عرب پر فالج کا اثر نہیں ہوتا۔ جرجی زیدان نے خلفائے بنو امیہ پر یہ الزام بھی عائد کیا کہ انھوں نے تمام اہم مذہبی عہدوں سے غیر قوموں کو الگ تھلگ رکھا، بلکہ وہ ان کے درپے آزار رہا کرتے تھے، یہاں تک کہ حضرت معاویہؓ نے ان کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر ان کو قتل کرنے کا حکم بھی دے دیا تھا۔

---

(۱) الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی، ص ۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا شبلی نے جرجی زیدان کے ان مذکورہ بالا الزامات کو نقل کر کے اس کی غلط بیانی کی تردید کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اس نے اپنے مزعومات کی عمارت جن بنیادوں پر قائم کی ہے وہ درحقیقت چند متعصب عربوں کے اقوال ہیں جن کو مصنف نے عموم کی حیثیت دے دی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''جو شخص بھی عجم و عرب کی تاریخ سے واقف ہے اس سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ماقبل اسلام اہل ایران عرب کو نہایت ذلیل سمجھتے تھے ...... اسلام نے عرب کو جب عجم کے ہم پلہ بنادیا بلکہ انھوں نے عجم کی سیادت بھی چھین لی تو عربوں کے لئے یہ فخر کا موقع تھا، مگر شریعت اسلامیہ میں اس قسم کے فخر و نخوت کی گنجائش نہیں تھی .... تاہم عرب و عجم دونوں میں کچھ لوگ ایسے ضرور تھے جن کے سینوں میں عداوت کے جذبات باقی رہے اور اسی نے بالآخر یہ شکل اختیار کی کہ دو مقابل گروہ پیدا ہو گئے، ایک گروہ شعوبیوں کا کہلایا جو عربوں کو حقیر سمجھتا تھا اور ان کی عیب جوئی میں لگا رہتا تھا، اس جماعت کے سرخیل ابو عبیدہ نے اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں جن میں عرب کے تقریباً تمام ہی قبائل کے حسب و نسب کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے، دوسرا گروہ متعصب عربوں کا تھا جو اس کے بالکل مد مقابل تھا، علامہ ابن عبدربہ نے اپنی کتاب العقد الفرید میں ایک مستقل باب قائم کر کے ان دونوں گروہوں کے اقوال و دلائل جمع کر دیئے ہیں، چنانچہ متعصب عربوں کے انھیں اقوال کو بنیاد بنا کر مصنف نے عام عربوں کو مطعون و مجروح کیا ہے۔''(۱)

ڈاکٹر حسین مونس نے بھی جرجی زیدان کی حمایت و تحفظ کے باوجود یہ تسلیم کیا ہے کہ موالی کے ساتھ عام عرب کا رویہ ذلت و حقارت کا نہ تھا، وہ لکھتے ہیں:

---

(۱) الانتقاد ص ۴ و ۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لـم يـكـن عـامة الـعـرب بهـذا الاحـتـقـار لـلـمـوالي وكل مـا يـرويـه ابو العباس المبرد في الكامل وابن عبدربه في العقد الـفـريـد مبـالـغ فيه و جدير بالملاحظة ان هذين المولفين كانا من الموالي۔ (۱)

موالی کے ساتھ عام عرب کا رویہ حقارت کا نہ تھا، مبرِد نے کامل میں اور ابن عبدربہ نے عقد فرید میں اس قسم کی جو روایتیں نقل کی ہیں وہ مبالغہ آرائی پر مبنی ہیں اور یہ بات خاص طور پر اہمیت کی حامل ہے کہ یہ دونوں مصنف طبقہ موالی سے تعلق رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر حسین مونس نے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

والـمـوضـوع كـله في حاجة الى دراسة جديدة۔

یہ موضوع از اول تا آخر جدید تحقیق ومطالعہ کا متقاضی ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اگر الانتقاد کا مطالعہ کیا ہوتا تو شاید انھیں یہ بات کہنے کی ضرورت نہ پیش آتی، انھوں نے کتاب الکامل اور العقد الفرید کی روایتوں کی توجیہ یہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان دونوں کتابوں کے مصنف طبقہ موالی سے تعلق رکھتے تھے، اس لئے انھوں نے اس قسم کی مبالغہ آمیز روایتیں نقل کی ہیں، جبکہ مولانا شبلی نے الانتقاد میں کتاب الکامل کی ایک طویل عبارت نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ متعصب عربوں کے سوا عام عرب موالی کے ساتھ کس درجہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔(۲)

اور علامہ ابن عبدربہ نے العقد الفرید کے صرف ایک مخصوص باب میں اس قسم کی روایتیں نقل کی ہیں، چنانچہ مولانا شبلی لکھتے ہیں:

اذا تـصـفـحـت الكتب يظهر لك ان الاقـوال الـتـي نسبهـا الى العرب

اگر کتابوں کا دقت نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ پتہ چلے گا کہ جن اقوال کو

(۱) تاریخ التمدن الاسلامی ج ۲، ص ۳۳ موسسۃ دار الہلال۔ (۲) الانتقاد ص ۱۳ تا ۱۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عموما انما هی اقوال شرذمة خاصة موسومة باصحاب العصبية وصاحب العقد حيثما ذكر هذه الاقوال صدر رها بقوله قال اصحاب العصبية من العرب وانت تعلم ان هذه العصبية ليست من كافة العرب ولا اكثرها ولا عشر معشارها فانك ستری ان هولاء اناس شزرة مغمورون فی الناس ثم ان المولف ما امتنع بذلك بل ربما نسب قول رجل معين معلوم الاسم الی العرب عامة فقال ناقلا عن كتاب العقد وكانوا يكرهون ان يصلوا خلف الموالی واذا صلوا خلفهم قالوا انا نفعل ذلك تواضعا لله فان صاحب العقد نسب هذا القول الی نافع بن جبير فاخذه المولف وجعله قولا عاما للعرب وهذا الصنيع اعنی تعميم الواقعة الجزئية هی اكبر الحيل

جرجی زیدان نے عام عربوں کی طرف منسوب کیا ہے وہ درحقیقت چند ایسے افراد کے اقوال ہیں جو متعصب عرب کے لقب سے موسوم تھے، چنانچہ علامہ ابن عبدربہ نے جس مقام پر یہ اقوال درج کیے ہیں اس کا عنوان ہی انھوں نے ''متعصب عربوں کے اقوال'' رکھا ہے اور یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ تعصب کا یہ ماحول سارے عربوں میں نہ تھا اور نہ ہی ان کی اکثریت اس میں مبتلا تھی، جب کہ متعصبین کی یہ جماعت امت عربیہ کا عشر عشیر بھی نہیں تھی، یہ چند افراد تھے جو عام لوگوں میں گھلے ملے ہوئے تھے۔ مصنف نے اسی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ بعض ایسے اقوال جو کسی متعین شخص کے ہیں ان کو بھی عام عربوں کی طرف منسوب کر دیا ہے، مثلاً صاحب عقد فرید کے واسطہ سے ایک روایت یہ نقل کی ہے کہ عرب موالی کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور اگر کبھی ایسا اتفاقاً پیش آ جاتا تھا تو کہتے تھے کہ ہمارا یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التي يرتكبها المؤلف لترويج باطله بل هي قطب رحى تاليفه۔ (۱)	عمل محض تواضع کی بنا پر ہے، درحقیقت صاحب عقد فرید نے اس کو بصراحت نافع بن جبیر کا قول بتایا ہے جس کو مؤلف نے عموم سے تعبیر کیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ کسی جزئی واقعہ کو عام صورت دے دینا مصنف کا سب سے بڑا ہتھیار ہے اور اس کے ذریعہ اس نے غلط مقاصد کی تائید فراہم کی ہے اور یہی اس کتاب کا اصل طرۂ امتیاز ہے۔

مولانا شبلی نے الانتقاد میں نہایت تفصیل سے یہ دکھایا ہے کہ بنوامیہ کے دور میں موالی کن کن بلند مناصب پر فائز تھے چنانچہ لکھتے ہیں:

اعلم ان البلاد التی کانت عواصم الاقالیم وقواعدها فی عصر بنی امیة هی مكة و المدينة والبصرة والكوفة و اليمن ومصر والشام والجزيرة وخراسان وكان لكل هذه الاصقاع امام يقودهم ويسودهم .... وكل هولاء غير ابراهيم النخعي كانوا من الموالي و	بنی امیہ کے دور میں جو شہر مرکزی حیثیت رکھتے تھے وہ مکہ، مدینہ، بصرہ، کوفہ، یمن، مصر، شام، جزیرہ اور خراسان تھے اور ان تمام شہروں میں کوئی نہ کوئی مذہبی رہنما تھا، جس کی لوگ اطاعت کرتے تھے اور ان تمام ائمہ میں ایک ابراہیم نخعی کو چھوڑ کر سب کے سب موالی تھے یا لونڈیوں کے بطن سے پیدا ہوئے تھے بایں ہمہ وہ عامۃ النّاس کے قائد اور سردار تھے

(۱) الانتقاد ص ٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعضهم ابناء الاماء ومع كونهم اعجاما وكونهم اولاد الاماء كانوا سادة الناس وقادتهم تذعن لهم العرب وتحترمهم خلفاء بني امية وولاة الامر. (۱)

اوران کی اطاعت عرب بھی کرتے تھے، اور خلفائے بنی امیہ اور دوسرے ذمہ داران حکومت بھی ان کا احترام کرتے تھے۔

اس بحث کے خاتمہ میں مولانا شبلی نے خلاصہ کلام کے طور پر تحریر کیا ہے کہ:

ان اكرام الموالي كان من ديدن العرب عامة وقريشها خاصة، لم يكن الاكرام للموالي واكثرهم العجم عند جفاة العرب كما لم يكن الاكرام للعرب عند الشعوبية واكثرهم العجم كان نافع بن جبير وامثاله من جفاة العرب فلا يصح الاستدلال باقوالهم على استحقار العرب للموالي والعجم. (۲)

موالی کے ساتھ عزت کا برتاؤ عربوں اور بالخصوص قریش کی عادت تھی، البتہ یہ ضرور ہے کہ چند متعصب عربوں میں یہ چیز نہیں پائی جاتی تھی اور اسی کے مدمقابل شعوبیوں کے یہاں عربوں کی تکریم کا مزاج نہ تھا، نافع بن جبیر اوراس جیسے متعصب عربوں کے اقوال کو بنیاد بنا کر موالی کی تحقیر وتذلیل کا الزام دینا درست نہیں ہے۔

خانہ کعبہ اور شعائر اسلام کی توہین کا الزام

جرجی زیدان نے اپنی اس کتاب میں متعدد مقامات پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خلفائے بنوامیہ وبنوعباس اوران کے اہل کار مذہبی شعائر کی تحقیر کرتے تھے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ بنوامیہ پر طنز وتشنیع اس کتاب کا جزء اعظم ہے اس لئے مصنف نے ان کے

(۱) الانتقاد ص۹، ۱۰ (۲) ایضاً ص ۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نوع کے واقعات مستقل ایک عنوان کے تحت درج کئے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:

الاستهانة بالقرآن والحرمين　　　　قرآن مجید اور حرمین کی توہین۔

مگر مصنف کے نزدیک اس جرم کا دائرہ خلفائے بنوامیہ ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ خلفائے بنوعباس جو کہ اس کے ممدوحین میں شامل ہیں، ان پر بھی اس نے اسی قسم کا الزام رکھا ہے۔

اس ضمن میں مولانا شبلی نے جرجی زیدان کے مکروفریب کا راز فاش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بنوامیہ کے اس قسم کے واقعات جب ایک مستقل عنوان کے تحت لکھے گئے تھے تو یہی طریقہ کار بنوعباس کے ساتھ بھی مصنف کو رکھنا چاہئے تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا، چنانچہ اس نے بنوعباس کی ظاہری مدح سرائی اس جذبہ سے کی ہے کہ انھوں نے اس کے بقول عرب کی شان وشوکت کا خاتمہ کیا اس طرح اس نے نہایت عیاری کے ساتھ بنوعباس کی مدح کی آڑ میں عربوں کی تحقیر کی اور خود خلفائے بنوعباس کو بھی لطیف پیرایہ میں مجروح ومطعون کیا۔(۱)

خلفائے بنوامیہ میں عبدالملک بن مروان کے بارہ میں مصنف نے یہ لکھا ہے کہ جب اس کو اپنے خلیفہ بنائے جانے کی اطلاع ملی تو اس وقت اس کے سامنے قرآن مجید رکھا ہوا تھا اور وہ تلاوت میں مشغول تھا، اس اطلاع کے بعد اس نے قرآن کو بند کر کے کہا کہ اب یہ آخری ملاقات ہے۔

عبدالملک ہی کا دوسرا واقعہ یہ لکھا ہے کہ اس نے اپنے عامل حجاج بن یوسف کو کھلی اجازت دے دی کہ وہ خانہ کعبہ پر منجنیق سے سنگ باری کرے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کرے اور اس طرح کہ عین خانہ کعبہ کی عمارت کے اندر ان کا سر تن سے جدا کرے، چنانچہ حجاج کی فوجوں نے تین روز تک مکہ معظمہ میں قتل عام کیا، کعبہ کو ڈھایا اور اس کی

(۱) الانتقاد ص ۵۰ و ۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمارت اور پتھروں میں آگ لگائی۔(۱)

اسی طرح خلفائے بنوعباس میں منصور کے بارہ میں لکھا ہے کہ اس کے ایرانی درباریوں نے اس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ عراق میں کعبہ کا جواب بنائے، چنانچہ منصور نے خانہ کعبہ کی تحقیر کے لئے ایک عمارت بنائی جس کا نام قبہ خضراء رکھا۔

منصور ہی کا دوسرا واقعہ یہ لکھا ہے کہ اس نے مدینہ منورہ کا غلہ روک کر اس کی بے حرمتی کی۔(۲)

خلیفہ عباسی معتصم کے بارہ میں لکھا کہ اس کے مقرب امراء نے جب حج کی خواہش ظاہر کی تو اس کو یہ جدائی شاق گذری چنانچہ اس نے سامرا میں ایک کعبہ تعمیر کرایا اور اس کے اردگرد طواف کی جگہ اور منی وعرفات کے نام سے مقامات بنوائے۔(۳)

سطور ذیل میں مصنف کے بیان کردہ مذکورہ بالا واقعات کے سلسلہ میں الانتقاد کی روشنی میں قدرے تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

عبدالملک کا قرآن کو الوداع کہنے کا واقعہ اور حجاج بن یوسف کے ذریعہ خانہ کعبہ کو منہدم کردینے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کرنے کی بات مصنف نے جس پُر فریب انداز سے بیان کی ہے اس سے بظاہر یہی گمان ہوتا ہے کہ عبدالملک نے خلافت کے حصول کے ساتھ ہی توہین اسلام کو اپنا مقصد قرار دے دیا تھا۔

عبدالملک کے بارہ میں یہ بات شہرت عام رکھتی ہے کہ خلافت سے پہلے وہ یکسوئی کے ساتھ عبادت وریاضت میں مشغول رہتا تھا اور اس کا شمار مدینہ منورہ کے کبار فقہاء میں ہوتا تھا، خود مصنف کی روایت کے مطابق خبر خلافت کے وقت وہ تلاوت قرآن میں مشغول تھا، ظاہر ہے کہ خلافت کے امور کی انجام دہی کے ساتھ یکسوئی سے عبادت و تلاوت اس کو کہاں میسر آسکتی تھی، چنانچہ اس نے حسرت کے ساتھ یہ الفاظ کہے، جس کو

(۱) الانتقاد ص ۱۷ (۲) تاریخ التمدن الاسلامی ج ۲ ص ۳۵ (۳) ایضاً ص ۳۶ و ۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرجی زیدان نے قرآن کی توہین اور بے زاری سے تعبیر کیا ہے، مولانا شبلی لکھتے ہیں کہ:

فلما جائته الخلافة وهو يقرأ القرآن تصور خطارة الامر وان مثل هذا العبأ لا يمكن تحمله الالمنقطع اليه فقال تحسرا هذا آخر العهد بك اى الآن لا يمكن الانقطاع الى العبادة وقرأة القرآن كما كان دأبى اولا وليس هذا على سبيل الاستهانة بالدين مطلقا فانا نرى اشتغال عبدالملك بالفرائض والسنن فيما بعد فهو يصوم ويصلى ويحج۔ (۱)

جب عبدالملک کے پاس خلافت کی خبر پہنچی اور اس وقت وہ تلاوت قرآن میں مشغول تھا تو اس نے بار خلافت کی ذمہ داریوں اور مشغولیتوں کا احساس کرتے ہوئے حسرت سے قرآن کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ اب آخری ملاقات ہے یعنی اب عبادت وتلاوت کا جو میرا معمول تھا اس کو بعینہ قائم رکھنا مشکل ہوگا، یہ بات عبدالملک نے استخفاف دین کے جذبہ سے نہیں کہی اور خلافت کے زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ عبدالملک فرائض وسنن کا اہتمام کرتا ہے، نماز، روزہ اور حج کی ادائیگی کرتا ہے۔

اسی طرح خانہ کعبہ پر سنگ باری اور اس کو منہدم کر دینے کا جو واقعہ مصنف نے لکھا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا شبلی لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن زبیرؓ اور عبدالملک دونوں خلافت کے دعویدار تھے اور اپنے اپنے فتوحات بڑھاتے جاتے تھے، عبدالملک نے تخت نشینی کے آٹھ برس کے بعد حجاج کے ذریعہ سے عبداللہ بن زبیرؓ پر چڑھائی کی، انھوں نے مکہ میں بیٹھ کر مقابلہ کی تیاری کی، حجاج نے محاصرہ کیا اور منجنیق سے سنگ باری شروع کی، اسی

(۱) الانتقاد ص ۱۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثناء میں حج کا زمانہ آیا، حجاج نے حج کرنا چاہا، لیکن عبداللہ بن زبیرؓ نے روکا، سنگ باری کی وجہ سے حاجیوں کو تکلیف تھی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حجاج کو کہلا بھیجا کہ لوگ طواف نہیں کر سکتے، حجاج نے سنگ باری بند کرادی، حج کے بعد حجاج نے منادی کرادی کہ لوگ وطن کو واپس نہ جائیں میں ابن زبیرؓ پر سنگ باری کروں گا۔

فقہ کا ایک مسئلہ ہے کہ اگر کوئی باغی کعبہ میں پناہ لے تو اس کو گرفتار کرنا یا اس پر حملہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بہت سے فقہاء اس کو جائز سمجھتے ہیں، بنوامیہ کے طرف دار عبداللہ بن زبیرؓ کو باغی سمجھتے تھے، بااین ہمہ حجاج نے کعبہ پر سنگ باری نہیں کی بلکہ عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ کو گرا کر جو اس میں اضافہ کر لیا تھا اس کو نشانہ بنایا، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اسلام کے زمانہ سے پہلے سیلاب کی وجہ سے جب کعبہ گر گیا تو قریش نے دوبارہ تعمیر کی، لیکن چونکہ مالی حالت نے زیادہ اجازت نہ دی، تھوڑا سا حصہ تعمیر نہ ہو سکا، قریش نے زمین کا اس قدر حصہ خالی چھوڑ دیا اور اس کے گرد دیوار کھچوادی، جس کو آج حطیم کہتے ہیں، عبداللہ بن زبیرؓ نے جب دوبارہ مرمت کرائی تو یہ چھوٹی ہوئی زمین عمارت کے اندر داخل کر لی، اہل شام نے اس فعل کو ناجائز خیال کیا کہ کعبہ پر اضافہ کیا گیا، حجاج نے اسی اضافہ شدہ عمارت پر پتھر برسائے۔"(۱)

مولانا شبلی کا کہنا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خواہش کے باوجود حطیم کو خانہ کعبہ میں شامل نہیں فرمایا تو اس معاملے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو بھی احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیے تھی کیونکہ اسی کے ردعمل کے طور پر یہ سانحہ پیش آیا، وہ لکھتے ہیں:

لعل ابن الزبیر کان مضطرا الی — غالباً عبداللہ بن زبیرؓ کا طرز عمل کسی

(۱) مقالات شبلی ج ۴ص ۱۵۷،۱۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هـذه الاعـمال ولكن من شريطة العدل ان نوفي كل واحد قسطه من الحق فـاذا اعتذرنـا لابن الـزبيـر فـعبـدالملك احق منه بالاعتذار۔ (۱)

مصلحت پر مبنی رہا ہوگا، لیکن انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہر شخص کو اس کا جائز حق دیا جائے چنانچہ اگر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے طریقہ کار کی تاویل ممکن ہے تو عبدالملک کو بھی بدرجہ اولیٰ یہ حق ملنا چاہیے۔

مولانا شبلی نے یہ بھی صراحت کردی ہے کہ حجاج نے گو عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کیا اور ان کے اضافہ شدہ حصہ کو سنگ باری کا نشانہ بنایا تاہم حملہ کے خاتمہ کے فوراً بعد اس نے مسجد حرام کی صفائی کرائی (۲) اور خانہ کعبہ کی عمارت از سر نو تعمیر کی اور یہی تعمیر آج تک موجود ہے۔

خانہ کعبہ کے اندر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کیے جانے کی روایت مصنف نے عقد فرید کے حوالہ سے نقل کی ہے حالانکہ وہ تاریخ کی کتاب نہیں ہے، بلکہ ادب و محاضرات کا مجموعہ ہے اور تاریخ کی کتابوں میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے جائے شہادت کا ذکر موجود ہے مگر چونکہ مصنف کے مفروضہ کے برخلاف ہے اس لئے اس کو اس نے نظر انداز کردیا ہے، مولانا شبلی رقم طراز ہیں:

استـنـد المـؤلف هـذه الـرواية بـالـعـقـد الـفريد لابن عبد ربه والاستـنـاد بمثل هذه الكتب في مثل هـذه الوقائع هو من احدى حيـل الـمولف المعتادة له فانت تـعـلـم ان حـادثة قتـل

مصنف نے اس واقعہ کا حوالہ ابن عبدربہ کی عقد فرید سے دیا ہے اور اس طرح کے واقعات میں اس قسم کی کتابوں کو ماخذ بنانا مصنف کی دیسہ کاری ہے کیونکہ یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کا واقعہ تاریخ کی

---

(۱) الانتقاد ص ۱۸۔ (۲) ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الزبير مذكورة في الطبري وابن الاثير وغيرها من المصادر التاريخية المتداولة الموثوق بها وعليها المعول واليها المرجع ولكن لم تكن كيفية الحادثة في هذه الكتب وفق هوى المولف اعرض عن هذه كلها وتشبث بكتاب عداد المحاضرات وانما يرجع الى امثاله اذا لم يكن في الباب مستند غيره ومتى مالم يخالف الاصول والمذكور في الطبري وغيره ان عبدالله بن الزبير اصيب في الحجون وقتل هناك، قتله رجل من مراد وما احتز رأسه داخل الكعبة۔ (۱)

متداول معتبر کتابوں میں مثلاً طبری وابن اثیر وغیرہ میں مذکور ہے اور وہی مستند ہے مگر چونکہ طبری وغیرہ کا بیان مصنف کی منشا کے مطابق نہیں ہے اس لئے اس نے ایک ایسی کتاب کا سہارا لیا جو محاضرات کا مجموعہ ہے جب کہ ایسی کتابوں کو صرف اسی صورت میں ماخذ بنایا جاسکتا ہے جب دوسرے مستند ماخذ اس واقعہ کے ذکر سے خاموش ہوں اور واقعہ بھی اصول عام کے خلاف نہ ہو، طبری وغیرہ میں صاف یہ تصریح موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی گرفتاری اور ان کے قتل کا واقعہ مقام حجون میں پیش آیا، ان کو مراد کے ایک فرد نے قتل کیا، کعبہ کے اندر ان کی گردن زدنی کا واقعہ یکسر غلط ہے۔

اسی طرح خلفائے بنوعباس میں منصور کے قبہ خضراء کی تعمیر کا ماخذ مصنف نے تاریخ کے حوالہ کے بجائے منصور کے حریف محمد نفس زکیہ کے ایک خطبہ کو بنایا ہے جو تاریخ طبری میں منقول ہے، مولانا شبلی اس کے بارہ میں لکھتے ہیں:

''یہ منصور کے ایک دشمن کے الفاظ ہیں، کیا اس سے کسی تاریخی واقعہ کا اثبات ہوسکتا ہے''(۲)

(۱) انتقاد ص ۲۰ (۲) مقالات شبلی ج ۴، ص ۱۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ التمدن الاسلامی کے نظر ثانی شدہ ایڈیشن میں بھی اس واقعہ پر یہ نوٹ لکھا گیا ہے:

لم اجد عند الطبری او ابن الاثیر ما یوید القول بان المنصور ابتنیٰ القبة الخضراء ....وو اضح انها من الدعاوی التی استخد مها محمد النفس الزکیة لتائید دعوته ولیست حقیقة تاریخیة۔ (۱)

میں نے طبری یا ابن اثیر میں ایسی کوئی روایت نہیں پائی جو اس بات کی تائید کرتی ہو کہ منصور نے قبہ خضراء تعمیر کرایا .... یہ بات واضح ہے کہ محمد نفس زکیہ نے اپنی حمایت حاصل کرنے کے لئے منصور کے خلاف جو الزامات لگائے ان کا یہ ایک حصہ ہے اور اس کی کوئی تاریخی حقیقت نہیں ہے۔

یہی حال مدینہ کے غلہ روک دینے کی روایت کا بھی ہے، اس میں مدینہ منورہ کی تحقیر کا کوئی جذبہ کارفرمانہیں تھا بلکہ یہ منصور کی ایک سیاسی تدبیر تھی جو اس نے اختیار کی، مولانا شبلی لکھتے ہیں:

"واقعہ یہ ہے کہ محمد بن عبداللہ ایک مدت سے خلافت کا خیال پکار ہے تھے، جب انھوں نے علانیہ علم بغاوت بلند کیا تو چونکہ وہ مدینہ منورہ میں مقیم تھے، اس لئے منصور نے وہاں رسد کا بھیجنا بند کرادیا۔" (۲)

مولانا شبلی نے تاریخ طبری کے حوالہ سے اس کی تائید بہم پہنچائی ہے، لطف یہ ہے کہ مصنف نے واقعہ کو یکسر بدل کر غلہ کو روک دینے کو محمد نفس زکیہ کی بغاوت کا سبب قرار دیا ہے۔

معتصم کے بارہ میں کعبہ بنانے اور جائے طواف، منی و عرفات تعمیر کرانے کی

(۱) تاریخ التمدن الاسلامی ج ۲، ص ۳۵ تعلیق ڈاکٹر حسین مونس۔ (۲) مقالات شبلی ج ۴، ص ۱۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت احسن التقاسیم مقدسی سے لی گئی ہے، مگر کسی دوسرے ماخذ سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی ہے، بلکہ اس کے برخلاف تاریخ طبری میں معتصم کے حال میں سال بہ سال حج کا ذکر موجود ہے، جیسا کہ عام دستور تھا۔

پھر یہ بھی اہم سوال ہے کہ اس زمانے میں امام احمد بن حنبلؒ نے فتنہ خلق قرآن کا جس پامردی سے مقابلہ کیا وہ آخر اس اہم چیز پر خاموش کیوں رہ جاتے، ان کے علاوہ بھی علماء وفقہاء موجود تھے مگر کسی نے معتصم پر یہ الزام نہیں لگایا ہے، ظاہر ہے کہ ایسا خلاف امکان واقعہ صرف ایک روایت کی بناپر ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

نظام محاصل اور جرجی زیدان

جرجی زیدان نے اپنی اس کتاب میں متعدد مقامات پر اور خصوصاً بنوامیہ کے حالات میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمان حکمرانوں کا نظام محاصل نہایت ظالمانہ تھا، مصنف کے بقول خلفاء بنی امیہ اور ان کے عمال محاصل کی وصولیابی میں ہر طریقۂ ظلم کو روا رکھتے تھے اور بالخصوص مفتوح قوموں کے مال کو اپنے لئے رزق حلال تصور کرتے تھے، چنانچہ جزیہ کی صورت میں جو دفاعی ٹیکس غیر قوموں سے لیا جاتا تھا اس کے طریقۂ حصول کو اس نے نہایت نامناسب انداز میں پیش کیا ہے، اس کا کہنا ہے کہ اس ظلم کی بناپر غیر قوموں نے مسلمان ہونا شروع کیا لیکن اس پر بھی ان کو نجات نہیں ملتی تھی اور مسلمان ہونے پر بھی ان سے جزیہ لیا جاتا تھا اور اس نے مسلم حکمرانوں پر یہ الزام بھی عائد کیا ہے کہ انھوں نے ابتداءً راہبوں کو جزیہ سے مستثنیٰ رکھا مگر جب لوگ جزیہ کے خوف سے راہب بننے لگے تو انھوں نے راہبوں پر بھی جزیہ قائم کردیا۔

مولانا شبلی نے الانتقاد میں جزیہ کی حقیقت اور اس کی اصل غرض وغایت پر مفصل بحث کی ہے اور جرجی زیدان کی تحریروں کے متعدد اقتباسات نقل کر کے بدلائل یہ ثابت کیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس نے کذب وفریب کے ذریعہ جزیہ کے طریقۂ حصول کی غلط تصویر پیش کی ہے۔(۱)

مصنف کا یہ کہنا کہ غیر قوموں سے اسلام لانے کے بعد بھی جزیہ کا مطالبہ کیا جاتا تھا سراسر فریب ہے، البتہ مولانا شبلی نے یہ ضرور تسلیم کیا ہے کہ بنوامیہ کے تقریباً سوسالہ عہد اقتدار میں دوایک مثالیں ایسی ملتی ہیں کہ بعض گورنروں نے اس قسم کی کوشش کرنی چاہی مگر خود خلفاء نے یا عام مسلمانوں نے اس کی شدت سے مخالفت کی، جرجی زیدان نے انھی مثالوں کو کتر بیونت کر کے وقوع عام سے تعبیر کیا ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ تاریخ التمدن الاسلامی کے جدید ایڈیشن میں اس کے تعلیق نگار ڈاکٹر حسین مونس نے مصنف کے ان اتہامات کی مفصل تردید کردی ہے، وہ لکھتے ہیں:

والواقع ان الضرائب كانت معتدلة جدا فى ايام بنى امية والحجاج نفسه لم يضع ضريبة جديدة وان كان قد اشتد فى جمع الخراج وهو لم يشتد على الموالى فقط بل على العرب ايضا وكان اعداء بنى امية هم الذين ينادون بالتشديد على الموالى واختصاص العرب بمعاملة خاصة .... ولم تعرف الدولة الاسلامية المكوس والجبايات غير	واقعہ یہ ہے کہ دور بنی امیہ میں تمام محاصل نہایت متوازن تھے، حجاج نے گو خراج کے وصول کرنے میں شدت برتی تاہم اس نے کسی نئے ٹیکس کا اضافہ نہیں کیا اور اس کی شدت محض غیر قوموں ہی پر نہیں تھی بلکہ اس نے عربوں پر بھی محاصل کی وصولی کے سلسلے میں سختی کی درحقیقت یہ بنوامیہ کے مخالفین کا پروپیگنڈہ ہے کہ ان کے زمانے میں غیر قوموں کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا اور عربوں کے ساتھ امتیازی برتاؤ کیا جاتا تھا ....اسلامی عہد حکومت کے

(۱) الانتقاد ص ۲۶ تا ۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشرعية ايام بني امية على اى حال بل ايام العباسيين۔ (۱)	کسی بھی دور میں خواہ وہ بنوامیہ کا دور ہو یا بنو عباس کا قطعاً کسی غیر شرعی محصول کا اضافہ نہیں کیا گیا۔

مولانا شبلی نے الانتقاد میں عہد بنی امیہ کے گورنر حجاج بن یوسف کے دفاع میں کسی قدر محتاط رویہ اختیار کیا ہے، مگر ڈاکٹر حسین مونس نے یہ صراحت کی ہے کہ محاصل کے سلسلے میں حجاج کے مظالم کی حکایات بہتان محض ہیں، وہ لکھتے ہیں:

اساء العرب جملة الحكم على اعمال الحجاج واتهموه بالظلم والاحجاف فى جمع الضرائب مع ان الرجل لم يفعل اكثر من التدقيق فى جمع المستحق للدولة۔ (۲)	عام طور پر عربوں نے حجاج کے کاموں پر نکیر کی ہے اور بالخصوص محاصل کے تعلق سے اس پر ظلم وستم کا بہتان باندھا ہے، جب کہ اس کا کام صرف اس قدر ہے کہ اس نے سلطنت کی جائز آمد کو باضابطہ بنانے کی کوشش کی۔

جرجی زیدان نے مقریزی کے حوالہ سے راہبوں پر جزیہ عائد کرنے اور غیر قوموں سے زبردستی خراج وصول کرنے کی تائید فراہم کی ہے، چنانچہ حضرت عمرو بن عاصؓ کے بارہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے اسی کی بدولت مصر کی گورنری کے زمانہ میں خراج کی رقم ایک کروڑ بیس لاکھ دینار تک پہنچادی تھی۔

ڈاکٹر حسین مونس کا یہ کارنامہ لائق تحسین ہے کہ انھوں نے بدلائل مصنف کے اس اتہام کی تردید کردی ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے مؤرخین کے بیان کردہ اعداد وشمار کے مطابق مصر سے وصول کی گئی خراج کی رقم کی ایک فہرست مرتب کی ہے جس کے مطابق ہر سال یہ رقم کم ہوتی رہی، یہاں تک کہ صرف سات سال کے عرصہ میں ایک کروڑ بیس لاکھ دینار

(۱) تاریخ التمدن الاسلامی ج ۲ ص ۲۳ (۲) ایضاً ۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی یہ خطیر رقم صرف چالیس لاکھ تک محدود ہوگئی ہے، ڈاکٹر صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يبدو ان المقريزى يبالغ فى هذه الكلام ونحن نشك فى ان عمرو بن العاص قد جبى من مصر ۱۲۰۰۰۰۰۰ دينار ....(۱)

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مقریزی کا یہ بیان مبالغہ آرائی پر مبنی ہے اور ہم کو یہ بات قابل اطمینان نہیں معلوم ہوتی کہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے مصر سے ایک کروڑ بیس لاکھ دینار خراج وصول کئے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے مؤرخین کے اعداد وشمار پر مبنی اس فہرست کی روشنی میں اپنے ممدوح جرجی زیدان سے یہ چبھتا ہوا سوال بھی کیا ہے کہ:

ان الجباية كانت فى تناقص ايام بنى اميه ولم تكن فى زيادة فاين ذهب اذن المال الذى كان يجبى بالعسف واين ضريبة الرهبان۔ (۲)

اعداد وشمار کے مطابق عہد بنی امیہ میں خراج کی رقم مسلسل کم ہوتی گئی اور اس میں اضافہ نہیں ہوا تو پھر وہ مال جو زبردستی وصول کیا جاتا تھا وہ کیا ہوا؟ اور جو جزیہ راہبوں پر لگایا گیا وہ کہاں گیا؟۔

جرجی زیدان نے جزیہ کی بحث میں یہاں تک لکھا ہے کہ کچھ لوگ اسی کی وجہ سے مجبوراً مرتد ہوگئے اور اس کی مثال اس نے سمرقند کے لوگوں سے دی ہے جو اسی شرط کے ساتھ مسلمان ہوئے تھے کہ ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا، مگر جب ان پر بھی جزیہ عائد کردیا گیا تو وہ مرتد ہوگئے۔

مصنف کا یہ بیان صریح کذب ودروغ گوئی پر مشتمل ہے، اسی لئے غالباً مولانا شبلی نے الانتقاد میں اس کو موضوع بحث نہیں بنایا ہے، تاہم اس کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ

(۱) تاریخ التمدن الاسلامی ج ۲ ص ۲۴ (۲) ایضاً ص ۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر حسین مونس کو جرجی زیدان کے صریح کذب وافتراء کا اعتراف کرنا پڑا اور انھوں نے لکھا کہ:

لم اجد في المراجع مايؤيد ذلك (۱)	مجھ کو مآخذ میں اس کی تائیدی شہادت نہیں ملی۔

مسلمانوں پر علم دشمنی کا الزام

جرجی زیدان نے اپنی اس کتاب میں بظاہر خلفائے راشدین کی تعریف کی ہے مگر انتہائی لطیف پیرایہ میں ان کے بارہ میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کو فروغ علم سے کوئی مناسبت نہیں تھی بلکہ وہ علم دشمن تھے، مولانا شبلی مصنف کے اس پر فریب طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المؤلف حرفته تاليف الكتب مكتسباً به وهو يعرف حق المعرفة انه لو انتقد على الخلفاء الراشدين ونال منهم تصريحاً كسد سوقه وخابت صفقته فدبر لذلك حيلا لا يكاد يتفطن لها اللبيب المتيقظ فضلاً عن البليد المتساهل فعمد الى رؤوس المثالب ونسبها اليهم بانواع الاحتيال فتارة بتبديد ها في ثنيات الكلام وابعادها عن موضع العناية و تارة	مصنف فن تالیف کی باریکیوں سے بخوبی واقف ہے، اس کو اچھی طرح اندازہ ہے کہ اگر اس نے خلفاء راشدین کو براہ راست اپنی تنقیدوں کا نشانہ بنایا تو اس کی گرم بازاری ختم ہو جائے گی، چنانچہ اس نے اس چیز کو بیان کرنے کے لئے بڑے لطیف پیرائے اختیار کئے، جس کی تہ تک عام آدمی تو کجا بیدار مغز اور ذہین افراد بھی بمشکل پہنچ سکتے ہیں، اس نے خلفاء راشدین کی جانب اہم عیوب کا انتساب بسا اوقات اثناء کلام میں غیر اختیاری صورت کا مظاہرہ کر کے کیا ہے اور کبھی

(۱) تاریخ التمدن الاسلامی ج ۲ ص ۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بايرادها عرضا موهما عدم الاعتناء بها و تارة بذكرها محتالا لها عذرا واذا كررت النظر فى كلامه وتصفحت ما فيه وجمعت ما هو مبدد ونظمت ما هو مفرق تكاد تستيقن ان الخلفاء كانوا من اشد اعداء العلم وانهم ابادوا الكتب والخزانات واضطهدوا اهل الذمة وجعلوهم اذلاء لا يوذن لهم ولا يؤبه بهم۔ (۱)

ان کا ذکر اتفاقی طور پر کیا ہے گویا اس کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور بعض مقامات پر ان کو ذکر کر کے ان کا دفاع بھی کیا ہے، غرض اس قسم کے اس کے تمام بیانات کو اگر یکجا کیا جائے تو خلفاء راشدین کے متعلق مجموعی طور پر تصویر یہی قائم ہوتی ہے کہ وہ علم کے دشمن تھے، کتابوں اور کتب خانوں کو خاکستر کرتے تھے، ذمیوں کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتے تھے اور ان کو حقیر اور ناقابل اعتناء بنا رکھا تھا۔

مولانا شبلی نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ مصنف نے کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانے کے ذکر کو خاص اہتمام سے اسی مقصد کے تحت بیان کیا ہے، کیونکہ بعض روایتوں میں اس کا انتساب خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کی طرف کیا گیا ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کتب خانہ اسکندریہ کے موضوع پر یورپ میں کافی بحثیں ہوچکی ہیں، البتہ مسلم مؤرخین میں مولانا شبلی کو اولیت حاصل ہے کہ انھوں نے اس موضوع پر مفصل بحث کر کے اس غلط پروپیگنڈہ کی تردید کی کہ کتب خانہ اسکندریہ کو مسلمانوں نے جلایا تھا۔ جرجی زندان نے چند خود ساختہ دلائل کے ساتھ اس موضوع کو اپنی کتاب میں نہایت شدومد کے ساتھ لکھا تو مولانا شبلی نے الانتقاد میں اس کے دلائل کا مفصل جائزہ لیا اور اس کے کذب وفریب کو آشکارا کیا۔ (۲)

اس موضوع پر خود یورپین مصنفین کی ایک بڑی تعداد اس بات کی معترف ہے کہ

(۱) الانتقاد ص ۵۳۔ (۲) ایضاً ص ۵۴ تا ۶۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر میں مسلمانوں کے داخلہ سے قبل ہی کتب خانہ اسکندریہ تباہ و برباد ہو چکا تھا، البتہ جرجی زیدان اور اس کے بعض ہم نواسب سے اہم دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اس واقعہ کو دو مسلمان مؤرخین عبداللطیف بغدادی اور جمال الدین قفطی نے بھی بیان کیا ہے، اس لئے مسلمانوں کو یہ الزام اپنے سر لے لینا چاہئے۔

مولانا شبلی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:

''تاریخ کی تمام مستند کتابیں اس واقعہ کے ذکر سے خاموش ہیں، ہاں بغدادی اور قفطی نے یہ روایت ضرور بیان کی ہے مگر اس میں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ یہ دونوں مؤرخین چھٹی اور ساتویں صدی کے ہیں اور یہ دونوں اپنی روایت کا ماخذ اور سند نہیں ذکر کرتے۔''(۱)

ہم نہایت مسرت کے ساتھ یہ اعتراف کرتے ہیں کہ تاریخ التمدن الاسلامی کے تعلیق نگار ڈاکٹر حسین مونس نے نہ صرف یہ کہ مولانا شبلی کی تائید کی ہے بلکہ اس بحث میں اضافہ بھی کیا ہے، چنانچہ انھوں نے قفطی ہی کی روایت کو اصل مبحث بنایا ہے اور اس کو موضوع بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ تاریخی حقیقت کے برخلاف ہے، وہ لکھتے ہیں:

هذه الرواية تدور حول حديث عمرو بن العاص ويوحنا النحوي وهي واضحة الاختراع لان يوحنا مات قبل دخول العرب مصر بثلاثين او اربعين سنة۔ (۲)	اس روایت کا مرکزی مضمون حضرت عمرو بن العاصؓ اور یوحنا (یحییٰ) نحوی کے مابین مکالمہ پر مشتمل ہے اور یہی اس کے موضوع ہونے کا واضح ثبوت ہے، کیوں کہ یوحنا مصر میں مسلمانوں کے داخلہ سے تقریباً تیس یا چالیس برس قبل وفات پا چکا تھا۔

(۱) الانتقاد ص ۶۴ و ۶۵۔ (۲) تاریخ التمدن الاسلامی ج ۳ ص ۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللطیف بغدادی کے بارہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ تبصرہ بالکل برمحل ہے کہ وہ ایک سیاح ہے اور ہر قسم کی روایت جو اس کو ملتی ہے اس کو نقل کر لیتا ہے اس لئے اس کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں ہے، وہ لکھتے ہیں:

لایعول علی کلامه فی التاریخ لانه کان یاخذ ما یسمعه من الناس ویثبته ضمن مشاهداته۔ (۱)	تاریخی حیثیت سے اس کے قول کو نہیں پیش کیا جا سکتا کیونکہ سیاحت مصر کے دوران اس کو جو باتیں سنی سنائی ملیں ان کو اس نے درج کر دیا ہے۔

اس ضمن میں مولانا شبلی نے الانتقاد میں جرجی زیدان کے بوئے ہوئے زہر کے ازالہ کے لئے قرن اول کے مسلمانوں کی علم دوستی و علم پروری کی تفصیل بھی لکھی ہے، علاوہ ازیں اسی ضرورت کے تحت اپنے شاگرد عزیز مولانا سید سلیمان ندوی سے ایک مضمون بعنوان ''نشر المعارف والعلم'' لکھوا کر شامل کتاب کیا۔

الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی کی اہم بحثوں کا یہ مختصر جائزہ تھا، اس کتاب میں بعض خلفائے بنوامیہ کی مختصر سوانح بھی درج کی گئی ہے جن کو مصنف نے خاص طور پر اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تاریخ التمدن الاسلامی کے جدید ایڈیشن میں بہت سی اصلاحات ہوگئی ہیں مگر اس کے باوجود الانتقاد کی اہمیت وافادیت اسی طرح برقرار ہے، کیونکہ ڈاکٹر حسین مؤنس نے صریح تاریخی غلط بیانیوں کی تصحیح ضرور کی ہے مگر جرجی زیدان کا اصل مقصد تالیف ان کی نگاہوں سے اوجھل ہے، اس لئے الانتقاد کا اہل علم کے ہاتھوں میں ہونا نہایت ضروری ہے۔

---

(۱) تاریخ التمدن الاسلامی ج ۳ ص ۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو العلاء وما الیہ

للاستاذ عبدالعزیز المیمن الراجکوتی

دارالمصنفین کی عربی مطبوعات میں مولانا عبدالعزیز میمن راجکوٹی استاد شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی مایہ ناز تصنیف ''ابوالعلاء وما الیہ'' بھی شامل ہے۔اس کتاب کے سرورق پر سلسلۃ دارالمصنفین رقم ۲۹ لکھا ہوا ہے اور اس کے معاً بعد ابوالعلاء معری کا یہ مشہور شعر:

وانی وان کنت الاخیر زمانہ　　لآتٍ بما لم تستطعہ الاوائل

جہاں ابولعلاء معری کی عظمت ومرتبت کو آشکارا کرتا ہے وہیں اس کتاب پر بھی صادق آتا ہے، دارالمصنفین نے ۱۳۴۴ھ میں یہ کتاب اپنے صرفہ سے مطبعہ سلفیہ مصر میں طبع کرواکر منگوائی۔مصر میں طباعت کے دوران وہاں کے نامور فاضل وادیب شیخ محب الدین الخطیب ایڈیٹر الزہراء نے اس کے طبع واشاعت کی نگرانی کا فریضہ انجام دیا۔اس کتاب اور اس کے مصنف کا تعارف مولانا سید سلیمان ندوی نے ان الفاظ میں کرایا ہے:

''دارالمصنفین کی طرف سے ایک نئی عربی کتاب ابوالعلاء معری پر جو عربی زبان کا خیام ہے مصر کے مطبعہ سلفیہ سے چھپوا کر منگوائی گئی ہے، یہ ہندوستان کے مشہور فاضل ادیب مولانا عبدالعزیز صاحب میمن استاذ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی تصنیف ہے، اب تک بلاد عربیہ میں اس شاعر پر جو کچھ لکھا گیا تھا اس سے بہت زیادہ بڑھ کر اور اس سے زیادہ صحت اور استیعاب کے ساتھ اس کتاب میں معلومات فراہم ہیں اور لوگوں کو سن کر حیرت ہوگی کہ وسعت معلومات ایک طرف ایک ہندی نژاد کے عربی قلم نے خود اہل زبان سے خراج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحسین وصول کیا ہے۔"(۱)

ابوالعلاء وما الیہ ۳۱۹ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے سرورق پر مختصر الفاظ میں اس کے مضامین کا تعارف کرا دیا گیا ہے:

وھو کتاب حافل بتاریخہ واخبارہ جامع للمباحث الدقیقة فی حیاتہ و آثارہ منبہ علی اوھام الشرق والغرب فی فھم رموزہ واسرارہ.	یہ کتاب ابوالعلاء معری کے تاریخی احوال وکوائف اور اس کی سوانح کے اہم اور نازک پہلوؤں پر مشتمل ہے نیز ابوالعلاء کے اشارات و رموز کے سمجھنے میں مشرق ومغرب کے اہل علم نے جو غلطیاں کی ہیں ان کی تصحیح بھی اس میں کر دی گئی ہے۔

کتاب کے شروع میں مؤلف کے قلم سے دو مقدمے شامل ہیں، پہلے مقدمہ میں کتاب کے سبب تالیف کی وضاحت کرتے ہوئے اس کا خاص محرک پروفیسر مارگیولیوتھ اور ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصری کی کتابوں کو بتایا گیا ہے جس میں ابوالعلاء معری کی شخصیت اور اس کے افکار کو سمجھنے میں غلطیاں کی گئی ہیں۔ چنانچہ مؤلف کا اصل مقصد انھی غلطیوں کی اصلاح ہے، دوسرا مقدمہ دارالمصنفین کے تعارف پر مشتمل ہے، جس میں بانی دارالمصنفین علامہ شبلی نعمانی اور ان کے شاگرد رشید مولانا سید سلیمان ندوی کا خاص طور پر ذکر ہے، نیز دارالمصنفین کی اہم علمی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اس ادارہ کی عربی مطبوعات کا تعارف کرایا گیا ہے۔

ابوالعلاء وما الیہ کے ساتھ معری کا "رسالۃ الملائکہ" بھی مولانا عبدالعزیز میمن کی تصحیح وتحشیہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے، جو ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے، اس کتاب کی تالیف کے دوران مولانا عبدالعزیز میمن کو ابوالعلاء کے بہت سے ایسے اشعار دستیاب ہوئے جو اس کی متداول کتابوں میں نہیں ہیں۔ چنانچہ انھوں نے اس کا ایک مجموعہ قوافی کی ترتیب کے لحاظ

(۱) شذرات سلیمانی حصہ دوم ص ۱۶۷ و ۱۶۸ (شذرات ماہ جنوری ۱۹۲۸ء)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مرتب کیا، یہ مجموعہ بھی "فائت شعر ابی العلاء" کے عنوان سے کتاب کے اخیر میں شامل کرلیا گیا ہے۔

ابو العلاء و ما الیہ کو بلاد عربیہ میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی، مصر کے ممتاز اور نامور ادباء مثلاً احمد تیمور، محمد الخضر حسین، احمد الاسکندری، احمد ابراہیم، عبدالوہاب النجار اور احمد محمد شاکر نے اس کتاب کی تالیف پر نہ صرف مولانا عبدالعزیز میمن کو بلکہ دارالمصنفین اور ہندوستان کو بھی خراج تحسین پیش کیا ہے، ان ادباء کی تقریظیں بھی علاحدہ کتابچہ کی صورت میں طبع کر کے شامل کتاب کرلی گئی ہیں۔

احمد تیمور اور محمد الخضر نے اپنی مشترکہ تحریر میں لکھا ہے کہ:

"ہم کو یہ اندازہ تھا کہ مشرق میں جدید مغربی نظام تعلیم نے عالم اسلام کے علماء کے قدیم تعلقات کا خاتمہ کردیا ہے، مگر مولانا عبدالعزیز میمن کی علمی خدمات نے یہ ثابت کردیا ہے کہ عالم اسلام سے ہندوستان کے علمی روابط کا سلسلہ زریں ہنوز برقرار ہے، ہم کو امید ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ علمی رابطہ کے دور جدید کا آغاز ہوگا۔"

مصر کے نامور ادیب احمد اسکندری نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ:

"اس کتاب سے میں مستفید ہوا اور اس سے میری معلومات میں اضافہ ہوا، مبارک ہے آپ کی ذات اور قابل تعریف ہے وہ ملک جس نے آپ کو پیدا کیا، آپ نے عربی ادب کے سرمایہ میں اضافہ کیا ہے۔"

ابو العلاء و ما الیہ کے مباحث

مولانا عبدالعزیز میمن نے اپنی اس کتاب کے تقریباً سو صفحات میں مختلف عناوین کے تحت ابو العلاء معری کی مستند سوانح درج کی ہے، جس میں اس کے مولد و موطن کی تحقیق کے ساتھ اس کے خاندانی احوال کا مفصل تذکرہ ہے، اس کے بعد کے پچھتر صفحات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ابوالعلاء کے سفر بغداد کی تفصیل ذکر کی گئی ہے اور تقریباً اتنے ہی صفحات میں اس کے علم وفضل، تدریسی صلاحیت، سیاسی سرگرمیوں اور وفات وغیرہ کا ذکر ہے اور اخیر میں اس کی تالیفات اور مذہبی افکار پر بحث کی ہے۔

یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ابوالعلاء معری محض ایک ادیب، انشاپرداز اور شاعر نہ تھا بلکہ وہ فلسفہ وحکمت کا امام بھی تھا، یہ بات بھی درست ہے کہ ابوالعلاء معری سے پہلے عربی شاعری فلسفیانہ خیالات سے آشنا ہو چکی تھی، مگر فلاسفہ اور حکماء کی طرح الہیات، طبعیات، اجتماعیات، سیاست اور اخلاق کو شاعری کا موضوع بنا کر اس کو ایک نئی جہت سے متعارف کرانے کا سہرا ابوالعلاء ہی کے سر بندھتا ہے، اسی وجہ سے ابوالعلاء معری کو عربی شعروادب کے ساتھ فلسفہ وحکمت کا بھی امام تسلیم کیا گیا ہے۔

مولانا عبدالعزیز میمن نے نہایت ژرف نگاہی کے ساتھ ابوالعلاء کی سوانح مرتب کی ہے اور اس کے متنازعہ فلسفیانہ افکار وخیالات کے بارہ میں معقول ومعتدل رائے پیش کی ہے۔

سطور ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے مولانا عبدالعزیز میمن کے طریقۂ تحریر اور اندازِ تحقیق کا اندازہ ہوگا۔

معرة النعمان کی تحقیق

ابوالعلاء معری کا مولد ومنشا شام میں حمص کے علاقہ کا مردم خیز خطہ معرة النعمان ہے، چنانچہ اس کی نسبت معری اسی مناسبت سے ہے، معرة النعمان کی لفظی تحقیق کے بارہ میں پروفیسر مارگیولیوتھ اور ڈاکٹر طٰہٰ حسین دونوں نے دوراز کار قیاسات تحریر کیے ہیں۔

مارگیولیوتھ کا کہنا ہے کہ معرة سریانی لفظ ''معرتا'' کی بگڑی شکل ہے، جس کے معنی غار کے ہوتے ہیں مگر ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اول تو اس تبدیلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کوئی تاریخی سند موجود نہیں ہے، دوسرے آرامی عہد میں بھی اس کا یہی نام تھا، نیز معرتا میں رکو بغیر تشدید کے بولا جاتا ہے جب کہ معرۃ میں تشدید کے ساتھ ہے۔(۱)

ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے معرۃ النعمان کی تحقیق میں اپنی یہ رائے پیش کی ہے کہ معرۃ النعمان کی اصل غالباً معرس النعمان ہے، یعنی نعمان کی جائے قیام اور عرب کی ایک لغت کے مطابق سین کو ت سے بدل دینے کا رواج ان کے یہاں پایا جاتا ہے، جیسا کہ ایک رجزیہ شعر میں ہے۔

یا قبح اللہ بنی السملات عمرو بن یربوع شرار النات

لیسوا با خیار ولا اکیات

اس رجز میں الناس کو النات اور اکیاس کو اکیات سے بدل دیا گیا ہے، اسی طرح معرس النعمان کو معرۃ النعمان سے بدل دیا گیا ہوگا۔(۲)

مولانا عبدالعزیز میمن نے مارگیولیتھ اور طٰہٰ حسین دونوں کی اس تحقیق کو محض ظن سے تعبیر کرتے ہوئے خالی از فائدہ بتایا ہے اور ان دونوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مارگیولیتھ صاحب نے تو ایک ہی غلطی کی یعنی معرتا کو معرۃ کی اصل قرار دیا، جس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ معرۃ کی رکو مشدد بولا جاتا ہے اور معرتا کی را بغیر تشدید کے ہے، مگر ڈاکٹر طٰہٰ حسین صاحب نے ایک نہیں دو غلطیاں کی ہیں، ایک تو یہ کہ لفظ سین کو انھوں نے ت سے بدل دیا ہے اور دوسرے یہ کہ معرس کی میم کے ضمہ کو انھوں نے فتحہ سے تبدیل کر دیا ہے ہم اس سلسلہ میں کوئی بات محض اندازہ کی بنیاد پر کہنا پسند نہیں کرتے ....۔"(۳)

"معرۃ النعمان" کی وجہ تسمیہ کے بارہ میں مولانا عبدالعزیز میمن نے مؤرخ بلاذری کے اس بیان کی تائید کی ہے کہ پہلے یہ شہر معرۃ حمص کے نام سے مشہور تھا، حضرت

(۱) ذکری ابی العلاء، ڈاکٹر طٰہٰ حسین، ص ۱۷ مطبعۃ المعاہد ۱۹۲۲ء (۲) ایضاً ص ۱۱۸، ۱۱۹ (۳) ابو العلاء وما الیہ ص ۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمان بن بشیر انصاریؓ بنو امیہ کی جانب سے حمص کے گورنر بنا کر بھیجے گئے، اس علاقہ سے گزرتے ہوئے ان کے ایک فرزند یہیں فوت ہو گئے، چنانچہ اسی وقت سے اس کا نام معرۃ النعمان (نعمان کی سختی یا غم) پڑ گیا۔

فرانسیسی مستشرق سلمون نے بھی معرۃ النعمان کے بارہ میں بلاذری کے قول کی تائید کی ہے مگر کوئی حوالہ نہیں دیا ہے، چنانچہ ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اس کی تردید کرتے ہوئے اس کے قول کو بلا دلیل ٹھہرایا ہے اور اس بات سے انکار کیا ہے کہ کسی زمانہ میں معرۃ النعمان معرۃ حمص کے نام سے موسوم تھا۔(۱)

مولانا عبدالعزیز میمن مرحوم نے سلمون کا دفاع کرتے ہوئے ڈاکٹر طٰہٰ حسین کے موقف کی کمزوری یوں بیان کی ہے:

ونقل سلمون هذا القول ولم يعزو الى مأخذ فنعى عليه صاحب ذكرى ابى العلاء انه لفق هذا القول اى ان معرة النعمان كانت تدعى قبل الفتح معرة حمص فيستنتج منه انها كانت تابعة لها من عند نفسه بلا دليل — اقول وقد عرفت انه كان مصيبا وان الخطأ من صاحب ذكرى ابى العلاء نفسه۔ (۲)

سلمون نے بلاذری ہی کا یہ قول نقل کیا ہے مگر کسی ماخذ کا ذکر نہیں کیا ہے، چنانچہ مصنف ذکری ابی العلاء نے اس پر یوں تبصرہ کیا ہے کہ یہ سلمون کی من گھڑت ہے، اسلامی فتوحات سے قبل معرۃ النعمان کے معرۃ حمص کہلائے جانے کے بارہ مس مصنف ذکری ابی العلاء کا یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ یہ خطہ کسی زمانہ میں حمص کے ماتحت تھا، خود من گھڑت اور بلا دلیل ہے، غرض سلمون کا موقف درست ہے اور ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی گرفت غلط ہے۔

معرۃ النعمان کے بارہ میں پروفیسر مارگولیوتھ کا یہ کہنا ہے کہ یہاں کے ادباء

(۱) ذکری ابی العلاء ص ۱۲۱۔ (۲) ابو العلاء وما الیہ ص ۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وشعراء کے حالات بہت کم ملتے ہیں۔ مولانا عبدالعزیز میمن نے اسی کی تردید کے لئے "نبھاء المعرۃ" کے عنوان کے تحت وہاں کے ادباء وشعراء کی ایک فہرست درج کی ہے، جس کے آغاز میں وہ لکھتے ہیں:

''معرۃ النعمان گو آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے چھوٹا ہے مگر اپنی جلالتِ شان کی بنا پر بڑے بڑے شہروں کا ہم پلہ ہے، ہر خطہ میں اس کی شہرت رہی اور بہت سے اعلیٰ دماغ اور عالی مرتبت خاندانوں کا یہ مسکن رہا ہے، یہاں کے فضلاء مصر وعراق کے مختلف اہم مناصب پر فائز تھے۔''(۱)

اس فہرست کے اخیر میں اس تفصیل کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

وانما اسھبنا لئلا یسبق الی وھم واھم ان المعرۃ بلیدۃ او قریۃ خاملۃ لیس لھا صیت فی مجالس العلم الحافلۃ. (۲)	ہم نے یہ تفصیل اس غرض سے پیش کر دی ہے تا کہ کسی کے وہم میں یہ بات نہ آئے کہ معرۃ النعمان ایک چھوٹا سا شہر یا گاؤں ہے جس کا علمی مجلسوں میں کوئی خاص تذکرہ نہیں ملتا ہے۔

مولانا عبدالعزیز میمن نے معرۃ النعمان کی سرسبزی وشادابی اور مردم خیزی کا ذکر کرتے ہوئے ابن حوقل اور ایک ایرانی سیاح ناصر خسرو کے بیانات بھی نقل کئے ہیں، مؤخر الذکر نے ابوالعلاء معری کے زمانے میں ۴۳۸ھ میں معرۃ النعمان کی سیاحت کی تھی۔

ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے بھی اس سیاح کا بیان نقل کیا ہے مگر اس کا سن سیاحت ۴۲۸ھ لکھا ہے جس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالعزیز صاحب کہتے ہیں کہ:

''سن کی یہ غلطی یا تو خود ڈاکٹر صاحب موصوف سے ہوئی ہے یا اس سفرنامہ کے فرانسیسی ترجمہ میں ہوئی ہے جو ڈاکٹر صاحب کا ماخذ ہے، ہمارے پیشِ نظر اصل سفرنامہ ہے

(۱) ابوالعلاء وما الیہ ص ۱۹۔ (۲) ایضاً ص ۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس میں ۴۳۸ھ درج ہے"۔(۱)

ابوالعلاء معری کے سفر بغداد کا سبب

ابوالعلاء معری نے شام کے مختلف مضافات کا علمی سفر کیا، مگر اس کا سب سے اہم علمی سفر بغداد کا سفر ہے، جس کے بارہ میں مؤرخین مختلف الرائے ہیں کہ یہ سفر اس نے کس غرض سے کیا تھا۔

قدماء میں قفطی اور ذہبی کا بیان ہے کہ ابوالعلاء کی ایک موقوفہ جائداد پر امیر حلب نے قبضہ کرلیا تھا، چنانچہ اسی کے استغاثہ کے لئے اس نے بغداد کا سفر کیا تھا۔

ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے، مگر پروفیسر مارگیولیوتھ اور مستشرق سلمون نے اس سے اختلاف کیا ہے اور ابوالعلاء معری کے سفر بغداد کا اصل سبب طلبِ علم کو بتایا ہے اور یہی نقطۂ نظر مولانا عبدالعزیز میمن کا بھی ہے۔

سلمون نے قفطی اور ذہبی کی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک اہم نکتہ یہ اٹھایا ہے جس کو ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے نقل بھی کیا ہے کہ حلب اس وقت قاہرہ کے زیر انتظام تھا، اس لئے استغاثہ کی غرض سے بغداد کا سفر بے معنی ہے۔(۲) طٰہٰ حسین نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ ممکن ہے کہ ملکی سیاست اور حکمرانوں کے طرزِ عمل سے گھبرا کر اس نے ترک وطن کرنے اور بغداد کو جائے قیام بنانے کا فیصلہ کیا ہو اور اسی غرض سے سفر کیا ہو۔

مولانا عبدالعزیز میمن نے ابوالعلاء کے سفر بغداد کا اصل محرک وہاں کے کتب خانوں کی سیر اور اہل علم سے استفادہ وافادہ کو بتایا ہے اور اس کی متعدد دلیلیں پیش کی ہیں، تاہم انھوں نے پروفیسر مارگیولیوتھ کے بیان کردہ اس امکان کی تائید کی ہے کہ طلب علم کے ساتھ اپنی خستہ معاشی صورت حال پر قابو پانا بھی ابوالعلاء کے پیش نظر رہا ہوگا۔ لکھتے ہیں:

(۱) ابوالعلاء وما الیہ ص ۱۵ (۲) ذکری ابی العلاء ص ۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يعجبني قول من قال على انه من الممكن ان نسلم ان مسيره الى بغداد كان تبرما من امر اختلال معيشته لا تظلما الى الخليفة في استرداد وقفه وضيعته فانا لم نجد ذكراً للوقف المذكور مدة أقامته بها. (۱)	مجھ کو ان صاحب (مارگولیوتھ) کی بات زیادہ پسند ہے کہ سفر بغداد کا ایک محرک معاشی استحکام کو بھی قرار دیا جا سکتا ہے مگر موقوفہ جائداد کی واپسی کے مطالبہ کی بات بہر حال قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ ابوالعلاء کے قیام بغداد کے زمانہ میں اس موقوفہ جائداد کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا ہے۔

البتہ مولانا عبدالعزیز میمن نے سفر بغداد کے ضمن میں پروفیسر مارگیولیوتھ کی ایک دلچسپ غلطی بیان کی ہے کہ انھوں نے ابوالعلاء کے مقامات سفر میں ایک مقام کا نام قادسیہ لکھا ہے جو دراصل فارسیہ ہے، مولانا عبدالعزیز میمن کا کہنا ہے کہ اس غلطی نے عموم بلوی کی شکل اختیار کر لی ہے، لکھتے ہیں:

وهو تصحيف شنيع وقع كل من كتب عن ابى العلاء شيئاً فى غلط قبيح. (۲)	یہ ایسی فاش غلطی ہے جس کا شکار ابوالعلاء کے بارہ میں لکھنے والے تمام لوگ ہوئے ہیں۔

مولانا عبدالعزیز میمن کا کہنا ہے کہ ابوالعلاء کا سفر بغداد کشتی کے ذریعہ ہوا تھا اور قادسیہ ایسی خشکی پر واقع ہے جس کا دریا سے کوئی تعلق نہیں ہے، چنانچہ وہ معرۃ النعمان سے بغداد تک کے سفر کی تفصیل فراہم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فالظاهر اذاً ان يسير من المعرة	ابوالعلاء معری کے اشعار سے پتہ چلتا ہے

(۱) ابوالعلاء وما الیہ ص ۱۰۵۔ (۲) ایضاً ص ۱۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الى وادى الفرات على النوق حيث كانت سفينته معدة فيركب فيها الى الفارسية بالفاء والراء وهى قرية على ضفة نهر عيسى بعد المحول من قرى بغداد بينهما فرسخان وذكرها ياقوت۔(۱)

چلتا ہے کہ معرة النعمان سے دریائے فرات تک کا سفر اونٹوں سے طے ہوا تھا، جہاں اس کی کشتی تیار تھی اس پر سوار ہو کر فارسیہ پہنچا جو نہر عیسیٰ کے کنارے پر آباد ایک گاؤں ہے اور محول کے بعد پڑتا ہے اور یہ دونوں آبادیاں بغداد کے مضافات میں ہیں اور ان کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ ہے یہ تفصیل یاقوت نے بیان کی ہے۔

ابوالعلاء معری کی بغداد سے واپسی

ابوالعلاء بڑی تمناؤں کے ساتھ بغداد گیا تھا مگر وہاں بھی ایسے حالات پیش آئے کہ اسے بہت جلد واپس آنا پڑا۔ معجم الادباء وغیرہ میں بغداد سے اس کی وحشت اور بیزاری کا سبب درج ذیل واقعات کو بتایا گیا ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ وہ شریف مرتضیٰ کی مجلس میں گیا اس سے ایک شخص کو ٹھوکر لگ گئی جس پر اس شخص نے اس کو کتا کہا، معری نے جواب دیا کہ جسے کتوں کے ستر نام معلوم نہ ہوں وہ کتا ہے یہ سن کر مرتضیٰ کو حیرت ہوئی اس نے قریب بلا کر اس کا امتحان لیا اور اس کے علمی کمال کو دیکھ کر اس کی بڑی قدر و منزلت کی۔

اس کے بعد ایک ناخوش گوار واقعہ یہ پیش آیا کہ متنبی کے بارہ میں شریف مرتضیٰ اور ابوالعلاء کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہوا جس کے سبب سے مرتضیٰ نے ابوالعلاء کی تحقیر و تذلیل کی، اس کی تفصیل ہے کہ ایک مرتبہ شریف مرتضیٰ کی مجلس میں متنبی کا ذکر

(۱) ابوالعلاء و ما الیہ ص ۱۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا، مرتضیٰ نے اس کی مذمت کی اور عیوب بیان کرنا شروع کیے، ابوالعلاء بھی اس مجلس میں موجود تھا، اس نے کہا کہ متنبی کا صرف وہ قصیدہ جس کا ایک مصرعہ ہے۔ ''لک یا منازل فی القلوب منازل'' اس کے فضل وشرف کے لئے کافی ہے یہ سن کر مرتضیٰ برافروختہ ہوگیا اور ابوالعلاء کو گھسیٹ کر مجلس سے نکلوادیا اور حاضرین سے کہا کہ متنبی کے اس سے بہتر قصیدے بھی موجود ہیں لیکن اس اندھے نے اس قصیدہ کا اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس میں یہ شعر بھی ہے:

اذا اتتک مذمتی من ناقص فھی الشھادۃ لی بانی کامل

''میرے کامل ہونے کی سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ کوئی ناقص شخص تم سے میری مذمت کرے''

عام طور پر مذکورہ بالا دونوں واقعات ایک ہی سلسلہ کی کڑی سمجھے جاتے ہیں، کیوں کہ معری کو کتا کہنے کی بات بھی شریف مرتضیٰ ہی کی طرف منسوب کی جاتی ہے، مگر مولانا عبدالعزیز میمن نے ان دونوں واقعات کا زمانہ الگ الگ بتایا ہے، ان کے بقول پہلا واقعہ بغداد کے ابتدائی زمانہ کا ہے، جب کہ معری کی آمدورفت شریف مرتضیٰ کی مجلس میں شروع ہوئی، مولانا عبدالعزیز میمن نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ ضمیر کا صحیح مرجع متعین نہ کرنے کے سبب سے ابوالعلاء معری کو کتا کہنے کا جملہ شریف مرتضیٰ کی طرف منسوب کردیا گیا ہے ورنہ حقیقتاً اس کا قائل وہ شخص ہے جس کو معری سے ٹھوکر لگی تھی۔

مولانا عبدالعزیز میمن کی تصریح کے مطابق معری کی بغداد سے بیزاری دوسرے واقعہ سے ہوئی اور یہ واقعہ اس کے قیام بغداد کے آخری زمانہ کا ہے، لکھتے ہیں:

اقول وھاتان حکایتان وقعتا	میرا کہنا ہے کہ یہ دونوں واقعات الگ
من اول مدۃ اقامۃ صاحبنا	الگ زمانہ کے ہیں ان میں ایک کا تعلق
وآخرھا ولا بد ان تکون الثانیۃ	معری کے قیام بغداد کے ابتدائی زمانہ
بعد وفاۃ ابی احمد وقد احسن	سے ہے اور دوسرا اس کے آخری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب المعاهد من افراز هما وصرح صاحب حیوة الحیوان ان القائل له من هذا الکلب هو ذلك الرجل الذی عثر به لا المرتضی وهذا التصریح یفید ما اوهمه ضمیر "قال" عند الآخرین وقد صدق من عد الضمائر من المبهمات (۱)

زمانہ سے تعلق رکھتا ہے اور یقیناً یہ سانحہ ابو احمد کی وفات کے بعد پیش آیا ہے، مصنف المعاہد نے ان دونوں کو الگ الگ بیان کر کے اچھی خدمت انجام دی ہے، اسی طرح حیاۃ الحیوان کے مصنف نے یہ صراحت کردی ہے کہ معری کو کتا کہہ کر مخاطب کرنے والا شخص وہی تھا جس کو ٹھوکر لگی تھی نہ کہ شریف مرتضٰی۔ اس وضاحت نے ان لوگوں کے گمان کی نفی کردی ہے جو غلطی سے قال کی ضمیر کا مرجع مرتضٰی کو سمجھ بیٹھے ہیں، سچ ہے کہ ضمیروں کی بابت جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ وہ مبہم ہوتی ہیں وہ بات درست ہے۔

ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے متنبی کے بارہ میں ابوالعلاء اور شریف مرتضٰی کی کشمکش کو محض ایک اتفاق سے تعبیر کیا ہے، اور یہ لکھا ہے کہ اس حادثہ کو معری کے بغداد سے واپس ہونے کا سبب بنتا تھا ورنہ دونوں میں متنبی کی موافقت یا مخالفت ایسی نہ تھی کہ اس قسم کا سانحہ پیش آجائے۔ مولانا عبدالعزیز میمن نے طٰہٰ حسین کے اس نقطہ نظر کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ:

وقال بعض اهل العصر ان ابا العلاء لم یختر ان یکون متعصبا للمتنبی وشدید اعلی المرتضیٰ

ایک معاصر (طٰہٰ حسین) کا یہ کہنا ہے کہ ابوالعلاء نے قصد وارادہ کے ساتھ متنبی کی حمایت ومدافعت نہیں کی اور نہ ہی شریف

(۱) ابوالعلاء وما الیہ ص ۱۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كما ان هذا لم يختر ان يكون متعصبا عليه الخ وكلا شقيه باطل فان المرتضى حاله فى تنقص المتنبى ممالا يجهله متأدب قرأ اماليه واما تعصب صاحبنا له فانه اشهر من نار على علم ومن البدر فى داجى الظلم۔ (۱)

مرتضٰی کو اس درجہ متنبّی سے وحشت تھی (بلکہ یہ ایک اتفاقی سانحہ تھا) حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں، مرتضٰی کو متنبّی سے کس درجہ نفرت تھی اس کا اندازہ وہ شخص بخوبی کرسکتا ہے جس نے اس کی امالی پڑھی ہو، اسی طرح معری کا متنبّی کا قدرداں ہونا پہاڑی کے چراغ اور شب ظلمت کے بدر کامل سے بھی زیادہ عیاں ہے۔

گوشت خوری سے پرہیز کا سبب

ابوالعلاء فطری طور پر نہایت ذہین اور حساس تھا، نیز بچپن میں بینائی سے محروم ہوجانے اور زندگی کے تلخ تجربات نے اس کی حساسیت کو اور بڑھاوادیا۔ چنانچہ اسی سبب سے بغداد سے واپسی کے بعد اس نے عزلت نشینی کی زندگی بسر کرنے کا ارادہ کیا مگر شاگردوں کے ہجوم کے سبب وہ گوتنہائی کی زندگی بسر نہیں کرسکا تاہم اس نے تمام دنیاوی علایق سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی اور دنیاوی عیش وتنعم کے سارے اسباب ووسائل بالکل ترک کردئے تھے۔ اس کے سوانح نگاروں کا یہ متفقہ بیان ہے کہ وہ گوشت کو مطلق ہاتھ نہ لگاتا تھا کچھ لوگوں کے خیال میں گوشت خوری سے معری کا پرہیز ہندو مذہب سے متاثر ہونے کا نتیجہ تھا، مگر مولانا عبدالعزیز میمن نے اس کی تردید کی ہے، اور ان لوگوں کے خیال کی تائید کی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ اس نے جذبہ رحم وشفقت یا زہد وتدین کی بنا پر اس کو ترک کررکھا تھا۔ اس موقف کی تائید ابوالعلاء معری کے ایک شاگرد کے مرثیہ کے اس

(۱) ابوالعلاء وماالیہ ص ۱۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعر سے ہوتی ہے:

ان کنت لم ترق الدماء زهادة   فقد ارقت اليوم من جفني دما

”اگرچہ آپ نے بربنائے زہد واتقاء کبھی خون نہیں بہایا، مگر آج میری پلکوں سے خون کے آنسو بہار ہے ہیں۔“

مولانا عبدالعزیز میمن کہتے ہیں:

انه قوله زهادة صريح في مذهبه وتلميذه اعرف به۔ (۱)

”زہادۃ“ کا اضافہ ابوالعلاء کے موقف کو واضح کر دیتا ہے اور اس کا شاگرد دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں اس کے بارہ میں زیادہ واقفیت رکھتا ہے۔

ابوالعلاء معری کے مذہبی خیالات

ابوالعلاء معری اپنے بعض مذہبی خیالات کی بنا پر اول روز سے موضوع بحث بنا ہوا ہے، مولانا عبدالعزیز میمن صاحب لکھتے ہیں:

مما لا يتطرقه ادنى ريب او اضعف شبهة ان الرجل شهر بالالحاو والزندقة وهو حي يرزق بعد(۲)

اس بات میں ذرہ برابر بھی شک وشبہ نہیں کہ اپنی زندگی ہی میں ابوالعلاء ملحد اور زندیق کی حیثیت سے مشہور ہو گیا تھا۔

ابوالعلاء کے الحاد وزندقہ کے درج ذیل اہم دلائل بیان کئے جاتے ہیں:

۱-اس نے معارضۂ قرآن میں ایک کتاب الفصول والغایات لکھی۔

۲-عقیدہ رسالت وقیامت کا منکر تھا۔

---

(۱) ابوالعلاء و ما الیہ ص ۱۸۴۔ (۲) ایضاً ص ۲۸۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳-ہندو مذہب سے متاثر تھا۔

۴-ازدواج اور افزائش نسل کو ناپسند کرتا تھا۔

مولانا عبدالعزیز میمن نے نہایت تفصیل کے ساتھ ابو العلاء کے مذہبی افکار پر بحث کی ہے اور اس ضمن میں متقدمین کی مخالف و موافق دونوں ہی رایوں کو نقل کر کے ان پر عالمانہ تبصرہ کیا ہے اور اخیر میں ''القول الفصل فی القضیۃ'' کے عنوان کے تحت اپنا معتدل اور متوازن موقف بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''ابو العلاء معری کے متضاد خیالات نے اس کے دین و مذہب کے بارہ میں علماء کو مختلف الخیال بنا دیا ہے اور ایک لحاظ سے کسی کو غلط بھی نہیں ٹھہرایا جا سکتا کیونکہ سب نے اپنا مستدل اس کے اشعار ہی کو بنایا ہے مگر ہم دقت و باریک بینی کے ساتھ اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیں گے۔''(۱)

اس کے بعد مولانا عبدالعزیز میمن نے نہایت ژرف نگاہی کے ساتھ اس کے مذہبی خیالات کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے بارہ میں اپنی یہ رائے دی ہے:

وهذا ظاهر انه كان في شبابه ممتريا ثم بقي طول كهولته مرددآ ثم صدق بالشرائع في مشيبه وهذا الصواب الذي لا محيد عنه لا ولي الالباب و روى ابن الوردي عن دفع المعرة عن شيخ المعرة انه وجد المعري في ديوان لزوم مالا يلزم متذبذبا

معری کے تمام اقوال کو جمع کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ دور شباب میں اس پر الحاد کی کیفیت طاری تھی مگر عمر کے ڈھلنے کے بعد وہ مذہبی افکار میں حیران و پریشاں دکھائی دیتا ہے، آخر کار بڑھاپے کی منزل میں اس نے شریعت اسلامیہ کی تصدیق کی اور یہی حق بات ہے جس کو ہر عقل مند شخص تسلیم کیے بغیر نہ رہے گا،

(۱) ابو العلاء وما الیہ ص ۲۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حائراً فی الدین لکن الکتب التی الفها بعد ذلك خصوصا ضوء السقط تصلح هذا الفساد وتوضح رجوعه الی الحق وصحة اعتقاده وضوء السقط خاتمة کتبه والاعمال بخواتمها.(۱)

ابن الوردی نے بھی یہ تصریح کی ہے کہ معری اپنے دیوان لزوم مالا یلزم میں مذہبی پریشان خیالی کا شکار نظر آتا ہے لیکن اس کے بعد کی اس کی جو کتابیں ہیں بالخصوص ضوء السقط، اس سے اس کی توبہ وانابت رجوع الی الحق اور صحت اعتقاد کا پتہ چلتا ہے، ضوء السقط اس کی سب سے آخری تصنیف ہے اور اعمال کا دارو مدار خاتمہ ہی پر ہے۔

ابوالعلاء وماالیہ کے بعض مباحث کی یہ مختصر سی جھلک تھی جس سے یہ بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عربی زبان کے عظیم فلسفی شاعر پر دار المصنفین نے کیسی گراں قدر خدمت انجام دی ہے، اس کتاب کا محض پہلا اڈیشن طبع ہوا، اس کے بعد اس کی اشاعت نہیں ہوسکی، ضرورت ہے کہ اس کتاب کو دوبارہ شائع کیا جائے البتہ اس کتاب میں رموز کی کثرت ہے جو قاری کو اکتا دیتی ہے اس لئے جدید اڈیشن میں رموز کے بہ جائے کتابوں کا پورا نام لکھنے کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔

---

(۱) ابوالعلاء وماالیہ ص ۳۰۰۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوان الفیض

للعلامۃ فیض الحسن السہار نفوری

دارالمصنّفین کے سلسلۂ مطبوعات میں امام الادب مولانا فیض الحسن سہارنپوری کا عربی دیوان ''دیوان الفیض'' شامل ہے۔جس کو دارالمصنّفین کی مجلس عاملہ کے صدر اول مولانا حمید الدین فراہیؒ نے ۱۹۱۵ء میں مطبع اختر حیدر آباد دکن میں طبع کرا کر سلسلۂ دارالمصنّفین میں داخل کیا تھا۔

مختصر حالات زندگی

مولانا فیض الحسن سہارنپوری ۱۲۳۲ھ/ ۱۸۱۶ء میں محلّہ ولایت شاہ سہارنپور کے ایک معزز علم دوست گھرانے میں پیدا ہوئے، لڑکپن کھیل کود اور کنکوے بازی میں گزرا، آغاز شباب میں پہلوانی کا شوق ہوگیا، چنانچہ ایک پہلوان استاذ معزالدین کے اکھاڑے میں ورزش کرنے لگے، غرض تیرہ چودہ برس کی عمر تک نہایت بے فکری کی زندگی بسر کی، مگر جب غفلت کے پردے آنکھوں سے ہٹ گئے تو تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے، دماغ تر و تازہ اور ذہن رسا تھا، ان کے والد خلیفہ علی بخش نے جو قرآن مجید کے حافظ اور عربی و فارسی ادبیات کے عالم تھے ان کو ابتدائی مروجہ کتابیں گھر ہی میں پڑھا دیں، اس کے بعد تحصیل علم کی ایسی رغبت ہوئی کہ مختلف اساتذہ سے اکتساب فیض کے باوجود علم کی پیاس کسی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجھتی نہ تھی۔ چنانچہ انیس بیس برس کی عمر میں فیض الحسن منطقی کے نام سے مشہور ہو گئے۔

اسی زمانہ میں محلہ شاہ ولایت کے ایک معزز گھرانے میں ان کی شادی ہوئی، مگر عروس علم وادب کا خیال اس قدر غالب رہا کہ گھربار چھوڑ کر دہلی گئے، اور وہاں کچھ عرصہ مفتی صدرالدین آزردہ صدرالصدور سے اکتساب فیض کرتے رہے، نیز اخوند شیر محمد ولایتی سے حدیث کی سند واجازت حاصل کی، بعدازاں امام المعقولات مولانا فضل حق خیرآبادی کی خدمت میں رام پور حاضر ہوئے اور ان سے معقولات، ادب اور فلسفہ کی کتابیں پڑھیں اور اسی زمانہ سے فیض الحسن ادیب کے نام سے مشہور ہوئے۔

رام پور کے قیام کے بعد دوبارہ پھر دہلی لوٹے اور وہیں بساط درس وتدریس بچھائی تاہم تحصیل علم کا سلسلہ بھی برقرار رہا، چنانچہ ایک ناخوشگوار واقعہ کی بنا پر حکیم امام الدین سے طب کی کتابیں پڑھیں نیز شاہ احمد سعید مجددی سے حدیث کے اسباق لئے۔

دوران تعلیم مفتی صدرالدین آزردہ کے درس میں مولانا فیض الحسن سہارن پوری اور سرسید خاں ہم سبق تھے، سرسید تکمیل تعلیم کے بعد مختلف سرکاری عہدوں پر فائز ہو کر دہلی سے باہر چلے گئے۔ مگر ۱۸۴۶ء میں جب وہ دہلی لوٹے تو انھوں نے بعض کتابوں کو ازسرنو غور وتوجہ سے پڑھنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ چند کتابیں مولوی نوازش علی مرحوم سے پڑھیں اور سبعہ معلقہ اور مقامات حریری کا درس اپنے ہم سبق مولانا فیض الحسن سہارن پوری سے لیا۔

۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد مولانا فیض الحسن سہارن پوری اپنے وطن سہارن پور چلے گئے اور وہاں مطب کا سلسلہ قائم کیا مگر ایک طبیب کی حیثیت سے ان کو خاص کامیابی حاصل نہ ہو سکی، ۱۸۶۱ء میں سرسید نے ان کو سائنٹفک سوسائٹی میں کام کرنے کی غرض سے غازیپور بلا لیا اور ترجمہ کی خدمت سپرد کی، سرسید جب غازی پور سے علی گڑھ منتقل ہوئے تو مولانا فیض الحسن سہارن پوری بھی ان کے ہمراہ علی گڑھ گئے اور تصنیف وتالیف میں ان کی معاونت کرتے رہے اور جب ڈاکٹر لائٹز کی سرپرستی میں اورینٹل کالج لاہور کے قیام کا فیصلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا تو اس میں عربی زبان وادب کے معلم کی حیثیت سے نامزد کیے گئے۔

۱۸۷۰ء میں مولانا فیض الحسن سہارن پوری بحیثیت صدر عربی وناظم ادارہ تحقیق وتصنیف اورینٹل کالج لاہور مقرر ہوئے اور سترہ برس تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

اورینٹل کالج لاہور میں مولانا فیض الحسن صاحب کی علمی صلاحیت وقابلیت کے جوہر پوری آب وتاب کے ساتھ کھلے اور یہیں سے ان کی علمی فتوحات اور درس وتدریس کی شہرت ہندوستان کے تمام علمی حلقوں میں پہنچی اور علم کے شائق دور دراز گوشوں سے کھینچ کر وہاں جانے لگے، علامہ شبلی نعمانی نے بھی لاہور کا سفر کیا اور چند ماہ کا عرصہ مولانا فیض الحسن صاحب کی صحبت میں گزار کر حماسہ کا درس لیا اور علامہ شبلی کی تحریک پر مولانا حمید الدین فراہی نے بھی لاہور جا کر ان سے کسب فیض کیا اور ان دونوں بزرگوں کو اپنے استاذ سے بے پناہ محبت تھی۔

اورینٹل کالج لاہور کے عربی رسالہ شفاء الصدور کی ادارت کے فرائض بھی مولانا فیض الحسن سہارنپوری کے سپرد تھے۔ اس رسالہ کے بیشتر مضامین مولانا فیض الحسن ہی کے قلم سے ہوتے تھے اور اس کے ذریعہ انھوں نے اپنے شاگردوں میں عربی تحریر وانشاء کا اعلیٰ مذاق پیدا کیا۔

۶ر فروری ۱۸۸۷ء/۱۳۰۴ھ کو اکہتر برس کی عمر میں لاہور میں انتقال کیا۔ مولانا کی وصیت کے مطابق ان کی لاش سہارنپور لے جائی گی اور اپنے آبائی قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔

مولانا فیض الحسن سہارنپوری کی وفات پر ساری علمی دنیا نے ماتم کیا۔ ان کے شاگرد رشید علامہ شبلی نعمانی کو جب ان کے انتقال کی اطلاع ملی تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اس وقت وہ علی گڑھ کالج میں طلبہ کو درس دے رہے تھے، انھوں نے اسی وقت درس بند کر دیا اور نہایت دلگداز مرثیہ لکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا فیض الحسن صاحب نے دو شادیاں کیں، پہلی بیوی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی مگر وہ کم سنی ہی میں انتقال کر گئی اور بیوی کا بھی جلد ہی انتقال ہو گیا۔ مولانا کی دوسری بیوی سے دو لڑکے رشید احمد اور سعید احمد اور تین لڑکیاں ہوئیں۔ مولانا کے خلف اکبر رشید احمد ایک مدت تک اورینٹل کالج لاہور کے استاد بھی رہے اور ان کے خانوادے کے کچھ لوگ اب بھی سہارنپور میں مقیم ہیں۔(۱)

شاعری

مولانا فیض الحسن سہارنپوری عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں کے باکمال ادیب اور شاعر تھے، بقول علامہ سید سلیمان ندوی۔

''مولانا اس پایہ کے ادیب تھے کہ خاک ہند نے صدیوں میں شاید ہی کوئی اتنا بڑا امام الادب پیدا کیا ہو۔(۲)

محمد عبداللہ قریشی ان کی اردو شاعری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''قیام دہلی کے دوران میں مولانا فیض الحسن کو شیفتہ، صہبائی، مومن، ذوق اور

(۱) افسوس کہ مولانا فیض الحسن سہارنپوری کی سوانح اور ان کی علمی خدمات کے تعارف پر کوئی مفصل کتاب ابھی تک طبع نہیں ہو سکی ہے، مولوی سعید اقبال قریشی استاد عربی اسلامیہ کالج لاہور نے مولانا پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا ہے مگر ابھی تک غالباً طبع نہیں ہو سکا ہے، مولوی عتیق الرحمٰن اصلاحی نے شعبۂ عربی لکھنؤ یونیورسٹی کے لئے ایم اے (اسپیشل) کا مقالہ بھی اس موضوع کے تحت لکھا ہے جو شائع ہو چکا ہے، راقم الحروف نے مولانا فیض الحسن سہارن پوری کے مختصر حالات زندگی درج ذیل دو مضامین کی روشنی میں تحریر کئے ہیں ۱۔ امام الادب مولانا فیض الحسن سہارن پوری کے حالات'' از محمد عبداللہ قریشی ماہنامہ المعارف لاہور ماہ جون و جولائی ۱۹۷۷ء ۲۔ ''مولانا فیض الحسن سہارن پوری۔ عربی زبان کے ادیب و شاعر'' از شیخ نذیر حسین مدیر اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور ماہنامہ معارف ستمبر ۱۹۹۰ء۔

(۲) حیات شبلی ص ۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غالب کی علمی وادبی صحبتوں سے مستفید ہونے کا موقع بھی ملا اور آپ نے صہبائی کی شاگردی اختیار کر کے شعر کہنے شروع کر دیے۔"(۱)

محمد عبداللہ قریشی کا یہ بھی کہنا ہے کہ "سخن فہمی اور نکتہ سنجی میں ان کا کوئی حریف نہ تھا، ان کے دم قدم سے پنجاب میں اردو کا باغ لہلہا رہا تھا، ان کی موجودگی سے انجمن پنجاب کے مشاعروں میں بڑی رونق ہوتی تھی۔ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ان میں شریک ہو کر دادِ سخن دیتے اور اردو کی آبیاری کرتے۔"(۲)

اردو شاعری کے ساتھ مولانا فیض الحسن کی فارسی شاعری بھی نہایت عمدہ تھی۔ بقول محمد عبداللہ قریشی:

"کلام کا رنگ وہی ہے جو ایرانی خوش گو کا ہوتا ہے، وہی بندش کی چستی، خیالات کی رنگینی، تراکیب کا تنوع، فقروں کا دروبست اور الفاظ کا ترنم تمام دیوان پر حاوی ہے، ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایسے خیالات ادا کرتے تھے جو واقعی ان کے دل میں موجزن ہوتے تھے۔"(۳)

مولانا فیض الحسن صاحب کا اردو کلام "گلزارِ فیض" کے نام سے اور فارسی دیوان "نسیم فیض" کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے، دیوان فارسی کو مولانا فیض الحسن کے فرزند مولوی رشید احمد نے ۱۹۰۳ء میں مطبع فیض عام لاہور سے چھپوایا ہے۔

شیخ نذیر حسین صاحب نے مولانا فیض الحسن کے اردو اور فارسی کلام کو قدیم طرز تحریر کا نمونہ قرار دیتے ہوئے اس کو جدت وندرت سے خالی بتایا ہے۔(۴) یقیناً مولانا فیض الحسن کی عربی شاعری کے مقابلہ میں ان کی اردو اور فارسی شاعری اس پایہ کی نہیں ہے، مگر اپنے مقام پر اس کا درجہ کسی حیثیت سے کم بھی نہیں ہے۔

---

(۱) مضمون المعارف لاہور۔ (۲) ایضاً۔ (۳) ایضاً۔ (۴) مضمون معارف ستمبر ۱۹۹۰ء ص ۲۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوان الفیض

مولانا فیض الحسن سہارن پوری کی عربی دانی اور اس زبان کے ادب وشاعری پر کامل عبور کی روشن مثال ان کا عربی مجموعہ کلام ہے جو دیوان الفیض کے نام سے مشہور ومتعارف ہے۔

شیخ نذیر حسین صاحب مولانا فیض الحسن صاحب کی عربی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''مولانا فیض الحسن کی ادبی شہرت کا ضامن ان کا عربی کلام ہے......ان کی شاعری کا موضوع حمد، نعت، مراثی اور مدح وغیرہ ہیں، مولانا نے ان قصائد میں شعرائے جاہلیت کا تتبع کیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک جاہلیت کی شاعری ہی عربی شاعری کی معراج ہے، ان قصائد میں سب سے پہلے محبوبہ کے فراق اور اس کی فرودگاہ کے شکستہ آثار کا ذکر ہے اور اس کے بعد تشبیب آتی ہے، مدحیہ قصائد نواب شاہ جہاں بیگم، نواب صدیق حسن خاں (بھوپال) اور نواب کلب علی خاں (رام پور) اور سلطان عبدالمجید خاں (ترکی) کے نام ہیں انھوں نے اپنی والدہ، مولوی احمد علی محدث سہارنپوری اور مولوی فضل حق خیر آبادی کے مرثیے بھی لکھے ہیں، ان قصائد سے مولانا کی حیرت انگیز قادر الکلامی اور عربی کے محاوروں اور ان کی ترکیبوں پر اہل زبان جیسی قدرت کا پتہ چلتا ہے۔(۱)

دیوان الفیض بیاسی صفحات پر مشتمل ہے، سطور ذیل میں چند منتخب اشعار پیش کیے جاتے ہیں، جن سے اندازہ ہوگا کہ مولانا کی شاعری پر متقدمین شعراء کا کس قدر گہرا اثر ہے، اور انھوں نے انھیں کے اسلوب ومنہج پر شاعری کی ہے۔

---

(۱) مضمون معارف ستمبر ۹۰ء ص ۲۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کعب بن زہیرؓ کا قصیدہ بردہ شہرت دوام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس قصیدہ کے آغاز میں جاہلی شاعری کے اسلوب کے مطابق تشبیب وغزل گوئی ہے پھر اصل موضوع کا ذکر ہے، اسی طرح مولانا فیض الحسن سہارن پوری کا درج ذیل قصیدہ مدحیہ جاہلی شاعری کی تمام خصوصیات سے مالا مال ہے، لکھتے ہیں:

بلیت ولم یکد یبلی شبابی ۔۔۔ فنیت ولم یزل عنی حبابی
احب نواعما و احید عما ۔۔۔ یراد فلا احید عن التصابی
الا عبهن ثم ابیت لیلی ۔۔۔ علی لهو بجاریة کعاب
اقبل ثم ارشف مستلذا ۔۔۔ وماشئی الذمن الرضاب

غرض اسی انداز کے سولہ ابتدائی اشعار کے بعد وہ اصل مضمون پر یوں آتے ہیں۔

فان لم یهدنی ربی ویرحم ۔۔۔ رسول الله یدرکنی عذابی
ایامن همه دفع البلایا ۔۔۔ ویامن دابه فك الرقاب
اغثنی انت غوث مستغاث ۔۔۔ وغثنی انت غیث ذوالضباب
الیك الملتجی وانت حرزی ۔۔۔ ملاذی معقلی کهفی مابی
اذا ماذر شرق منك یوما ۔۔۔ علی فینجلی عنه ضبابی
اومل منك مالا یرتجی من ۔۔۔ عباب البحر اوصوب السحاب (۱)

جاہلی شاعری کا ایک اہم وصف مرثیہ نگاری ہے اور اس صنف میں حضرت خنساءؓ کی شاعری منفرد اور ممتاز ہے۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری نے مرثیہ نگاری میں حضرت خنساءؓ کی شاعری کا تتبع کرنے کی کوشش کی ہے، اور عزیز دوست مولوی محمد قاسم مرحوم کا مرثیہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

(۱) دیوان الفیض ص ۲۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعی ناعیا حبی الکریم فاسمعا — نعیا یدق الحل منہ فصدعا
جواداً جلیداً لور متہ بجندل — یدا حادث لم تلفہ متصدعا
سمعنا فعدنا اذ سمعنا نعیہ — کمثل رماح لا تراھن شرعا
سمعت ولم اسمع نداء اولا صدی — وھل یسمعن من کان مثلی مفجعا
وکان معی دھرا ففرق بینھا — فصرنا کانا لم نبت لیلۃ معا
مضی باسقا من القول والفعل صادقا — اعز کریم النفس ندیا سمیدعا
لطیفا نظیفا مستعفا موقفا — نقیا تقیا عالما عاملا معا
اصم عن الفحشاء اعمی عن الخنا — وقد کان شھما اصمع القلب اروعا(۱)

مولانا فیض الحسن سہارن پوری کی ہجویہ شاعری بھی نہایت عمدہ ہے۔ دیوان الفیض میں ایک شہر کی ہجو میں اشعار نقل کئے گئے ہیں جہاں ان کا ایک مدت تک قیام تھا۔ غالب گمان یہ ہے کہ وہ شہر لاہور ہی ہوگا، شیخ نذیر حسین صاحب نے صراحت کی ہے کہ مولانا اہل لاہور سے کچھ ناخوش نظر آتے ہیں۔(۲) لکھتے ہیں:

لقد حللت علی بالی وبلیالی — ببلدۃ ما بھا عمی ولا خالی
ببلدۃ قد خلت عن کل مکرمۃ — وھل سمعتم بمصر فارغ خال
ببلدۃ ما بھا مجدو ماثرۃ — وما بھا کریم النفس مفضال
الا کلاب و ثیران و احمرۃ — ومن یماثلنا من دون امثال (۳)

مولانا فیض الحسن سہارن پوری نے مدحیہ شاعری میں نابغہ اور لبید کے نہج و اسلوب کا تتبع کرنے کی کوشش کی ہے۔ نواب کلب علی خاں کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سمعت صباح الیوم صوتا من الکدری — فھاج من التغرید مالم اکن ادری
فتمت علی فوری وغرات مطوبا — بکلب علی خاں الکریم علی قدری

---

(۱) دیوان الفیض ص ۳۹۔۴۰۔ (۲) معارف ستمبر ۱۹۹۰ء ص ۲۰۵۔ (۳) دیوان الفیض ص ۵۴۔۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواد یری جدواہ من خصف ارضہ | کما ان فیض المزن یعرف بالغدر
یجود اذا الاجواد ینسون جودھم | ویوفی اذا لموفون یرمون بالغدر
قدور لہ مرفوعۃ وھو لا یری | جفان لہ موضوعۃ وھو لا یدری
ابو الضیف یقری کل من ضافہ | بان یحکمہ فی المرق واللحم والقدر
فیوم الیتامی عندہ یوم عیدھم | ولیلۃ ضیف ضافہ لیلۃ القدر (۱)

مولانا فیض الحسن سہارن پوری نے رجز یہ شاعری بھی کی ہے اور قدماء کے اسلوب کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔ ایک مثال ملاحظہ ہو۔

انی امرء انمی الی قریش | حر کریم مکتف بعیش
اشرب من البانھا بالمیش | والبس الکریاس دون الخیش
ولیس لی خفۃ من طیش | حتی بنابی مرحلی بالجیش
ولم یعبنی عائب بالھیش | ورمی جیش ساکن بجیش (۲)

مذکورہ بالا چند مثالوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مولانا فیض الحسن سہارن پوری کا عربی کلام شعرائے متقدمین کے طرز پر ہے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ برصغیر ہندو پاک میں مقامات حریری اور دیوان متنبی ہی کو عربی ادب کی آخری منزل سمجھا جاتا تھا، یہ مولانا فیض الحسن سہارن پوری کا فیض ہے کہ انھوں نے معلقات سبعہ اور دیوان الحماسہ کا ذوق پیدا کر کے عربی ادباء و شعراء کے لئے ایک نئی فضا ہموار کی ہے۔ ضرورت ہے کہ دیوان الفیض کو از سر نو مرتب کر کے شائع کیا جائے اور اس کی ادبی و بلاغی خوبیوں کی وضاحت بھی کی جائے۔

(۱) دیوان الفیض ص ۲۲۔۲۳۔ (۲) ایضاً ص ۳۰۔

☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروس الادب

دروس الادب مولانا سلیمان ندوی کی تصنیف ہے یہ دو حصوں پر مشتمل عربی زبان کے مبتدی طلبہ کے لئے لکھی گئی ہے۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب سید صاحبؒ ستمبر ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں علم کلام اور عربی انشاء کے معلم مقرر ہوئے تو ان سے عربی کی دو ریڈریں لکھوائی گئیں، عربی زبان کے قدیم نصاب کو پڑھ کر طلبہ عربی سے تو واقف ہو جاتے تھے، مگر اس میں بات چیت کرنے اور اچھی عربی لکھنے سے قاصر رہتے تھے، دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اپنے نظام تعلیم میں عربی زبان کو بنیادی اہمیت دی اور اس پر بھی زور دیا کہ یہاں کے فارغ التحصیل طلبہ تحریر وتقریر دونوں میں اچھی صلاحیت پیدا کریں، سید صاحبؒ نے دروس الادب کے نام سے دو ریڈریں اسی مقصد کو سامنے رکھ کر لکھیں۔" (۱)

دروس الادب دارالمصنفین کے سلسلۂ مطبوعات میں داخل ہے اور برابر اس کی اشاعت ہوتی رہتی ہے، حال ہی میں دارالمصنفین نے اس کا ایک عمدہ ایڈیشن شائع کیا ہے۔ اس کے حصہ اول میں عربی زبان کے بنیادی قواعد، مرفوعات، منصوبات، مجرورات، نیز موصوف وصفت، وحدت، تثنیہ اور جمع، معطوف ومعطوف علیہ، اسماء موصولات، ضمائر اور

---

(۱) مولانا سید سلیمان ندوی کی تصانیف ایک مطالعہ ص ۴۳ دارالمصنفین ۱۹۸۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماء اشارہ وغیرہ کی مشق کرائی گئی ہے، اسی طرح عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کے لئے منتخب بامعنی جملے لکھے گئے ہیں اور حصہ دوم میں جملوں اور فقروں کے ذریعہ عربی زبان وادب پر گرفت اور قدرت حاصل کرنے کی مشق کرائی گئی ہے۔

اس کتاب کا ایک اہم وصف یہ ہے کہ مثالوں کے لئے جابجا قرآن مجید کی آیتیں اور بعض مختصر سورتیں بھی نقل کی گئی ہیں تاکہ عربی زبان وادب کے حصول کی مقصدیت طلبہ کی نگاؤں سے اوجھل نہ ہونے پائے۔

اس وقت عالم عرب میں دروس الادب کے طرز کی بہت سی ریڈریں لکھی گئی ہیں، خود ہندوستان میں لکھی گئی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی القراءۃ الراشدہ بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے، اور بالعموم مدارس عربیہ میں یہی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ مگر یہ کہنا شاید بیجا نہ ہوگا کہ مبتدی طلبہ کیلئے دروس الادب بے بدل ہے، کیونکہ اس میں نحوی وصرفی قواعد کو خاص طور پر مدنظر رکھا گیا ہے، جب کہ دوسری کتابیں عربی کی روانی پر زور دیتی ہیں۔

البتہ دروس الادب کے ہر سبق کے اخیر میں اگر مشقوں کا اضافہ بھی کردیا جائے تو اس کی افادیت اور بڑھ جائے گی۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ثالث

دار المصنّفین کی کتابوں کے عربی ترجمے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرسالة المحمدية

دارالمصنفین کی یہ عربی کتاب درحقیقت مولانا سید سلیمان ندوی کی کی مایہ ناز کتاب ''خطباتِ مدراس'' کا عربی ترجمہ ہے جوان آٹھ خطبات کا مجموعہ ہے جس کو مولانا سید سلیمان ندوی نے اسلامی تعلیمی انجمن مدراس کی فرمائش اوراس کے سرپرست سیٹھ محمد جمال کی دعوت پراکتوبراورنومبر۱۹۲۵ء میں دیے،مولانا سید سلیمان ندوی نے اس سفر میں تقریباً سواماہ کا عرصہ مدراس میں گذارا۔انھوں نے اپنے قیام کے دوران اس بات کو محسوس کیا کہ احاطۂ مدراس میں عیسائیت کو فروغ ہورہا ہے چنانچہ ان خطبات میں زمانہ ماحول اور سامعین کے معیار کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا ہے۔

یہ خطبات دشمنان اسلام کے اعتراضات کا نہ صرف یہ کہ مدلل جواب ہیں بلکہ ان کے ذریعہ اہل علم کو دعوتِ فکر بھی دی گئی ہے۔یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ان خطبات کے سامعین صرف مسلمان ہی نہ تھے بلکہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد بھی تھے۔

موقع ومحل اورسامعین کے لحاظ سے مولانا سید سلیمان ندوی نے ان خطبات کی ترتیب وتنظیم نہایت دانشورانہ انداز میں کی ہے چنانچہ پہلا خطبہ ایک متفق علیہ نظریہ کے تحت دیا کہ انسانیت کی تکمیل انبیاءکرام کی سیرتوں سے ہوسکتی ہے پھر دوسرے خطبہ میں یہ حقیقت بیان کی کہ عالمگیر اوردائمی نمونہ عمل صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالترتیب چار خطبات میں اس کے دلائل بیان کیے۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور آپ کی سیرت تاریخی لحاظ سے مستند ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ کی شخصیت مکمل ہے، تیسرے یہ کہ جامع ہے اور چوتھے آپ کے قول اور فعل میں مطابقت ہے ساتویں خطبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی تفصیل اور اسلام کی افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ حقیقت ثابت کی گئی ہے کہ تمام انبیائے کرامؑ نبی آخر الزماںؐ کے منتظر اور آپؐ کے پیغام کے مؤید تھے۔ آٹھواں یعنی آخری خطبہ فلسفۂ اسلام کی وضاحت اور ایمان و عمل کے تلازم پر مشتمل ہے اور یہی در حقیقت روح اسلام ہے۔

ان خطبات کا اہم وصف یہ ہے کہ اس میں تمام دلائل کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا گیا ہے کوئی ثبوت یا دلیل محض اعتقادی نوعیت کی نہیں پیش کی گئی ہے، خالص منطقی اور فلسفیانہ انداز فکر اختیار کر کے سامعین کے لئے قدر مشترک فراہم کی گئی ہے اور بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو دوٹوک انداز میں تسلیم کرا کر اسلام کی دعوت پیش کی گئی ہے، یہی سبب ہے کہ یہ خطبات ہر حلقہ میں مقبول ہوئے مولانا سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ:

> ''ان خطبوں کے خلاصے وہاں (مدراس) کے روزانہ انگریزی اخبارات ہندو اور ڈیلی اکسپریس میں برابر نکلتے رہے اور دلچسپی سے سنے اور پڑھے گئے''۔(۱)

خطبات مدراس کا مجموعہ ۱۹۲۵ء میں ہی دار المصنفین سے شائع ہوا اور اس وقت سے آج تک برابر اس کی اشاعت اور فروخت ہو رہی ہے اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہوا، مولانا سید سلیمان ندوی کی یہ آرزو تھی کہ اس کو عربی میں بھی منتقل کیا جائے، چنانچہ ان کی حیات کے اخیر دنوں میں ان کے شاگرد رشید مولانا محمد ناظم ندوی صاحب نے ان خطبات کو

---

(۱) شذرات سلیمانی حصہ دوم ص ۳۹۔ (شذرات، ماہ نومبر ۱۹۲۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی کا جامہ پہنایا اور ۱۹۵۳ء میں جس سال سید صاحب کا انتقال ہوا، یہ ترجمہ مصر سے شائع ہوا۔ اس کے کافی عرصہ کے بعد ۱۹۸۲ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن دارالمصنفین سے شائع ہوا۔

الرسالة المحمدية کے آغاز میں مولانا مسعود عالم ندویؒ کا ایک مفصل مضمون بھی شامل اشاعت ہے جو سید صاحب کی وفات کے بعد ان کے حالات اور علمی کمالات پر لکھا گیا تھا۔ الرسالۃ المحمدیہ کا مقدمہ خود مولانا سید سلیمان ندوی کے قلم سے ہے جس میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ یہ ترجمہ ان کے ایماء وخواہش پر کیا گیا ہے۔(۱)

الرسالة المحمدية میں خطبات کا طریقۂ بیان اور خطیبانہ جوش پوری طرح عیاں نظر آتا ہے، محض دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے یہ انداز ہو سکے گا کہ اردو زبان میں دیے گئے ان خطبات کو مولانا محمد ناظم صاحب نے کس قدر خوبصورت اسلوب بیان میں ادا کیا ہے۔

انسانیت کی تکمیل کا موضوع

مولانا سید سلیمان ندوی نے اپنے پہلے خطبہ میں یہ ثابت کیا ہے کہ انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرتوں سے ہو سکتی ہے چنانچہ اس کو وہ پر جوش خطیبانہ انداز بیان میں یوں ادا کرتے ہیں:

"تاریخ کی دنیا میں ہزاروں لاکھوں اشخاص نمایاں ہیں جنھوں نے آنے والوں کے لئے اپنی زندگیاں نمونے کے طور پر پیش کی ہیں، ایک طرف شاہان عالم کے باشان وشکوہ دربار ہیں، ایک طرف سپہ سالاروں کے جنگی پرے ہیں، ایک طرف حکماء اور فلاسفروں کا متین گروہ ہے، ایک طرف فاتحین عالم کی پر جلال صفیں ہیں، ایک طرف شعراء کی بزم رنگین ہے، ایک طرف

(۱) الرسالۃ المحمدیہ مقدمہ ص ۱۳ طبع ثانی دارالمصنفین اعظم گڈھ۔ ۱۹۸۲ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت مندوں اور خزانوں کے مالکوں کی نرم گدیاں اور کھنکھناتی تجوریاں، ان میں سے ہر ایک کی زندگی آدمؑ کے بیٹوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے، کارتھیج کا ہنی بال، مقدونیہ کا سکندر، روم کا سیزر، ایران کا دارا، یورپ کا نپولین، ہر ایک کی زندگی ایک کشش رکھتی ہے، سقراط، افلاطون، ارسطو، دیو جانیس اور یونان کے دوسرے مشہور فلسفیوں سے لے کر اسپنسر تک تمام حکماء اور فلاسفروں کی زندگیوں میں ایک خاص رنگ نمایاں ہے، نمرود وفرعون، ابوجہل، ابولہب کی دوسری شخصیتیں ہیں، قارون کی ایک الگ زندگی ہے، غرض دنیا کے اسٹیج پر ہزاروں قسم کی زندگیوں کے نمونے ہیں جو بنی آدمؑ کی عملی زندگی کے لئے سامنے ہیں لیکن بتاؤ کہ ان مختلف اصناف انسانی میں سے کس کی زندگی نوع انسانی کی سعادت، فلاح اور ہدایت کی ضامن اور کفیل اور اس کے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہے۔" (۱)

مولانا محمد ناظم صاحب نے اس خطیبانہ عبارت کو جو عربی قالب دیا ہے وہ ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:

لقد مضى في سالف الايام كثير من العظماء دعوا الناس الى ان يقودوا باخلاقهم واعمالهم منهم ملوك جبابرة عاشوا في قصورهم الشامخة بين ندمائهم وجلسائهم وملأ وا القلوب مهابة وجلالة ومنهم قادة جيوش عاشوا بين ضباطهم و جنودهم يرهبون الناس ويخيفونهم بشدة بأسهم وضخامة اجسامهم ورأوا هند امهم ومنهم حكماء وفلاسفة كانوا اذا انطقوا ابانوا واذا خطبوا ابدعوا ونشروا من درر الحكمة ماشاء ت بلاغتهم وطلاقة السنتهم فملكوا القلوب و

(۱) خطبات مدراس ص ۱۰۔۱۱ دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۹۸۶ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بهروا النفوس وترى بجانب هولاء طائفة الشعراء من اذا انشدوا اطربوا واذا رتلت اناشيدهم غلبوا السامعين على اهوائهم ولعبوا بالقلوب كيف شاء وا وقد خلاكثير من الفاتحين الذين دوخوا البلاد واستولوا على الممالیك كما مر فى مواكب التاريخ كثير المثرين والاغنياء الذين كانت اقدامهم تطأ البسط الناعمة والزرابى الو ثيرة ويمشون على الحرير الفاخر والاستبرق الزاهر اكتنزوا القناطير المقنطرة من الذهب والفضة واسترعوا انظار بنى آدم بما كانوا فيه من ترف وعظمة واسعة وقد كان هببغلا القرطاجنى والا سكندر المقدونى وقيصر الروم ودارا الفارسى ونابليون الفرنسى يملأ كل منهم عيون بنى آدم بعظمته واحداث حياته ومختلف اعماله و كذلك نجد سقراط وافلاطون وديو جنس وغيرهم من حكماء اليونان وغير اليونان قبل سننسرواحزابه تجتذب سيرتهم النفوس وتروق القلوب وان اختلفت مظاهر عظمتهم من مظاهر عظمة الآ خرين فمن ذكرت اسمائم قبل فهل ترى فى حياة هولاء واولئك ما يضمن فلاح بنى آدم؟ ومن منهم تودى سيرته ودعوته الى صلاح الانسانية وسعادتها؟ (۱)

رسول اللہ ﷺ کی جامعیت

مولانا سید سلیمان ندوی نے آئیڈیل لائف یعنی نمونہ تقلید شخصیت کے جو اوصاف ذکر کیے ہیں ان میں ایک اہم وصف جامعیت کا ہے اس وصف کے بیان میں سید صاحب نے ادب عالیہ کے شہ پارے بکھیرے ہیں۔ لکھتے ہیں:

(۱) الرسالۃ المحمدیہ ص ۲۴۔۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے، اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ، اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ احد سے عبرت حاصل کرو، اگر تم استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم قدس کو دیکھو، اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی و بیکسی کے عالم میں حق کے منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے، اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو، اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جدوجہد کا نظم ونسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم ونسق کو دیکھو، اگر یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو، اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے بچے کو دیکھو، اگر تم جوان ہو تو مکہ کے چرواہے کی سیرت پڑھو، اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصریٰ کے کاروان سالار کی مثالیں ڈھونڈو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو، جو حجر اسود کو کعبے کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے۔ مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب برابر تھے۔ اگر تم بیویوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شوہر ہوتو خدیجہؓ وعائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولا دوالے ہوتو فاطمہ کے باپ اور حسنؓ وحسینؓ کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو، تمہاری زندگی کے لئے نمونہ تمہاری سیرت کی درستگی واصلاح کے لئے تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت کبری کے خزانہ میں ہر وقت اور ہر دم مل سکتا ہے۔(۱)

مولانا محمد ناظم ندوی نے اردو ادب عالیہ کے اس شہ پارہ کا جو کہ سیرت نبوی کے تمام جزوی وتفصیلی واقعات پر محیط ہے، نہایت عمدہ عربی قالب دیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"فانه هوالذی مثلت حياته اعمالاً كثيرة متنوعة بحيث تكون فيها الاسوة الصالحة والمنهج الاعلى للحياة الانسانية فی جميع اطوار هالانها جمعت بين الاخلاق العالية والعادات الحسنة والعواطف النبيلة المعتد والنوازع العظيمة القويمة اذاكنت غنيا مثريا فاقتد بالرسول ﷺ عند ماكان تاجرا يسير بسلعه بين الحجاز والشام وحين ملك خزائن البحرين وان كنت فقيرا معد ما فلتكن لك اسوة به وهو محصور فی شعب ابی طالب وحين قدم الی المدينة مهاجرا اليها من وطنه وهو لا يحمل من حطام الدنيا شيئاً، وان كنت ملكا فاقتد بسننه واعماله حين ملك امرالعرب وغلب علی آفاقهم ودان لطاعته عظمائهم وذواحلامهم، وان كنت رعية ضعيفا فلك فی رسول الله اسوة حسنة ايام كان محكوما بمكة فی نظام المشركين وان كنت فاتحا غالبا فلك من حياته نصيب ايام ظفره بعدوه فی بدرو حنين ومكة ، وان كنت منهزما. لا قدرالله ذالك. فاعتبربه يوم احد وهو بين

(۱) خطبات مدراس ص ۹۶-۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحابه القتلى و رفقائه المثخنين بالجراح وان كنت معلما فانظر اليه وهو يعلم اصحابه فى صفة المسجد وان كنت تلميذا متعلماً فتصور مقعده بين يدى الروح الامين جاثيا مستسر شدا وان كنت واعظا ناصحا ومرشدا امينا فاستمع اليه وهو يعظ الناس على اعواد المسجد النبوى، وان اردت ان تقيم الحق وتصدع بالمعروف وانت لاناصرلك ولا معين فانظر اليه وهو ضعيف بمكة لا ناصر ينصره ولا معين يعينه ومع ذلك فهو يدعو الى الحق ويعلن به وان هز مت عدوك وخضدت شوكته وقهرت عناده فظهر الحق على يدك وزهق الباطن واستتب لك الامر فانظر الى النبى ﷺ يوم دخل مكة وفتحها وان اردت ان تصلح امورك وتقوم على ضياعك فانظر اليه ﷺ وقد ملك ضياع بنى النضير وخيبر وفدك كيف دبر امورها واصلح شئونها وفوضها الى من احسن القيام عليها وان كنت يتيما فانظر الى فلذة كبد آمنة وزوجها عبدالله وقد توفيا وابنهما صغير رضيع ، وان كنت صغير السن فانظر الى ذلك الوليد العظيم حين ارضعته مرضعته الحنون حليمة السعدية وان كنت شابا ناشئاً فاقرأ سير راعى مكة وان كنت تاجرا مسافرا بالبضائع فلا حظ شئون سيد القافلة التى قصدت بصرى، وان كنت قاضيا او حكما فانظر الى الحكم الذى قصد الكعبة قبل بزوغ الشمس ليضع الحجر الاسود فى محله، وقد كاد رؤساء مكة يقتتلون ثم ارجع البصر اليه مرة اخرى وهو فى بناء مسجد المدينة يقضى بين الناس بالعدل يستوى عنده منهم الفقير المعدم والغنى المثرى وان كنت زوجا فاقرأ السيرة الطاهرة والحياة النزيهة لزوج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خديجة وعائشة ، وان كنت ابا اولاد فتعلم ما كان عليه والد فاطمة الزهراء وجد الحسن والحسين وايامن كنت وفى اى شأن كان شأنك فانك مهما اصبحت او امسيت وعلى اى حال بت او اضحيت فلك فى حياة محمد ﷺ هداية حسنة وقدوة صالحة تضئى لك بنورها ديا فى الحياة وينجلى لك بضوئها ظلام العيش فتصلح ما اضطرب من امورك وتثقف بهديه او دك وتقوم بسنته عوجك وان المسيرة الطيبة الجامعة لشتى الامور هى ملاك الاخلاق وجماع التعاليم لشعوب الارض وللناس كافة فى اطوار الحياة كلها واحوال الناس على اختلافها وتنوعها فالسيرة المحمدية نور للمستنير وهديها نبراس للمستهدى وارشادها ملجأ لكل مسترشد۔ (۱)

الرسالة المحمدية کے مذکورہ بالا اقتباسات سے یہ بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عربی زبان میں سیرت طیبہ کا یہ مجموعہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے اس میں خطیبانہ جوش اور منطقیانہ استدلال دونوں کی آمیزش ہے، جس نے عربی کے قارئین کو ایک نئی شاہراہ دکھائی ہے۔

(۱) الرسالۃ المحمدیہ ص ۱۳۵۔۱۳۶۔۱۳۷۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السیرۃ النبویۃ

دارالمصنفین کی شہرۂ آفاق تصنیف ''سیرۃ النبی'' محتاجِ تعارف نہیں ہے، اس کتاب کے ابتدائی دو اجزاء جو اصل سیرت کے موضوع پر ہیں علامہ شبلی نعمانیؒ کے قلم سے ہیں بقیہ پانچ جلدوں میں ان کے شاگرد رشید مولانا سید سلیمان ندویؒ نے منصبِ نبوت کی دلنشین تشریح وتوضیح کی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سیرۃ النبیؐ متعدد انفرادی خصوصیات کی بناپر سیرت کے پورے خیرۂ کتب میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے، اور اسی اہمیت کی بنا پر دنیا کی مختلف زبانوں میں اور ہندوستان کی مختلف علاقائی زبانوں میں اس کتاب کے ترجمے ہوئے، مولانا سید سلیمان ندوی اس بات کے بھی آرزومند تھے کہ اس کتاب کو عربی میں منتقل کیا جائے، اور اس کے لئے وہ مصر کا سفر کرنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے تاکہ وہاں کچھ دنوں مقیم رہ کر عربی ترجمہ کی ترتیب واشاعت کی نگرانی کرسکیں۔(١)

۱۹۳۳ء میں مولانا سید سلیمان ندوی کو اپنی یہ آرزو پوری ہوتی نظر آئی، چنانچہ انھوں نے دسمبر ۱۹۳۳ء کے شذراتِ معارف کے ذریعہ قارئین کو یہ خوش خبری سنائی کہ مصر کے چند ادباء نے اس کام کے لئے آمادگی ظاہر کی ہے۔(٢) مگران ادباء نے کس حد تک اس کام کو انجام دیا اس سے معارف کے صفحات خاموش ہیں البتہ دارالعلوم ندوۃ العلماء

(١) ابو العلاء وما اليه، عبدالعزيز الميمنى، مقدمة ص ٥، المطبعة السلفية، قاهره ١٣٤٤ھ۔ (٢) شذرات سلیمانی حصہ سوم ص ٣٨ (شذرات ماہ دسمبر ۱۹۳۳ء) دارالمصنفین ۱۹۹۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک ہندی نژاد فاضل مولانا محمد اسماعیل مدراسی مرحوم نے اپنے قیام مصر کے دوران اس مہم کو سر کرنے کا آغاز کیا، پھر وہ الجزائر منتقل ہو گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا اس لئے اہل علم کو یہ بے خبری رہی کہ سیرۃ النبیؐ کے عربی ترجمہ کا کام کس حد تک ہوا ہے اور اس کا مسودہ کہاں اور کس حال میں ہے۔

خوش قسمتی سے مولانا محمد اسماعیل مدراسی مرحوم کے علمی متروکات الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ کے حصہ میں آئے، جن میں سیرۃ النبیؐ کے عربی ترجمہ کا مسودہ بھی تھا، اور یہ مسودہ اب بھی جامعہ اسلامیہ کے کتب خانہ میں قسم المخطوطات کے ذیل میں موجود ہے۔

محترم ڈاکٹر محمد اجمل ایوب اصلاحی لائق شکر ہیں کہ انھوں نے اس مسودہ کی شناخت کی اور اس کی فوٹو کاپی حاصل کی، اور ۱۹۸۵ء میں دار المصنفین کے سابق ناظم سید صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو انھوں نے حق بحق دار رسید کے مطابق یہ فوٹو کاپی ان کے حوالہ کر دی مگر افسوس کہ پندرہ برس کے قریب کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی اس مسودہ کی طباعت ابھی تک نہیں ہو سکی ہے۔

سیرۃ النبیؐ کا یہ عربی ترجمہ صرف کتاب کی پہلی جلد کا ہے جو نہایت اہم مباحث پر مشتمل ہے، اس مسودہ کی عدم طباعت کی الم ناک داستان بیان کرنے سے قبل نامناسب نہ ہوگا کہ سیرۃ لنبیؐ حصہ اول کے چند خصائص ذکر کر دئے جائیں تاکہ اس کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔

خصوصیات سیرت: پہلی خصوصیت

سیرۃ النبیؐ کی سب سے بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محض ایک سادہ سوانح عمری نہیں ہے، بلکہ اس میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی تفصیل بیان کر کے دراصل اسلام کی تعلیمات وحقائق کو جدید علم کلام کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ مولانا شبلی کے اصول ونظریہ کے مطابق فن سیرت وسوانح خالص شخصی واقعات اور حالات کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کے دائرہ کار میں اس شخصیت کے جلو میں رونما ہونے والے واقعات اوران کے اسباب وعلل کو بھی شامل کرتے ہیں اور یہی خصوصیت ان کے اور دوسرے سیرت نگاروں کے درمیان حد فاصل کا درجہ رکھتی ہے۔ مولانا شبلی اس نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علوم وفنون کی صف میں سیرت (بائیوگرافی) کا ایک خاص درجہ ہے، حالات زندگی بھی حقیقت شناسی اور عبرت پذیری کے لئے دلیل راہ ہیں چھوٹے سے چھوٹا انسان بھی کیسی عجیب خواہش رکھتا ہے کیا کیا منصوبے باندھتا ہے اپنے چھوٹے سے دائرۂ عمل میں کس طرح آگے بڑھتا ہے کیوں کر ترقی کے زینوں پر چڑھتا ہے کہاں کہاں ٹھوکریں کھاتا ہے کیا کیا مزاحمتیں اٹھاتا ہے تھک کر بیٹھ جاتا ہے ستاتا ہے اور پھر آگے بڑھتا ہے غرض سعی وعمل جد وجہد، ہمت وغیرت کی عجیب وغریب نیرنگیاں سکندر اعظم کے کارنامہ زندگی میں موجود ہیں بعینہ یہی منظر ایک غریب مزدور کے عرصۂ حیات میں بھی نظر آتا ہے اس بناپر سیر وسوانح کا فن عبرت پذیری اور نتیجہ رسی کی غرض سے درکار ہے تو شخص کا سوال نظر انداز ہو جاتا ہے اصل چیز یہ ہے کہ حالات وواقعات جو ہاتھ آتے ہیں وہ کس استقصاء وتفصیل کے ساتھ ہاتھ آتے ہیں تاکہ مراحلِ زندگی کی تمام راہیں اور ان کے پیچ وخم ایک ایک کر کے نظر کے سامنے آجائیں لیکن اگر خوش قسمتی سے فرد کامل اور استقصائے واقعات دونوں باتیں جمع ہو جائیں تو اس سے بڑھ کر اس فن کی کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔''(۱)

حاصل یہ کہ سیرۃ النبی کی حیثیت مولانا شبلی کی نظر میں محض ایک ایسی کتاب کی نہ تھی جو واقعہ نگاری پر مشتمل ہو بلکہ یہ وقت کے علم کلام کی ایک ضرورت تھی اور اس کے ذریعہ

(۱) سیرۃ النبیؐ ج۱، مقدمہ ص ۴۔ طبع جدید دار المصنفین ۱۹۹۶ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمۂ اسلام کے دوسرے جزء محمد رسول اللہ کی مکمل تفسیر وتشریح مقصود تھی۔

اسی ضمن میں مولانا شبلی نے یورپ کے سیرت نگاروں کی تحریروں کا تنقیدی وتحقیقی جائزہ بھی لیا ہے، جنھوں نے علم وتحقیق اور معروضیت کے نام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کو متہم ومجروح کرنے کی مہم چلا رکھی تھی اور جن کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں سے مسلمانوں کا بھی ایک بڑا طبقہ متاثر اور مرعوب ہو رہا تھا۔

دوسری خصوصیت

سیرۃ النبیؐ کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب میں فن سیرت کی بنیادی کتابوں اور ان کی روایتوں کی تنقیح اور راویوں کی جرح وتعدیل کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، چونکہ محدثین سیرت ومغازی کو علم حدیث سے الگ تصور کرتے ہیں اس لئے سیرت کی روایتوں میں علم حدیث کی کتابوں کی طرح شدت احتیاط کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے اور یہی سبب ہے کہ فن سیرت میں ہر قسم کی روایتیں شامل ہوگئی ہیں اور علم حدیث کے مستند مجموعوں کی طرح سیرت کے ذخیرۂ کتب میں کوئی مستند مجموعہ نہیں پایا جاتا ہے، مولانا شبلی کو اس کا شدت سے احساس تھا چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> ''جس طرح امام بخاری ومسلم نے یہ التزام کیا ہے کہ کوئی ضعیف حدیث بھی اپنی کتاب میں درج نہ کریں گے اس طرح سیرت کی تصانیف میں کسی نے یہ التزام نہیں کیا ہے۔ آج بیسیوں کتابیں قدماء سے لے کر متاخرین تک موجود ہیں مثلاً سیرت ابن ہشام، سیرت ابن سید الناس، سیرت دمیاطی،، حلبی، مواہب لدنیہ کسی میں یہ التزام نہیں ہے۔''(۱)

سیرۃ النبیؐ کو یہ اولیت حاصل ہے کہ اس کی تالیف کے دوران مولانا شبلی نے کتب سیرت کی روایتوں کی تحقیق وتفتیش کے لئے علم حدیث کے طرز پر تنقید وتحقیق کا معیار

(۱) سیرۃ النبیؐ ج ا ص ۷ حاشیہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم کیا اور اس کے لئے انھوں نے سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد اور تاریخ طبری کے سیکڑوں نام کا انتخاب کر کے اسماء الرجال کی کتابوں سے ان کی جرح وتعدیل کا نقشہ تیار کیا، تا کہ جس روایت کی تحقیق مقصود ہو بہ آسانی کی جا سکے، اور روایت سیرت کے اخذ وقبول کے لئے درج ذیل اصول متعین کئے۔

۱- واقعات سیرت محتاج تنقیح ہیں اور ان کے روایات اور اسناد کی تنقیح لازم ہے۔

۲- سیرت کے واقعات میں سلسلہ علت ومعلول کی تلاش نہایت ضروری ہے۔(۱)

۳- سیرت کی روایتیں زیادہ تر جن لوگوں سے مروی ہیں مثلاً، سیف، سری، ابن سلمہ، ابن نجیح عموماً ضعیف الروایہ ہیں اس لئے عام اور معمولی واقعات میں ان کی شہادت کافی ہو سکتی ہے، لیکن وہ واقعات جن پر مہتم بالشان مسائل کی بنیاد قائم ہے ان کے لئے یہ سرمایہ بیکار ہے۔"(۲)

تیسری خصوصیت

عام طور پر سیرت کی کتابوں میں قرآن مجید یا کتب احادیث کو حالات وواقعات کا ماخذ قرار دینے کا التزام نہیں پایا جاتا ہے، جب کہ سیرۃ النبیؐ میں ان کو سیرت کا بنیادی اور اولین ماخذ قرار دیا گیا ہے، مولانا شبلی نے صحابہ کرامؓ، تابعین اور محدثین کے اقوال کی روشنی میں سیرت نگاری کا یہ زریں اصول مقرر کیا کہ:

"سب سے پہلے واقعہ کی تلاش قرآن مجید میں پھر احادیث صحیحہ میں پھر عام احادیث میں کرنی چاہئے اگر نہ ملے تو روایات سیرت کی طرف توجہ کی جائے"۔(۳)

فن سیرت کی یہ بد قسمتی رہی ہے کہ ابتداء سے ارباب سیر اور محدثین دو مقابل گروہ سمجھے گئے، اس لئے ایسے واقعات میں جہاں دونوں کے بیانات علاحدہ ہوتے ہیں سیرت نگار احادیث کی صحیح اور مستند روایتوں کو محض اس بنا پر نظر انداز کر دیتے ہیں کہ یہ روایت

---

(۱) سیرۃ النبیؐ ج ا مقدمہ ص ۵۴، ۵۵۔ (۲) ایضاً ص ۶۳۔ (۳) ایضاً ص ۵۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام ارباب سیر کے خلاف ہے، مولانا شبلی نے اس غیر مناسب طریقۂ کار پر نکیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''جو واقعات بخاری و مسلم وغیرہ میں مذکورہ ہیں ان کے مقابلہ میں سیرت یا تاریخ کی روایت کی کوئی ضرورت نہیں''۔(۱)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کتب احادیث سے واقعات کی تلاش و تحقیق نہایت دقت طلب اور صبر آزما کام ہے، مگر مولانا شبلی نے واقعات کا ایک بڑا ذخیرہ اس سے فراہم کرنے میں کامیابی حاصل کی اور سیرت نگاروں کو اسی نہج پر گامزن ہونے کی دعوت دی وہ لکھتے ہیں:

''ارباب سیر سے ایک بڑی غلطی یہ ہوئی کہ وہ واقعات کو کتب حدیث میں ان موقعوں پر ڈھونڈتے ہیں جہاں عنوان اور مضمون کے لحاظ سے اس کو درج ہونا چاہئے اور جب ان کو ان موقعوں پر کوئی روایت نہیں ملتی تو کم درجہ کی روایتوں کو لے لیتے ہیں، لیکن کتب حدیث میں ہر قسم کے نہایت تفصیلی واقعات ضمنی موقعوں پر روایت میں آجاتے ہیں، اس لئے اگر عام استقراء اور تفحص سے کام لیا جائے تو اہم واقعات میں خود صحاح ستہ کی روایتیں مل جاتی ہیں، ہماری اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہی ہے کہ اکثر تفصیلی واقعات ہم نے حدیث ہی کی کتابوں سے ڈھونڈ کر مہیا کئے جو اہل سیر کی نظر سے بالکل اوجھل رہ گئے تھے۔''(۲)

سیرۃ النبی کو مذکورہ بالا خصوصیات کی بنا پر کتب سیرت میں ممتاز اور منفرد مقام حاصل ہے۔ اور اہل علم کا یہ متفقہ اعتراف ہے کہ نہ صرف اردو بلکہ دنیا کی کسی زبان میں شاید ہی اس پایہ کی کتاب لکھی گئی ہو، اس بناپر اس کتاب کے عربی ترجمہ کی اشاعت کس قدر اہم اور ضروری کام ہے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(۱) سیرۃ النبیؐ ج ۱ مقدمہ ص ۶۵۔ (۲) ایضاً۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی ترجمہ کی افسوس ناک داستان

پہلے یہ ذکر آچکا ہے کہ ۱۹۸۵ء میں سیرۃ النبیؐ حصہ اول کے عربی ترجمہ کی فوٹو کاپی دارالمصنفین کے سربراہ سید صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم کو موصول ہوگئی تھی، اتفاق سے جنوری ۱۹۸۶ء میں رابطہ ادب اسلامی کا پہلا عالمی سمینار دارالعلوم ندوۃ العلماء میں منعقد ہوا۔ جس میں سید صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم کے ہمراہ دارالمصنفین کے رفقاء اور راقم الحروف کو بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

اس سمینار میں عالم عرب کی متعدد عظیم شخصیات نے شرکت کی جن میں عبداللہ ابراہیم انصاری مرحوم وزیر اوقاف قطر بھی تھے، موصوف کو جب سیرۃ النبیؐ حصہ اول کے عربی ترجمہ کی اطلاع ملی اور انھیں اس کا مسودہ دکھایا گیا تو انھوں نے نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے علی الفور اس کو شائع کرنے کا مطالبہ کیا، اور یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ سیرت کی بقیہ تمام جلدوں کا عربی ترجمہ کرایا جائے اور از خود یہ پیشکش کی کہ اس منصوبہ پر جس قدر صرفہ آئے گا اس کو وہ ادا کریں گے۔

غرض یہ بات طے ہوئی کہ سمینار کے خاتمہ کے بعد باضابطہ ایک کمیٹی برائے عربی ترجمہ بنالی جائے اور منصوبہ بند طریقہ پر سیرۃ النبیؐ کی تمام جلدوں کا عربی ترجمہ کیا جائے۔

مگر افسوس کہ اس واقعہ کو تقریباً پندرہ برس کا عرصہ ہو چکا ہے نہ تو عربی ترجمہ کی کمیٹی بن سکی اور نہ ہی سیرۃ النبیؐ حصہ اول کے عربی ترجمہ کی اشاعت ہوسکی، بیچارے عبداللہ ابراہیم انصاری مرحوم بھی سیرۃ النبیؐ کے عربی ترجمہ کی حسرت لئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (۱)

---

(۱) سیرۃ النبیؐ کا مسودہ اب ندوہ سے دارالمصنفین واپس آچکا ہے، اس طویل عرصہ میں اس پر صرف چند حاشیے لکھے گئے، لیکن قابل حیرت بات یہ ہے کہ دارالمصنفین کے ارباب انتظام نے ابھی تک اس کو شائع نہیں کرایا جب کہ ندوہ سے اس کی واپسی پر بھی تقریباً دس برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیاۃ ام المومنین السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا

دارالمصنّفین کے سلسلۂ مطبوعات میں مولانا سید سلیمان ندویؒ کی مایہ ناز تصنیف ''سیرتِ عائشہؓ'' کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی اور اس کا عربی زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے مگر ابھی تک اس کی اشاعت نہیں ہو سکی ہے۔

سیرت عائشہؓ درحقیقت سیرۃ النبیؐ کا ضمیمہ اور تکملہ ہے، سیرۃ النبیؐ حامل وحی الٰہی کا جامع و حسین مرقع ہے تو سیرت عائشہؓ محرم اسرار نبوت کی داستان حیات اور ان کے علمی کمالات کا خوش نما گلدستہ ہے۔

سیرت عائشہؓ کی تالیف بھی دراصل علامہ شبلی نعمانی کی تجویز تھی، چنانچہ وہ سیرۃ النبیؐ میں ازواج و اولاد کے بیان میں حضرت عائشہؓ کا حال لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''حضرت عائشہؓ کے حالات اور خصوصاً ان کے علمی اجتہادات کے لئے الگ مستقل تصنیف درکار ہے۔''(۱)

سیرت عائشہؓ کی چند نمایاں خصوصیات

۱۹۰۶ء میں سیرت عائشہؓ کا آغاز ''الندوہ'' کے ایک مضمون کی صورت میں ہوا، اور ۱۹۲۰ء میں وہ ایک شاہکار اور پر از معلومات کتاب کی صورت میں دارالمصنّفین سے شائع ہوئی۔

اس کتاب کی چند نمایاں خصوصیات کا ذکر سطور ذیل میں کیا جاتا ہے جس سے یہ

(۱) سیرۃ النبیؐ ج ۲ ص ۴۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کتاب نے نہ صرف اردو زبان بلکہ عربی زبان میں بھی لکھی گئی اس موضوع کی کتابوں پر گراں قدر اضافہ کیا ہے۔

پہلی خصوصیت

سیرت عائشہؓ کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بھی سیرۃ النبیؐ ہی کے اصول کے موافق کتب احادیث سے مواد اکٹھا کیا گیا ہے، البتہ جن حالات کا تعلق احادیث نبویہ سے نہیں ہے ان کے بیان کے لئے تاریخ طبری کو اصل ماخذ بنایا گیا ہے اور جزوی معلومات دیگر مستند کتب تاریخ سے بھی اخذ کی گئی ہیں۔

کتب احادیث سے واقعات اور حالات کی تلاش و جستجو میں مولانا سید سلیمان ندوی کو جو محنت اور کدو کاوش کرنی پڑی اس کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

"ارباب نظر جانتے ہیں کہ کتب احادیث خصوصاً بخاری میں حالات اس قدر متفرق اور منتشر ہیں کہ ان کو ڈھونڈ کر یکجا کرنا چیونٹیوں کے منہ سے شکر کے دانے چننا ہے۔" (۱)

دوسری خصوصیت

سیرت عائشہؓ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب محض واقعات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس میں روایتوں کو میزان نقد میں پرکھا اور تولا گیا ہے۔ چنانچہ کتاب میں جا بجا غلط اور مشتبہ روایات کے عنوان سے بعض روایتوں پر فن اصول حدیث کی روشنی میں جرح و تنقید کی گئی ہے اور جو روایتیں میزان نقد میں کھری ثابت ہوئی ہیں ان کے اخذ و قبول میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی گئی ہے۔ مثلاً حضرت عائشہؓ کی کم سنی میں شادی کا ذکر مستند اور صحیح روایتوں سے ثابت ہے، مولانا سید سلیمان ندوی نے غیروں یا اپنوں کے اعتراضات کی

---

(۱) سیرت عائشہؓ۔ مولانا سید سلیمان ندوی ص ۱۴۔ دسواں ایڈیشن ۱۹۹۶ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروا کیے بغیر اسی کو درست قرار دیا ہے۔ مولانا محمد علی لاہوری نے اس پر کچھ شبہات ظاہر کیے تو اس کی مفصل تردید معارف میں لکھی اور سیرت عائشہؓ کے حاشیہ میں لکھا کہ:

''بعض بے احتیاط لوگوں نے اس خیال سے کہ کم سنی کی شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موزوں نہیں اس بات کی کوشش کی ہے کہ وہ ثابت کریں کہ اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ برس کے بجائے سولہ برس کی تھی، لیکن ان کی یہ کوشش تمام تر بے سود اور ان کا یہ دعویٰ بالکل بے دلیل ہے، حدیث و تاریخ کے پورے دفتر میں ایک حرف بھی ان کی تائید میں موجود نہیں ہے۔''(۱)

تیسری خصوصیت

اس کتاب کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی کی مفصل تصویر کشی کی گئی ہے، نیز اس سلسلہ میں یورپ کے متعصب مستشرقین نے جو ہرزہ سرائیاں کی ہیں ان کا بھی عالمانہ و ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی ذات اقدس کو متعصب مستشرقین نے خاص طور پر موضوع بنایا ہے اور اسی کے اثر سے بعض نام نہاد مسلم اسکالر بھی مرعوب ہو کر مستشرقین کی ہمنوائی کرتے ہیں اور اب تک یہ سلسلہ قائم ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے سیرت عائشہؓ میں اس قسم کے اقوال پر تبصرہ کر کے اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکبوں کی علمی بے مائیگی ثابت کی ہے۔ اس کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

حضرت عائشہؓ کے والد حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کنیت پر ایک مستشرق کی حماقت آمیز تحریر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یورپ کے مستشرقوں اور عیسائی محققوں کی شرم ناک جہالتوں کا ایک نمونہ یہ

(۱) سیرت عائشہؓ ص ۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ چونکہ بکر عربی میں کنوارے کو کہتے ہیں اور عائشہؓ پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تنہا کنواری بیوی تھیں، اس شرف وامتیاز کی بنا پر ان کے باپ کا خطاب ابو بکر قرار پایا۔"(۱)

یورپ کی اس احمقانہ تحقیق سے بعض نام نہاد مسلم دانشور بھی متاثر ہوئے چنانچہ مولانا سید سلیمان ندوی نے اس کی نشاندہی کرتے ہوئے یورپ کی اس جاہلانہ تحقیق پر یوں تبصرہ کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"اگر بے گانوں کو اصل واقعہ کی خبر نہ ہو تو محل افسوس نہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اپنوں کو بھی گھر کی اطلاع نہیں۔ مسٹر امیر علی جو ہماری جدید تعلیم کی بہترین پیداوار ہیں لائف آف محمد ﷺ باب ۱۴ ر میں اسی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

عرب میں کنیت عزت کا نشان سمجھا جاتا تھا، کنیت سے خطاب کرنا عربوں میں انتہائی تعظیم تھی، جو لوگ نہایت معزز ہوتے تھے کنیت کے آگے ان کے اصلی نام گم ہو جاتے تھے۔ ابو سفیان، ابو جہل، ابولہب، ابوذر کو سب جانتے ہیں لیکن ان کے نام کو کون جانتا ہے۔ ابو بکر کا بھی یہی حال ہے یہ کنیت نہ صرف حضرت عائشہؓ کی پیدائش بلکہ اسلام کی پیدائش سے بھی پہلے رکھی جا چکی تھی، پھر ان کو کون بتائے کہ عربی میں کنوارے کو بَکر نہیں کہتے وہ لفظ بالکسر بکر ہے، بکر، زید، عمرو وغیرہ کی طرح ایک مشہور علم ہے بنو بکر بن وائل مشہور قبیلہ تھا اس کا بکر کے لفظ سے کوئی تعلق نہیں۔"(۲)

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حیات طیبہ کا اہم ترین واقعہ افک کا حادثہ ہے، مولانا سید سلیمان ندوی نے اس واقعہ کی تفصیل لکھتے ہوئے ولیم میور کی غلط بیانیوں

(۱) سیرت عائشہؓ ص ۲۴ (۲) ایضاً ۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نشاندہی کی ہے اور اخیر میں اس پر یہ تبصرہ کیا ہے کہ:

"اس جاہلانہ کمال کا تماشہ یورپ کے عجائب زار کے سوا ہم کو کہاں نظر آسکتا ہے"(۱)

چوتھی خصوصیت

سیرت عائشہؓ کا ایک اہم امتیاز یہ بھی ہے کہ یہ سادہ سوانح نگاری پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس میں سوانح کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے علوم و مجتہدات کی مکمل تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ سیرت عائشہؓ کا یہ حصہ مولانا سید سلیمان ندوی کے حسن تالیف کا شاہکار ہے، اس میں انھوں حضرت عائشہؓ کی قرآنی بصیرت اور قوت فہم، علم حدیث میں ان کا مرتبہ و مقام، فقہ و قیاس کا غیر معمولی ملکہ، کلام وعقائد اور علم اسرار الدین پر ان کی گہری نظر، طب، تاریخ، ادب، خطابت اور شعر و شاعری سے بخوبی واقفیت، تعلیم تدریس اور ارشاد و افتاء کی مجتہدانہ صلاحیت جیسے مختلف النوع موضوعات کے تحت حضرت عائشہؓ کی ہشت پہلی علمی زندگی کا مکمل احاطہ اور تصویر کشی کی ہے۔

سیرت عائشہؓ انھیں خصوصیات کی بنا پر علمی حلقوں میں کافی مقبول ہوئی۔ دارالمصنفین سے اب تک اس کے تیس سے زائد ری پرنٹ شائع ہو چکے ہیں اور ۱۹۹۶ء میں اس کا دسواں ایڈیشن حوالوں کی از سر نو مراجعت کے بعد شائع کیا گیا ہے۔

فارسی اور ترکی زبانوں میں بہت پہلے اس کا ترجمہ ہو گیا ہے انگریزی زبان میں بھی اس کی تلخیص شائع ہوئی ہے البتہ اس کا عربی ترجمہ ایک مدت تک تجویز کے مرحلہ میں رہا۔ ۱۹۳۳ء کے معارف کے شذرات میں مولانا سید سلیمان ندوی نے اس کی اطلاع ان الفاظ میں دی:

"اس سلسلہ میں یہ خبر بھی مسرت افزا ہوگی کہ مکہ معظمہ کے چند ادباء نے مل کر

(۱) سیرت عائشہؓ ص ۹۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تہیہ کیا ہے کہ دارالمصنفین کی سیرۃ النبیؐ اور سیرت عائشہؓ کا ترجمہ عربی زبان میں کریں، شیخ رشدی الصالح ملحسی ایڈیٹر ام القریٰ اس تجویز کے محرک ہیں اگر یہ ترجمے واقعاً چھپ کر شائع ہو گئے تو امید ہے کہ دنیائے اسلام کے مرد وزن کے سامنے اسلام کے دونوں صنفوں کے بہترین نمونے آجائیں گے۔"(۱)

مگر یہ تجویز روبعمل نہ آسکی، بالآخر پندرہ بیس برس قبل مولانا محمد ناظم ندوی نے سیرت عائشہؓ کا عربی ترجمہ کیا مگر اس میں یہ کمی تھی کہ ماخذ کی عربی عبارتوں کو بھی مولانا محمد ناظم صاحب نے اپنے الفاظ کا قالب دے دیا تھا چنانچہ اس کے ایک دو فرمے شائع ہوئے پھر اس کی اشاعت روک دی گئی۔

۱۹۸۶ء میں راقم الحروف کو سیرت عائشہؓ کے عربی ترجمہ کا مسودہ دیا گیا، میں نے تین سال اس پر محنت کر کے مآخذ کی عبارتیں نقل کیں اور عبارت کی ناہمواری کو درست کرنے کی کوشش کی۔ غرض ۱۹۸۹ء میں یہ ترجمہ مکمل ہو کر دارالعلوم ندوۃ العلماء بھیجا گیا مگر اس مدت پر دس سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور گاہے بہ گاہے یہ اطلاع ملتی رہتی ہے کہ اس ترجمہ پر مراجعت اور نظر ثانی ہو رہی ہے۔ آخری اطلاع یہ ملی کہ اس کا مسودہ جدہ کے کسی ناشر کے پاس بھیجا گیا ہے تاہم ابھی تک اس کی اشاعت نہیں ہو سکی ہے۔(۲)

(۱) شذرات سلیمانی حصہ سوم ص ۳۵۔۳۶۔ (شذرات ماہ دسمبر ۱۹۳۳ء) مطبوعہ دارالمصنفین ۱۹۹۸ء۔

(۲) چند برس قبل عربی میں سیرت عائشہؓ کی ایک تلخیص مولانا رحمت اللہ صاحب ندوی کے قلم سے شائع ہوئی ہے، بظاہر یہ مولانا محمد ناظم ندویؒ کے غیر مطبوعہ مسودہ سے مستفاد معلوم ہوتی ہے، تاہم اصل مسودہ کا اب تک کوئی سراغ نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاسلام والمستشرقون

علامہ شبلی نعمانی کی تصنیف الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی کا ذکر پہلے آچکا ہے، جس میں انھوں نے عیسائی مصنف جرجی زیدان کی دسیسہ کاریوں کی پردہ دری کی ہے مولانا شبلی نے اپنی متعدد تحریروں میں اسی انداز سے عیسائی مصنفین اور مستشرقین کی تحریروں کا جائزہ لیا ہے مولانا کے تلامذہ نے بھی ان کے نقش قدم کا تتبع کیا چنانچہ دارالمصنفین کا ایک اہم موضوع استشراق کا علمی جائزہ بھی رہا ہے۔

۱۹۸۲ء میں دارالمصنفین نے استشراق کے موضوع پر ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد کیا جس میں عالم اسلام کے ممتاز علماء ودانشوروں نے شرکت کی، اس سیمینار کی مفصل روداد سید صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم کے قلم سے طبع ہو چکی ہے سیمینار کے مقالات بھی دو جلدوں میں شائع کیے گئے ہیں۔ اسی موقع سے مولانا شبلی اور مولانا سید سلیمان ندوی کی تحریروں کے یکجا کرنے کا کام شروع ہوا جو انھوں نے مستشرقین کی تردید میں لکھی ہیں، چنانچہ مولانا عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی مرحوم نے ایک جلد میں مولانا شبلی کی تحریریں یکجا کیں اور سید صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم نے ایک مستقل جلد میں مولانا سید سلیمان ندوی کا استشراقی سرمایہ اکٹھا کیا اور اس طرح اسلام اور مستشرقین کے عنوان سے پانچ جلدیں دارالمصنفین سے شائع ہوئیں۔

اس بین الاقوامی سیمینار میں متعدد عرب فضلاء کے مقالات بھی پیش ہوئے جن میں بعض کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے اور عربی مقالات کو علاحدہ ایک جلد میں طبع کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی مقالات کی اشاعت تین مرتبہ ہوئی ابتداءً البعث الاسلامی لکھنؤ نے جولائی واگست ۸۲ء کے مشترک شمارہ میں ان کو شائع کیا پھر اسی کی نقل دارالمصنفین نے شائع کی، مگر اس کا عمدہ ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں عالم المعرفہ جدہ نے شائع کیا جو حسن کتاب وطباعت کے ساتھ فہارس سے بھی مزین ہے اور اس میں بعض اہم اردو مقالات کا عربی ترجمہ اور بعض عربی مقالات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

جدہ سے شائع الاسلام والمستشر قوں کا یہ مجموعہ پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ دراسات عامۃ کاشفۃ کے عنوان سے ہے جس میں استشراق کے عمومی جائزہ پر مشتمل مضامین ہیں۔ دوسرے حصہ کا عنوان دراسات متخصصة تتناول مختلف جوانب الثقافة الاسلامية ہے۔

اس مجموعہ کے افتتاحی اور اختتامی دونوں ہی مقالے مولانا سعید الاعظمی کے قلم سے ہیں افتتاحی مقالہ کا عنوان ہے الاسلام والمستشرقون لماذا؟ اور اختتامی مقالہ کے عنوان ہی سے اس موضوع کی اہمیت ونزاکت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اس کا عنوان ہے هذا هو الاستشراق فما هي عدتنا نحوه۔

اس مجموعہ کے حصہ اول میں درج ذیل مقالے شامل ہیں:

الاسلاميات بين المستشرقين والباحثين المسلمين:

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

الاسلام والاستشراق: از ڈاکٹر محمود حمدی زقزوق

عهود متعددة لافكار المستشرقين ونظرياتهم:

از ڈاکٹر خلیق نظامی

الاستشراق فی نطاق العلم وفی نطاق السياسة

از ڈاکٹر عمر فروخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأسس الاولية لدراسات المستشرقين والدور الذی قامت به دار المصنّفين۔ ازسید صباح الدین عبدالرحمٰن

نظرة خاطفة على موضوع الاسلام والمستشرقين:

ازمولانا ابواللیث اصلاحی ندوی

المستشرقين بين الانصاف والعصبية ازڈاکٹر محمد علوی مالکی حسنی

حصہ دوم میں اسلام، قرآن، سنت اور تاریخ جیسے اہم موضوعات پر مشہور عرب مصنف انور الجندی کا مفصل مقالہ ہے اس کے علاوہ اس میں درج ذیل مقالے ہیں:

المستشرقون والسيرة النبوية : ازڈاکٹر عمادالدین خلیل

المستشرقون والتاريخ: ازڈاکٹر عبدالعظیم الدیب

الاسلام انتشر بالسلم لا بالسيف : ازڈاکٹر محمود محمد طنطاوی

نبی الاسلام فی مرآة بعض المستشرقين المنصفين:

ازڈاکٹر عبداللہ مبشر طرازی

السنة مع المستشرقين والمستغربين: ازڈاکٹر تقی الدین ندوی

المستشرقون والقرآن الكريم: ازمحمد صدر الحسن ندوی

المستشرقون والسنة النبوية: ازمحمد صدر الحسن ندوی

استشراق کے موضوع پر یہ مجموعہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اور اس میں دفاع اسلام کے جذبہ کے ساتھ عرب علماء اور ہندوستانی فضلاء دوش بدوش کھڑے نظر آتے ہیں اور اس کے ذریعہ دارالمصنفین نے استشراق کی تردید و مقابلہ کی عمومی دعوت اہل علم کو دی ہے جو یقیناً اس کا ایک اہم علمی کارنامہ ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب رابع

خاکہ شعر العرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارسی اور اردو شاعری کے تعارف اور تبصرہ پر دارالمصنّفین سے ''شعرالعجم'' اور ''شعرالہند'' جیسی مایہ ناز کتابیں شائع ہوچکی ہیں، مگران دونوں سے پیشتر بانی دارالمصنّفین علامہ شبلی نعمانی کے ذہن میں ''شعرالعرب'' کا تخیل تھا، چنانچہ شعرالعجم کی تالیف کے بعد حسرت سے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رجحان طبع کی اور بات ہے ورنہ یہ ظاہر ہے کہ اقتضائے حالات کے لحاظ سے مجھ کو شعرالعجم سے پہلے شعرالعرب لکھنا چاہیے تھا۔''(۱)

شعرالعرب کی تالیف میں جو سب سے بڑی رکاوٹ تھی وہ مذاق عام کا فقدان تھا تاہم مولانا شبلی کو شدت سے یہ احساس تھا کہ اس اہم موضوع پر اردو زبان میں کچھ لکھا نہیں گیا۔ اس لئے کہ رہ رہ کر ان کے دل میں آتش شوق بھڑکتی رہتی تھی۔ چنانچہ ان دونوں احساسات کا اظہار انھوں نے یوں کیا ہے:

''لیکن کیا کیا جائے شعرالعرب لکھتا تو سمجھنے والے کہاں سے آتے' مدرسوں میں فن ادب کا مذاق نہیں اور کالج والے عربی خود نہیں پڑھتے بلکہ یہ لقمہ زبردستی ان کے منہ میں ڈالا جاتا ہے جس کو امتحان کے بعد وہ اگل دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ سہی لیکن یہ کانٹا مرتے دم تک دل سے نہیں نکل سکتا ہے کہ عربی شاعری اس قدر وسیع پراثر اور قومی جذبات سے لبریز اور اس کے متعلق ہماری زبان میں ایک حرف بھی نہیں۔۔۔۔''(۲)

(۱) مقالات شبلی ج ۲، ص ۲۹ (۲) ایضاً۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی حیص وبیص کے عالم میں مولانا شبلی کے پاس مصر سے کتاب العمدہ چھپ کر آئی جو عربی ادب وشاعری کی ایک اہم تصنیف اور مولانا شبلی کی پسندیدہ کتاب تھی، تو الندوہ میں اس پر مفصل ریویو لکھا اور اس کے ذریعہ درحقیقت انھوں نے شعر العرب کے تخیل کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز کردیا چنانچہ اس مضمون کا عنوان ہی انھوں نے ''شعر العرب'' رکھا، جس میں کتاب العمدہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ:

''یارگم گشتہ کے ملنے سے جو خوشی ہوئی اس کا بیان نہیں ہوسکتا' شعر العرب کی یاد پھر تازہ ہوگئی کتاب تو جب لکھی جائے گی لکھی جائے گی' سردست اس کتاب کا ریویو لکھتا ہوں جس سے شعر العرب کی داغ بیل پڑ جائے گی' اس پر کبھی عمارت بھی جن جائے گی اور میں اس کام کو نہ کرسکوں گا تو کوئی اور خدا کا بندہ پیدا ہوجائے گا'' (۱)

واقعہ یہ ہے کہ مولانا شبلی نے اس مضمون میں اور بعض دوسری تحریروں میں شعر العرب کا ابتدائی خاکہ کھینچ دیا ہے' جس کی کسی قدر تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

شعر العرب کی ناتمامی کا داغ لے کر مولانا شبلی اس دنیا سے رخصت ہوئے مگر دار المصنفین کو اس کا برابر احساس رہا' چنانچہ مولانا شبلی کے عزیز شاگرد مولانا عبد السلام ندوی نے اس کی تکمیل کا ارادہ کیا' مگر استاد کی سنت کے مطابق شعر العرب کی تکمیل سے پہلے شعر الہند کی ترتیب وتالیف ان کے حصہ میں آئی اور شعر العرب کا مسودہ ہنوز ناتمام رہ گیا' تاہم اس کے کچھ حصے معارف میں شائع ہوئے اور تقریباً پینسٹھ صفحات پر مشتمل منتشر اوراق کا مسودہ کتب خانہ دار المصنفین میں محفوظ ہے' معارف میں اس سلسلہ کا ان کا پہلا مضمون دسمبر ۱۹۴۹ء تا فروری ۱۹۵۰ء کے تین شماروں میں ''عربی نظم ونثر کی تاریخ'' کے عنوان سے طبع ہوا' پھر کچھ اجزاء ان کے انتقال کے بعد نومبر و دسمبر ۵۷ء کے شماروں میں ''عربی شاعری مغلوں کے عہد میں'' کے عنوان سے شائع ہوئے۔

---

(۱) مقالات شبلی ج ۲ ص ۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی شاعری کی ابتدائی تاریخ

مولانا شبلی اور مولانا عبدالسلام ندوی دونوں نے عربی شاعری کی ابتدائی تاریخ کو اولین موضوع قرار دے کر اس پر خامہ فرسائی کی ہے، مولانا شبلی لکھتے ہیں:

''عرب کا ملک ہزاروں برس سے موجود ہے، اس کا تمدن بھی کچھ نوعمر نہیں تاہم تعجب ہے کہ شاعری کا پتہ اسلام سے سوڈیڑھ سو برس آگے نہیں چلتا، سب سے پہلا شاعر جس سے قصیدہ کی ابتداء ہوئی مہلہل بن ربیعہ ہے، جو امرءالقیس کا ماموں تھا، فرزدق کہتا ہے ومھلھل الشعراء ذاک الاول۔ امرءالقیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً چالیس برس پہلے تھا، اس لئے مہلہل کا زمانہ بھی اس کے قریب قریب سمجھ لینا چاہئے''۔(۱)

مولانا عبدالسلام ندوی نے مولانا شبلی کے اس خیال سے اتفاق نہیں کیا ہے کہ عربی شاعری نہایت کم عمر ہے' بلکہ انھوں نے بعض مؤرخین ادب کے اس بیان کی تائید کی ہے کہ سب سے پہلے شاعری قبیلہ ربیعہ سے شروع ہوئی' پھر قبیلہ قیس میں منتقل ہوئی بعد ازاں قبیلہ تمیم میں جا کر اس نے پختگی حاصل کی' (۲) چنانچہ اس بنیاد پر مولانا عبدالسلام ندوی نے لکھا ہے کہ:

یہ بتانا سخت مشکل ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عربی شاعری کی ابتداء کب سے ہوئی''(۳)

البتہ مولانا عبدالسلام صاحب نے اس بات پر ضرور حیرت ظاہر کی ہے کہ دور جاہلیت کی شاعری مذہبی جذبات سے بالکل خالی ہے کیونکہ عام طور پر ان کی شاعری غنائی ہے۔(۴)

---

(۱) مقالات شبلی ج۲ص۳۰۔۳۱۔(۲) ماہنامہ معارف مضمون ''عربی نظم ونثر کی تاریخ' ج۶۴ شمارہ ۶ دسمبر ۱۹۴۹ءص ۴۳۲۔(۳) ایضاً ص۴۴۰۔(۴) ماہنامہ معارف مضمون محولہ بالاص ۴۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالسلام ندوی نے عربی شاعری کی ابتدائی تاریخ کے بارہ میں اس عام خیال کی تردید کی ہے کہ وہ اپنے مکمل سرمایہ کے ساتھ محفوظ ہے اور اس کے لئے انھوں نے دو اہم دلیلیں دی ہیں:

۱- شعرائے جاہلیت کا کلام خلافت عباسیہ کے پہلے دور میں قید تحریر میں آیا، اس دور سے پہلے اس کی روایت زبانی طور پر کی جاتی تھی اس لئے شعرائے جاہلیت کے بعض اشعار مشکوک سمجھے جاتے ہیں اور بہت سے اشعار کی روایت مختلف الفاظ میں کی جاتی ہے۔

۲- دوسرے یہ کہ زمانہ جاہلیت کے تمام اشعار ہم تک عدنانی لہجہ میں پہنچے یمنی زبان کا کوئی شعر ہم تک نہیں پہنچا ہے حالانکہ یمنی زبان عدنانی زبان سے بہت سی باتوں میں مختلف تھی۔(۱)

عربی شاعری میں شعراء کا مقام

عربی شاعری میں شعراء کو بلند مقام حاصل ہے اور اس صفت میں عربی شاعری دیگر تمام زبانوں کی شاعری سے علانیہ ممتاز ہے، مولانا شبلی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''ایشیا میں شاعری نے کبھی کوئی ملکی یا قومی انقلاب نہیں پیدا کیا بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ شخصی حالتوں پر بھی اس کا کوئی نمایاں اثر نہیں ہوا، تم کہوگے کہ خواجہ حافظ کی شاعری نے تمام ایران کو رند بنایا لیکن یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ خواجہ حافظ پر موجودہ سوسائٹی کا اثر تھا یا خواجہ حافظ نے سوسائٹی کو متاثر کیا یعنی خواجہ نے اس وقت کی موجودہ معاشرت کی تصویر کھینچی ہے یا انھوں نے وہ حالت اپنے کلام سے پیدا کر دی، لیکن عرب میں شاعری ایک قوت تھی اور شاعر کا ایک شعر بھی کسی نمایاں نتیجہ سے خالی نہیں جا سکتا تھا، عمرو بن کلثوم کے ایک قصیدہ نے

(۱) ماہنامہ معارف مضمون محولہ بالا ص۲۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبیلہ تغلب کو دو سو برس تک غیرت اور شجاعت کے نشہ میں چور رکھا، اس قبیلہ کے ایک ایک بچہ کو پورا قصیدہ یاد ہوتا تھا اور وہ مجامع عام میں پڑھتا تھا۔''(۱)

اہم جاہلی شعراء

مولانا عبدالسلام ندوی نے اہم جاہلی شعراء کی سوانح لکھی ہے، انھوں نے ملک الشعراء امرؤ القیس کو بجا طور پر جاہلی شاعری کا سب سے اہم شاعر بتایا ہے اسی ضمن میں نابغہ اور اعشیٰ کی شعری خصوصیات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امرء القیس کے بعد نابغہ نے عربی شاعری کی ترقی کا ایک قدم اور آگے بڑھایا اور سلاست، جزالت اور سادگی کے ساتھ نئے نئے مضامین پیدا کئے اور وصف نگاری میں خاص شہرت حاصل کی۔ اعشیٰ ایک سیاح شاعر ہے اور اس نے تمام جزیرہ عرب کی سیاحت کی ہے اور اس سیاحت نے اس کے علم و تجربہ میں بڑا اضافہ کیا، اور اس نے چند تاریخی واقعات نظم کئے، اس کے اشعار میں چند فارسی الفاظ پائے جاتے ہیں اور غالباً اس نے حیرہ کی سیاحت میں یہ الفاظ سیکھے ہیں۔ اس نے شراب و کباب، ندیم و ساقی، رقص و سرود کے متعلق بھی بکثرت اشعار لکھے ہیں.......... بہر حال خمریات کی صنف میں وہ اخطل اور ابونواس کا پیش رو ہے''۔(۲)

اسی طرح مشہور جاہلی شاعر طرفہ بن العبد کے بارہ میں مولانا عبدالسلام صاحب کا یہ تبصرہ کافی معنی خیز ہے:

''گویا وہ پہلا عربی شاعر ہے جس نے سب سے پہلے خواجہ حافظ اور خیام کے فلسفہ زندگی کی بنیاد قائم کی''(۳)

(۱) مقالات شبلی ج ۲ ص ۳۷۔ ۳۸۔ (۲) مضمون مولانا عبدالسلام ندوی محولہ بالا ص ۴۵۰ (۳) مضمون مولانا عبدالسلام ندوی محولہ بالا ص ۴۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی شاعری کے موضوعات

مولانا شبلی نے عربی شاعری اور فارسی شاعری کا موازنہ کرتے ہوئے عہد جاہلیت کی شاعری کے بعض اہم موضوعات گنائے ہیں جن میں عربی شاعری کو امتیاز حاصل ہے' ذیل میں ان کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔

منظر نگاری

قدرتی طور پر عربوں کو صحراء اور مناظر فطرت سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملا چنانچہ ان کی شاعری میں منظر نگاری کی صفت نمایاں ہے۔ مولانا شبلی لکھتے ہیں:

> ''مناظر قدرت مثلاً پہاڑ' صحراء' جنگل' سبزہ زار' آب رواں ان چیزوں کی تصویر جس طرح عرب کا شاعر کھینچ سکتا ہے ایران کے شاعر سے نہیں کھینچ سکتی' اول تو اس قسم کی شاعری ایران میں کم ہے اور ہے تو وہ اصلیت اور مرقع نگاری نہیں جو عرب کا خاصہ ہے۔''(۱)

جذبات انسانی کی مصوری

رنج وغم' خوشی ومسرت جو انسانی جذبات کا خاصہ ہیں ان کی مصوری بھی عربی شاعری کا خاص امتیاز ہے، جس میں دوسری زبانوں کی شاعری اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ چنانچہ عربوں کی مرثیہ نگاری کے مقابلہ میں جس میں جذبات انسانی کی مکمل کارفرمائی ہوتی ہے عجم کی شاعری پھیکی ہے۔ بقول مولانا شبلی:

> ''ایران کے مرثیہ بھی دراصل قصائد ہیں، فرق یہ ہے کہ قصائد میں زندہ ممدوح کی مدح ہوتی ہے اور مرثیوں میں مردہ کے اوصاف بیان ہوتے ہیں۔''(۱)

---

(۱) مقالات شبلی ج ۲ ص ۵۳ (۱) مقالات شبلی ج ۲ ص ۵۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعیت نگاری

عربی شاعری کا اہم امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں واقعیت ہوتی ہے۔ اور یہ افسانوی طرز کے تصورات سے یکسر خالی ہے مولانا شبلی لکھتے ہیں:

''عرب کا شاعر معاشرت اور خانگی زندگی کی خصوصیات اس قدر بیان کرتا ہے کہ اس سے اس زمانہ کی رفتار و گفتار' نشست و برخاست' وضع و قطع' رہنے سہنے کے طریقے' زندگی کی ضرورتیں' اسباب خانہ داری' ایک ایک چیز کا حال معلوم ہوسکتا ہے' بخلاف اس کے فارسی شاعری میں یہ بھی معلوم نہیں ہوسکتا کہ لوگ زمین پر رہتے تھے یا آسمان پر بسر کرتے تھے۔''(۲)

مفاخرت

عربی شاعری کا سب سے بڑا میدان مفاخرت ہے، جس میں شاعر اپنی قوم یا قبیلہ کے کارناموں کو بڑے جوش و خروش سے بیان کرتا ہے، چونکہ عرب ہمیشہ سے جنگ جو، نڈر، اور بلند ہمت تھے اس لئے یہ وصف ان کی شاعری میں نمایاں ہے۔

مفاخرت کی ضد مداحی اور خوشامد گوئی ہے۔ عربی شاعری کا دامن اس سے پاک رہا، اور اگر کسی شاعر نے بادشاہ کی مدح کی اور اس سے دولت حاصل کرنا چاہی تو عربوں میں وہ ذلیل سمجھا جانے لگتا تھا۔

مولانا شبلی نے یہ بھی لکھا ہے کہ مدح اگرچہ عرب کی اصلی شاعری میں داخل نہیں لیکن اسلام کے بعد تمدن کی وسعت اور شخصی حکومتوں کے قائم ہونے کی وجہ سے شاعری کا ایک رکن بن گئی تاہم عربوں نے اس کے متوازن اصول مقرر کیے۔ مثلاً

+ مدح کے الفاظ گزیدہ اور شستہ ہوں۔

(۲) مقالات شبلی ج ۲ ص ۵۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

+ زیادہ اشعار نہ ہوں۔
+ مدح میں تفاوت مراتب کا لحاظ رکھا جائے۔
+ ممدوح جب بادشاہ ہو تو اس کے اوصاف عقل، عدل، شجاعت وغیرہ کا ذکر ہونا چاہیے۔
+ زیادہ تر اصلی اور ذاتی اوصاف بیان کرنے چاہئیں۔(۱)

عربی شاعری عہد نبوت اور عہد صحابہ میں

اسلام نے عربوں کا مذہب، تمدن، معاشرت، سیاست اور اخلاق غرض مکمل طریقہ حیات کو تبدیل کر دیا تھا چنانچہ شاعری پر بھی اس کا گہرا اثر پڑا۔ مولانا عبدالسلام ندوی نے بجا طور پر یہ لکھا ہے کہ وہ اسباب جو شاعرانہ جذبات میں اشتعال پیدا کرتے تھے، اسلام نے ان سب کو ختم کر دیا مثلاً عصبیت جاہلیہ، بغض وانتقام، ہجو و بد گوئی، رندی و شراب خواری وغیرہ پر شعرائے جاہلیت کے کلام کے زور واثر کا دارومدار تھا، اور اسلام نے ان سب کو ایک قلم مٹا دیا تھا۔

عہد اسلام میں شاعری پر گو قدغن نہیں لگائی گئی، تاہم زمانہ جاہلیت کی شاعری کے مقابلہ میں اس میں انحطاط ضرور آ گیا، البتہ شعراء جو اس دور میں بھی بدویانہ زندگی گزارنے کے عادی تھے ان کا کلام دور جاہلیت ہی کے طرز پر قائم رہا، مولانا عبدالسلام ندوی نے اس فرق کی اہم وجہ نزول قرآن مجید کو بتایا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"قرآن مجید کے معجزانہ اسلوب بیان نے خود شعراء کی نگاہوں میں شاعری کی قدر و قیمت کو کم کر دیا تھا، اس لئے شاعری اپنے درجہ سے بالکل گر گئی، یہاں تک کہ لبید عامری نے جو زمانہ جاہلیت کا ممتاز شاعر تھا قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت سے مبہوت ہو کر شعر ہی کہنا چھوڑ دیا۔ حضرت حسان بن ثابتؓ بھی

---

(۱) مقالات شبلی ج ۲ ص ۳۹ تا ۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ جاہلیت کے نامور شاعر تھے لیکن دور اسلام میں ان کا کلام بھی اپنے پایہ سے گر گیا، البتہ جو شعراء بدویانہ زندگی بسر کرتے تھے وہ قرآن مجید سے بہت کم متاثر ہوئے اور ان کا کلام جاہلیت ہی کے طرز پر قائم رہا۔ مثلاً حطیہ اور کعب بن زہیر اسی قسم کے شاعر تھے۔"(۱)

اس ضمن میں مولانا عبدالسلام ندوی نے بعض نقادان فن شعر کا یہ خیال بھی نقل کیا ہے کہ شہری شعراء کے بارہ میں یہ رائے ان کے جس کلام کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے وہ کلام بالکل جعلی ہے جس کو محض مذہبی یا تفریحی مقصد سے ان شعراء کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ مگر خود مولانا عبدالسلام ندوی نے اس خیال سے اتفاق نہیں کیا ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ:

"شعرائے مخضرمین میں بالخصوص صحابہ کا جو کلام موجود ہے اس میں صوم وصلوٰۃ، زکوٰۃ، جنت و دوزخ، ثواب وعذاب، حشر ونشر اور بہت سے فرشتوں اور پیغمبروں کا نام آیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس پر قرآن وحدیث کا اثر پڑا ہے۔"(۲)

مولانا عبدالسلام ندوی نے شعراء مخضرمین کی تعریف یوں کی ہے:

"عہد نبوت اور عہد صحابہ کی شاعری جاہلیت اور اسلام دونوں کی زندگی کا مجموعہ بن گئی، اسی لئے اس دور کے شعراء کو مخضرمین کہا جاتا ہے، جس کے معنی اس چیز کے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان رکھی جاتی ہے۔"(۳)

اس تعریف کی بنیاد پر مولانا عبدالسلام صاحب نے شعراء مخضرمین کی دو قسمیں قرار دی ہیں:

+ (۱) شعرائے اسلام

(۱) مضمون معارف "عربی نظم ونثر کی تاریخ" جلد ۶۵ شمارہ نمبر ۱ جنوری ۱۹۵۰ء ص ۳۱۔۳۲۔ (۲) ایضاً

(۳) ایضاً ص ۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) وہ شعراء جن کا کلام جاہلیت کے طرز پر ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''ان میں جو شعراء اسلام لائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر آپ کی حمایت کی ان کے اشعار میں اسلامی رنگ نمایاں ہے لیکن حطیہ وغیرہ کے کلام میں اسلامی رنگ واضح طور پر نمایاں نہیں''(۱)

اس دور کی شاعری کے اہم موضوعات

مولانا عبدالسلام ندوی نے مخضرمین میں شعرائے اسلام ہی کو خاص موضوع بنایا ہے اور ان کی شاعری کے اسلوب، مقاصد اور موضوعات کو تفصیل سے گنایا ہے وہ لکھتے ہیں:

۱- پرہیز گار شعراء نے شاعری کے ان تمام مقاصد کو چھوڑ دیا جو گمراہی وضلالت پیدا کرتے تھے۔ مثلاً عریاں غزل گوئی اور اس کے محرکات، تملق آمیز مداحی، ہجو و بد گوئی فخاری، شراب وکباب اور اس کے لوازمات مثلاً مغنیہ عورتوں کا رقص وسرود اور احباب کی رنگیں صحبتوں کا ذکر، سیر وشکار وغیرہ جن کو ایک مسلمان لہو ولعب کی چیز سمجھتا ہے......۔

۲- دوسرے مسلمان شعراء نے مشرکین کی ہجوؤں کا جواب دینا شروع کیا اور اس میں یہ جدت پیدا کی کہ مشرکین پر کفر اور بت پرستی کا الزام لگایا، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی ہجوؤں کی یہی خصوصیت تھی۔ لیکن جب تک کفار مکہ کفر کی حالت میں رہے ان پر ان کی ہجوؤں کا بہت کم اثر پڑا۔ البتہ جب وہ مسلمان ہو گئے تو وہ ان کے لئے تیر ونشتر بن گئیں۔

۳- تیسرے یہ کہ شاعری سے دعوت اسلام کی تائید کا کام لیا گیا۔ اعمال صالحہ کی ترغیب دی گئی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے انصار کی مدح کی گئی۔ شہداء کے مرثیے لکھے گئے اور لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا گیا۔

۴- چوتھے یہ کہ جن شعراء نے اسلامی فتوحات میں حصہ لیا تھا انھوں نے اپنے

(۱) مضمون معارف ''عربی نظم ونثر کی تاریخ'' محولہ بالا ص ۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلبہ واقتدار، مسلمان بہادروں کی شجاعت، قلعے، آلات جنگ، برف پوش پہاڑوں، نہروں اور جہازوں کے وصف میں اشعار کہے۔(۱)

دور بنوامیہ کی شاعری۔

حضرت علیؓ کی شہادت اور حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت قائم ہونے کے بعد کا دور بنوامیہ کا دور کہلاتا ہے اس دور سے اسلامی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا جس میں اہل عرب کے عقلی، مذہبی اور سیاسی جذبات واحساسات اور اخلاق وعادات میں اسلامی روح کے ساتھ غلبہ واقتدار اور سیاسی کشمکش کی آمیزش بھی شامل ہوگئی۔

حضرت امیر معاویہؓ کے سیاسی تدبر نے مملکت اسلامیہ کو استحکام بخشا جس کے نتیجہ میں اہل عرب میں تمدنی زندگی بسر کرنے کا رواج عام ہوا، بعض دولت مند نوجوانوں نے عیش پرستی کی زندگی بھی اختیار کی۔ علاوہ ازیں بنوامیہ کی حمایت ومخالفت نے عوام الناس میں محاذ آرائی کا بھی ایک ماحول بنادیا تھا۔ غرض ان تمام اسباب کا قدرتی طور پر اس دور کی شاعری پر اثر پڑا، اور ان سیاسی، اجتماعی اور مذہبی انقلابات نے اس کو عہد نبوت وخلفائے راشدین کی شاعری سے ممتاز کردیا تھا۔

مولانا عبدالسلام ندوی نے بنوامیہ کے دور کی شاعری کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

> ''اس دور کی شاعری میں نئے نئے برگ وبار پیدا ہوگئے، اور وہ خاص طور شعراء کا ذریعہ معاش بن گئی، لمبے لمبے قصیدے اور رجز کہے جانے لگے، وزن اور قافیہ کے عیوب کم ہوگئے، معانی میں نزاکت پیدا ہوگئی، تشبیب اور غزل کے الفاظ اور اسلوب بیان میں لوچ پیدا ہوگیا اور ان کا بہت سا حصہ بزم طرب میں گانے بجانے کے قابل ہوگیا، اس لئے اموی خلفاء اور سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں کی نگاہ میں شاعری کی قدر وقیمت بہت زیادہ گئی، اور انھوں نے

(۱) مضمون معارف ''عرب نظم ونثر کی تاریخ'' محولہ بالا ص ۳۰، ۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاعری کو اپنی دعوت کی تبلیغ کا ذریعہ بنالیا اور اور اس کی وہی حیثیت ہوگئی جو اس زمانہ میں مختلف پارٹیوں کے اخبارات کی ہے۔"(۱)

مولانا عبدالسلام ندوی نے بنوامیہ کے دور کی شاعری کو معمولی تغیر کے ساتھ دور جاہلیت کی شاعری کے مشابہ بتایا ہے' چنانچہ لکھتے ہیں:

"دور بنوامیہ کی شاعری...... جو زمانہ جاہلیت کے بت پرستانہ اثرات سے الگ ہوکر اسلامی اقتدار کے سامنے سربسجود ہوگئی تھی...... اسلوب اور طرز بیان کے لحاظ سے وہ مخضرمین کی شاعری سے مختلف ہوگئی تھی، وزن' قافیہ اور دوسری حیثیتوں سے اس کا قالب وہی ہوگیا جو دور جاہلیت اور اسلام کے ابتدائی دور میں تھا۔"(۲)

مولانا عبدالسلام ندوی نے اس عہد میں بھی شہری اور بدویانہ معاشرت کی اثر اندازی تسلیم کی ہے' لکھتے ہیں:

"حجاز میں لطافت آمیز اور لوچدار غزل کو ترقی ہوئی جس نے رفتہ رفتہ رندانہ اور ظریفانہ شکل اختیار کرلی، بدوؤں کی خشک اور باوقار زندگی نے فخر ومباہات' ہجو وبدگوئی' اور مدح ومرثیے کے مضامین باندھے اور عاشق مزاج شعراء نے پاکیزہ غزلیں کہیں جس کو قدیم اہل ادب پاکیزہ تغزل کا بہترین نمونہ سمجھتے ہیں"(۳)

مولانا عبدالسلام ندوی نے اس دور کی شاعری کے عمدہ ہونے کا ایک سبب سیاسی کشمکش کو بھی بتایا ہے' لکھتے ہیں:

"جو مختلف سیاسی پارٹیاں قائم ہوگئی تھیں ان سب کے الگ الگ شعراء تھے جن

---

(۱) مضمون معارف "عربی نظم ونثر کی تاریخ" محولہ بالا ص ۳۵، ۳۶۔ (۱) مضمون "عربی نظم ونثر کی تاریخ" محولہ بالا ص ۳۵۔ (۲) ایضاً ص ۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں باہم معرکہ آرائی رہتی تھی اور اس معرکہ آرائی میں لغت اور ادب کے علماء بھی اس طرح شریک ہو جاتے تھے کہ ایک شاعر کو دوسرے شاعر پر ترجیح دیتے تھے اور ان کے کلام پر تنقید کرتے تھے، اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ شعراء نے ان نقادان فن کی تنقید کے خوف سے اپنے کلام کو ہر ممکن طریقہ سے بہتر بنانے کی کوشش کی، اس لئے مخضرمین اور اس دور کے آغاز میں قافیے کے جو عیوب عام طور پر شعراء کے کلام میں پائے جاتے تھے وہ دور ہو گئے۔(۱)

اس دور کی شاعری کے اہم موضوعات

مولانا عبدالسلام ندوی نے بنوامیہ کے دور کی شاعری کو عربی شاعری کا سب سے عمدہ عہد بتایا ہے۔ لکھتے ہیں:

''صحت اور فصاحت دونوں حیثیتوں سے اس دور میں عربی شاعری منتہائے کمال تک پہنچ گئی، یہاں تک کہ بعض قدیم اہل ادب نے اس کو جاہلیت اور مخضرمین دونوں کی شاعری پر ترجیح دی ہے۔''(۲)

مولانا عبدالسلام صاحب نے نہایت تفصیل کے ساتھ اس دور کی شاعری کے مضامین اور اس کے امتیازات کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''مضامین اور اسلوب بیان کے لحاظ سے اس دور میں جو خصوصیتیں پیدا ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ **مداحی:** زمانہ جاہلیت سے مداحی شاعری کا خاص موضوع تھی، لیکن ابتداء میں ذریعہ معاش نہ تھی، لیکن اموی دور کے اخیر میں مالی منفعت کا ذریعہ بن گئی۔ اسلام کے دور میں رسول اللہ ﷺ نے بھی دعوت اسلام کی تائید کے لئے مدحیہ قصائد کی اجازت دی۔ لیکن یہ مدح صرف امور رسالت تک محدود تھی اس کے علاوہ محض ایک شخص کی جا و بیجا مدح

(۱) مضمون ''عربی نظم ونثر کی تاریخ''، محولہ بالا،ص ۳۶۔ (۲) ایضاً ص ۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی آپ ﷺ نے ممانعت کی تھی، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل بھی یہی رہا۔ اس لئے ایک مدت تک شاعری ذریعہ معاش نہ بن سکی، بنوامیہ کا دور شروع ہوا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی دعوت کی تائید کے لئے کسی قدر مداحانہ قصائد کو پسند کیا، اس کے بعد بنو مروان نے ہر قسم کی جائز و ناجائز مداحی کی حوصلہ افزائی کی، اور اس پر شعراء کو گراں قدر صلے دئے، ان کے عمال اور سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں نے بھی یہی روش اختیار کی اور شعراء نے اس سلسلہ میں ایسے عجیب و غریب مضامین پیدا کئے جن کو ان کے بعد کے شعراء نے نہایت مبالغہ آمیز بنا دیا۔

۲- **ھجو:** ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو صرف مشرکین کی ہجو کی اجازت دی تھی، ان کے علاوہ کسی اور کی ہجو کی اجازت نہ تھی، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حطیہ کو ہجو گوئی کے جرم میں قید کر دیا تھا، لیکن سیاسی معاملات میں جو مسلمان بنوامیہ کے مخالف تھے ان کی ہجو سے بنوامیہ نے چشم پوشی کی، اس لئے ہجو گوئی کا ایک طویل سلسلہ جاری ہو گیا، اور زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ اس نے ترقی کی، اگر بنوامیہ نے اس پر سزائیں دی ہوتیں تو عربی شاعری ایک مدت تک فحاشی اور بدزبانی سے محفوظ رہتی۔

۳- **فخر:** اسلام نے خداوند تعالیٰ کے احسانات' مشرکین پر غلبہ اور اسلامی فضائل کے ساتھ متصف ہونے پر فخر کرنے کو جائز رکھا تھا، لیکن بنوامیہ کے زمانہ میں شعراء نے زمانہ جاہلیت کے جنگی واقعات اور فتوحات پر فخر کرنا شروع کیا، اس سے زمانہ جاہلیت کی عصبیت جس کی اسلام نے ممانعت کی تھی دوبارہ زندہ ہو گئی، اسی سلسلے میں انھوں نے مسرفین کی فیاضیوں پر بھی فخر و مباہات کیا، اگرچہ اس قسم کی فخاریاں اسلام میں ناجائز تھیں تاہم ان کا اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ دورِ جاہلیت کے تاریخی واقعات محفوظ رہ گئے۔

۴- **سیاسی شاعری:** اس قسم کی شاعری گو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ کے زمانہ ہی سے شروع ہو گئی تھی لیکن بنوامیہ کے زمانہ میں اس کا دائرہ نہایت وسیع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا، اور وہ صرف بنوامیہ اور بنو ہاشم کی تائید وحمایت تک محدود نہیں رہی بلکہ دوسری سیاسی پارٹیوں کی تائید وحمایت بھی اس میں شامل ہو گئی، بنوامیہ کی حمایت جن شعراء نے کی ان میں اخطل' جریر' فرزدق اور نصیب زیادہ مشہور ہیں، زبیریہ پارٹی کے حامیوں میں عبداللہ بن قیس الرقیات' خوارج کے حامیوں میں عمران بن حطان اور طرماح بن حکیم اور شیعوں کے حامیوں میں کمیت اسدی زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔

۵- **غزل:** اس کی دو قسمیں رائج ہوئیں ایک تو عریاں غزل گوئی' جس کا رواج حجاز کے شہری دولت مندوں میں ہوا، غزل کے سوا اس طبقہ کو دوسرے اصناف شعر سے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی، اس قسم کے غزل گو شعراء میں احوص اور عمر بن ربیعہ نے زیادہ شہرت حاصل کی لیکن ان دونوں میں عمر بن ربیعہ کی غزلوں میں زیادہ عریانی پائی جاتی ہے۔ وہ اپنی غزلوں میں علانیہ عورتوں کا نام لیتا ہے، اور اس کے ساتھ جو عاشقانہ واقعات بیان کرتا ہے وہ زیادہ تر جھوٹے ہوتے ہیں۔ اس نے ایک بہت بڑا دیوان مرتب کیا جس میں تمام تر اسی قسم کی غزلیں پائی جاتی ہیں۔ دوسری قسم کی متین' سنجیدہ اور حقیقی عشق ومحبت کے جذبات سے لبریز غزل گوئی حجاز کے صحرا نشین نوجوان بدوؤں میں پیدا ہوئی جو قبیلہ بنو عذرہ اور قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتے تھے، اس قسم کے غزل گو شعراء میں جمیل بن معمر نے جو بثینہ کا عاشق صادق تھا اور کثیر نے جو عزہ پر فریفتہ تھا زیادہ شہرت حاصل کی۔ اس قسم کی غزل گوئی میں بڑے بڑے قصائد بلکہ دیوان کے دیوان لکھے گئے جس کی نظیر زمانہ جاہلیت اور آغاز اسلام میں نہیں پائی جاتی اور وہ صرف مسلمان بدوؤں کے دماغ کی پیداوار ہے۔

اسلوب بیان کے لحاظ سے اس دور کی شاعری کا وہی انداز قائم رہا جو زمانہ جاہلیت اور آغاز اسلام میں تھا۔ شعراء قصائد کی ابتداء تشبیب سے کرتے تھے جس میں معشوق کے کھنڈر اور سفر وغیرہ کا ذکر ہوتا تھا' پھر اپنی اور اپنی قوم کی مدح میں چند شعر کہتے تھے اس کے بعد قصیدہ کے اصل موضوع یعنی مدح یا ہجو پر آتے تھے اگرچہ تشبیب مرثیہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے موزوں نہ تھی تاہم مرثیوں کی ابتداء بھی تشبیب ہی سے کرتے تھے کیونکہ یہ ایک تقلیدی اور رسمی چیز تھی اس کو درحقیقت عشق ومحبت سے کوئی تعلق نہ تھا، جہاں تک الفاظ کا تعلق تھا مدح، فخر اور سیر وشکار وغیرہ کے بیان میں شاندار پرشکوہ اور نامانوس الفاظ لاتے تھے بلکہ فرزدق ڈھونڈ ڈھونڈ کر نامانوس الفاظ لاتا تھا تاکہ اہل نحو اور اہل لغت اس کے کلام کے ساتھ زیادہ اعتناء کریں البتہ دونوں قسم کی غزلوں میں نرم، شیریں اور اور سادہ الفاظ استعمال کئے جاتے تھے۔" (۱)

عربی شاعری میں رجزیہ شعر گوئی کو مستقبل فن کی حیثیت سے استعمال کرنے کا آغاز بھی اموی دور کی شاعری سے ہوا، اور اس کے اثرات دیر تک قائم رہے۔ مولانا شبلی لکھتے ہیں:

"ابتداء میں صرف قصیدہ کہے جاتے تھے۔ رجز دو تین شعر سے زیادہ نہیں ہوتے تھے جو معرکہ جنگ یا مفاخرت وغیرہ کے موقع پر بے اختیار شاعر کی زبان سے نکل جاتے تھے، سب سے پہلے عجاج نے رجز کو وسعت دی اور تمام وہ خیالات ادا کے جو قصائد میں ادا کئے جاتے تھے۔ روبہ بن عجاج نے اس کو اور بھی ترقی دی اور یہ دونوں بنی امیہ کے زمانہ میں تھے۔" (۲)

مولانا شبلی نے رجزیہ شاعری کو فارسی شاعری کی مثنوی سے مشابہ قرار دیا ہے۔ اور عربی شاعری میں اس کی کمی کو شدت سے محسوس کیا ہے لکھتے ہیں:

"اگر اس صنف کی ترقی ہوتی تو عرب میں بھی مثنوی کا رواج ہو جاتا جو شاعری کی سب سے بڑی شاخ ہے اور جس کی بدولت عجم نے اس میدان میں عرب سے علانیہ بازی جیتی، تاہم یہ صنف بالکل معدوم نہیں ہوئی، ابن المعتز وغیرہ نے چھوٹی چھوٹی مثنویاں لکھیں اور الفیہ ابن مالک وغیرہ بھی گویا

(۱) مضمون معارف "عربی نظم ونثر کی تاریخ" محولہ بالا ص ۳۶ تا ۳۹۔ (۲) مقالات شبلی ج ۲ ص ۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کے پر تو ہیں گو وہ شعر نہیں بلکہ نظم ہیں"(۱)

عباسی دور کی شاعری

بنو امیہ کے دور تک اسلامی حکمرانی کے حدود گو عرب کی سرحد پار کر چکے تھے مگر ملکی انتظام عربوں ہی کے ہاتھ میں تھا، لیکن جب ان کے جانشین خلفاء عباسیہ آئے تو انھوں نے سیاسی مصالح کی بنا پر اہل عجم کو غیر معمولی ترقی دی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ خلافت عباسیہ کا قیام عجم کا مرہون منت ہے۔

اس دور میں فطری طور پر عربی شاعری پر اہل عجم کے خیالات کا پر تو پڑا۔ مولانا عبدالسلام ندوی اس دور کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اشعار کے معانی ومطالب میں بہت زیادہ نزاکت' خیال میں رنگینیاں اور تشبیہات واستعارات میں ترکیب پیدا ہو گئی۔ اور ابوتمام اور ابن رومی وغیرہ کا کلام جو مامون اور اس کے بعد کے زمانے میں پیدا ہوئے، فلسفیانہ اور منطقیانہ روح کا مظہر بن گیا۔ اور چونکہ شعراء مذہبی روح کے اثر سے خالی تھے، اس لئے انھوں نے ممدوحین کے اوصاف میں اس قدر مبالغہ سے کام لیا کہ ان میں خدا اور پیغمبروں کے اوصاف ثابت کئے۔ اس کے بعد شاعری کی ہر صنف میں اس قسم کا غلو پیدا ہو گیا۔"(۲)

خلفائے عباسیہ کی عجم نوازی نے عجمیوں بالخصوص ایرانیوں کو شعر وشاعری کی طرف مائل کیا اور اعیان سلطنت کی سرپرستی کی بنا پر یہ شعراء جو مولّدین کے لقب سے مشہور ہوئے بادیہ نشین شعراء کا مقابلہ کرنے لگے' مولانا عبدالسلام ندوی لکھتے ہیں:

"اعیان سلطنت نے ان کو اپنا مصاحب اور ہم نشین بنا لیا اور متعدد

(۱) مقالات شبلی ج ۲ ص ۳۵۔ (۲) مضمون معارف "عربی نظم ونثر کی تاریخ" معارف جلد ۶۵ نمبر ۲ فروری ۱۹۵۰ء ص ۱۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعراء مثلاً محمد بن عبدالملک زیات، مسلم بن ولید اور ابوتمام نے اس قدر ترقی کی کہ وزارت اور صوبہ داری کے درجہ تک پہنچ گئے، رفتہ رفتہ اس دور کے وسط میں صحرانشین بدوؤں کی شاعرانہ آواز بالکل پست ہوکر رہ گئی۔"(۱)

مولانا عبدالسلام ندوی نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ گو شعرائے مولدین نے بہت سی جدتیں اور لطافتیں پیدا کیں لیکن قصیدہ کی بنیاد جن چیزوں پر زمانہ جاہلیت سے چلی آرہی تھی ان کو بعینہٖ قائم رکھا۔

وہ لکھتے ہیں:

"قصیدہ کو ایک ہی وزن اور ایک ہی قافیہ کی پابندی کے ساتھ کہتے تھے، اگرچہ ان میں کسی شاعر نے صحرانوردی اور اونٹ کی سواری نہیں کی تھی تاہم قصائد کی تشبیہوں میں معشوق کے اجڑے ہوئے کھنڈر، اونٹنی کے اوصاف صحرانوردی اور سیر وشکار وغیرہ کے واقعات بیان کرتے تھے، اور اس کا مقصد صرف وطن کی یاد تازہ کرنا اور شعر میں بدویانہ خصوصیات کا قائم رکھنا تھا۔"(۲)

اسی ضمن میں مولانا عبدالسلام صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ متقدمین کی اس روش سے انحراف کا نقطہ آغاز بھی عباسی دور کی ہی شاعری ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"بایں ہمہ بعض عربی شعراء مثلاً ابونواس نے اس کی پابندی نہیں کی اور جو شعراء اس کے پابند تھے ان پر نکتہ چینی کی اور اس کے بدلے قصائد کی ابتداء شراب وکباب یا محلوں اور باغوں کے اوصاف سے کی اور اونٹنی کی جگہ کشتیوں کی سواری کا ذکر کیا اور اس معاملہ میں بہت سے شعراء نے اس کی تقلید کی۔"(۱)

---

(۱) مضمون "عربی نظم ونثر کی تاریخ" محولہ بالا ص ۱۲۵ و ۱۲۶۔ (۲) ایضاً ص ۱۲۶۔ (۱) مضمون "عربی نظم ونثر کی تاریخ" محولہ بالا ص ۱۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباسی دور کی شاعری کے امتیازات

مولانا عبدالسلام ندوی نے عباسی دور کی شاعری کے امتیازات نہایت تفصیل سے بیان کئے ہیں، اور ان کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے، ایک تو ان موضوعات کو گنایا ہے جو زمانہ جاہلیت سے عربی شاعری کا حصہ تھے اور اس دور میں اس میں نمایاں تبدیلیاں آئیں، دوسرے ان موضوعات کو بیان کیا ہے جن کی ایجاد اس دور سے ہوئی۔ سطور ذیل میں بالترتیب اس کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

قدیم موضوعات کی تغیر پذیر صورتیں

زمانہ جاہلیت سے دور عباسی تک جو موضوعات متواتر عربی شاعری میں چلے آرہے تھے ان میں اس دور میں جو تبدیلیاں ہوئیں، اس کا مفصل تذکرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالسلام ندوی لکھتے ہیں:

> ''اگرچہ زمانہ جاہلیت میں جن اغراض کے ماتحت شعر کہے جاتے تھے وہ اس دور میں بھی باقی رہیں لیکن اس دور میں ان کی ایک خاص شکل قائم ہوگئی،......وہ حسب ذیل ہیں:

☆ **عصبیت:** زمانہ جاہلیت میں عصبیت صرف بعض قبائل تک محدود تھی اور یہی قبائل باہمی مفاخرت کے ذریعہ اس کا اظہار کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں اہل عرب اور اہل عجم کے درمیان بھی عصبیت پیدا ہوئی، اور فرقہ شعوبیہ نے شاعری کے ذریعہ اس کا اظہار کرنا شروع کیا، حالانکہ بنوامیہ کے دور میں اس قسم کی عصبیت کا اظہار نہیں کر سکتے تھے، اہل علم مثلاً بصرہ اور کوفہ کے نحویوں اور اہل مذہب یعنی فقہاء اور متکلمین کے درمیان بھی عصبیت پیدا ہوئی۔

☆ **سیاست:** اس دور میں شاعری کا استعمال سیاسی اغراض سے بھی کیا گیا، اس دور سے پہلے علویوں اور عباسیوں میں کوئی سیاسی اختلاف نہ تھا بلکہ دونوں بنوامیہ کے مخالف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور دونوں کو ہاشمی گروہ کہا جاتا تھا، لیکن اس دور میں دونوں مدمقابل پارٹیاں ہو گئیں، اور دونوں کی تائید و مخالفت میں شعر کہے گئے، کسی عباسی خلیفہ یا کسی ولی عہد کی تائید بھی اس کے حریف کے مقابلہ میں شاعری کے ذریعہ سے کی گئی، خلافت عباسیہ میں اہل عجم کو اہل عرب پر جو ترجیح دی گئی اور حکومت کے بڑے بڑے عہدے جوان کو دیئے گئے تھے اس پر بھی شاعری کے ذریعہ تنقید کی گئی۔

☆ **وصف نگاری:** اس میں بہت زیادہ تنوع پیدا ہوا اور اس کی مختلف شکلیں قائم ہوئیں مثلاً محلوں، باغوں، رنگین مجلسوں، کارخانوں، مچھلی اور چڑیوں کی شکارگاہوں، مختلف قسم کی کشتیوں، قدرتی مناظر، آثار قدیمہ اور نفسانی حالات پر نظمیں لکھی گئیں۔

☆ **رندی و ہوس ناکی:** اگرچہ بنوامیہ کے دور میں بھی کسی قدر ان خیالات کی جھلک نظر آتی ہے، لیکن جس بے باکی کے ساتھ عباسی دور میں ابونواس وغیرہ نے اس قسم کے خیالات شاعری میں ظاہر کیے اس کی نظیر اموی دور میں نہیں مل سکتی۔

☆ **حکیمانہ خیالات:** اگرچہ زمانہ جاہلیت' آغاز اسلام اور بنوامیہ کے دور میں بھی اس قسم کے حکیمانہ خیالات بعض قصائد میں پائے جاتے ہیں لیکن عباسی دور میں جب یونان' ایران اور ہندوستان کے فلسفہ کا ترجمہ ہوا تو شعراء نے ان کے بہت سے مسائل کو شاعری میں داخل کیا اور خود بھی بہت سے فلسفیانہ خیالات پیدا کیے۔ اس قسم کے شعراء میں صالح بن عبدالقدوس اور ابوتمام زیادہ مشہور ہیں۔"(۱)

اس دور کی شاعری کے جدید موضوعات

عباسی دور میں تمدن اور خوش مذاقی کے اثر سے بعض جدید موضوعات کا اضافہ بھی

(۱) عربی نظم و نثر کی تاریخ محولہ بالا ص ۱۲۶ تا ۱۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا، جن میں بعض تمدن کے زیر اثر اور بعض اس کے رد عمل کے طور پر وجود میں آئے مولانا عبدالسلام ندوی اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شاعری کے جو نئے نئے اغراض پیدا کئے گئے ان کی تفصیل یہ ہے۔

☆ **امرد پرستی:** اہل عرب اس سے بالکل نا آشنا تھے، اس کی ابتداء عجمی نژاد بدکاروں نے کی اور جو اہل عرب ان سے میل جول رکھتے تھے وہ بھی ان کے متعدی اثر سے اس مرض میں مبتلاء ہو گئے، رفتہ رفتہ یہ فتنہ بہت زیادہ پھیل گیا اور سب سے زیادہ ابونواس اور حسین بن ضحاک وغیرہ نے اس کے پھیلانے میں حصہ لیا۔

☆ **خمریات:** بعض شعرائے جاہلیت کے کلام میں شراب وکباب کے مضامین پائے جاتے ہیں لیکن جب اسلام نے شراب نوشی کی ممانعت کی تو صرف بعض عیسائی شعراء مثلاً اخطل نے اس قسم کے مضامین باندھے، اس کے بعد حکومت بنوامیہ کے آخری دور میں بعض رند مزاج امراء نے شراب وکباب کے متعلق چند قطعات لکھے اور غلط یا صحیح طور پر ان میں بعض قطعے ولید بن یزید کی طرف منسوب کئے گئے اور خود اس کے خاندان کے بعض حریفوں نے خصوصاً اور بنوامیہ کے دشمنوں نے عموماً اس کو بدنام کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا لیکن خلافت عباسیہ کے ابتدائی دور میں جب اہل عجم کو پوری آزادی حاصل ہوئی تو بہت سے عجمی شعراء نے اس لے کو بہت بڑھا دیا اور شراب وکباب کے ذکر میں اس قدر غلو کیا جس کی نظیر دور جاہلیت اور دور اسلام میں نہیں پائی جاتی، خلفاء اور امراء نے اگرچہ اس کو روکنا چاہا اور ان شعراء کو قید وبند کی سزائیں بھی دیں لیکن اس کا کچھ اثر نہیں ہوا یہاں تک کہ جو لوگ خود شراب نہیں پیتے تھے وہ بھی رنگینی کلام کے لئے اس قسم کے اشعار کہنے لگے۔ سب سے زیادہ ابو نواس نے اس صنعت کو ترقی دی اور اس کے بعد اور لوگوں نے بھی اس کی تقلید کی۔

☆ **زہدیات:** اس قسم کی شاعری میں دنیا اور دنیوی عیش پرستیوں کی بے ثباتی، موت کا ذکر اور شہوت پرستی اور لذت پرستی کی ممانعت کی جاتی تھی اور وہ فقہاء، علماء، محدثین اور زہاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خیالات کی اشاعت کا ایک ضروری آلہ تھی اور یہ لوگ اس کے ذریعہ سے بدکار شاعروں اور انشاء پردازوں کی مخالفت کرتے تھے، اس میدان کا سب سے بڑا شہسوار ابو العتاہیہ تھا اگرچہ ابونواس وغیرہ نے بھی اس قسم کے بہت سے قصائد لکھے لیکن اس کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا تھا کہ یہ لوگ بھی ہر صنف میں شعر کہہ سکتے ہیں ورنہ ان کی شاعری میں خلوص نہیں پایا جاتا تھا۔

☆ **تہذیب اخلاق:** اس دور میں نوجوانوں کی اخلاقی اصلاح کے لئے جانوروں اور انسانوں کی زبان میں بہت سے قصے اور حکایتیں نظم کی گئیں اور سب سے پہلے ابان اللاحقی نے برامکہ کے لئے کلیلہ ودمنہ کو نظم کیا اور اس پر برامکہ نے اس کو بڑا صلہ دیا اور اس کے بعد اور لوگوں نے اس کی تقلید کی۔

☆ **مذہبی اور علمی شاعری:** اس کے ذریعہ سے فقہ اور دوسرے علوم کے مسائل نظم کئے گئے اور اس سے علوم کے حفظ کرنے میں آسانی پیدا ہوئی اور اب تک اہل مشرق اور اہلِ مغرب اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔"(۱)

اسلوب بیان کی تبدیلیاں

عباسی دور کی شاعری میں اسلوب بیان میں بھی کافی تغیر پیدا ہوا، جس کا اہم سبب عرب وعجم کا آزادانہ اختلاط تھا جس سے دو تہذیبوں میں اشتراک کی کیفیت پیدا ہوئی۔

مولانا عبدالسلام ندوی لکھتے ہیں:

> "عجمی شعراء نے کھانے پینے، وضع ولباس، ظروف اور سامان آرائش وغیرہ کے متعلق شاعری میں بہت سے فارسی اور دیہاتی الفاظ شامل کردئے، جو خلافت عباسیہ کے ابتدائی دور میں معرب تسلیم کئے گئے۔"(۲)

---

(۱) مضمون "عربی نظم ونثر کی تاریخ" محولہ بالا ص ۱۲۸۔۱۲۹ (۲) مضمون "عربی نظم ونثر کی تاریخ" محولہ بالا ص ۱۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح علم بدیع جو خالص عجمی صنعت پر مشتمل ہے اس کا عام رواج بھی اسی دور سے ہوا، مولانا عبدالسلام صاحب لکھتے ہیں:

''شعراء نے علم کلام کے بعض الفاظ اور اسالیب بیان اور قرآن وحدیث اور اشعار عرب کی عمدہ تشبیہات کا استعمال کیا اور اس کا نام بدیع رکھا، سب سے پہلے بشار نے اس کی ابتدا کی اس کے بعد مسلم بن ولید نے اس کا بہت زیادہ استعمال کیا اور ان تکلفات کی بنا پر اہل ادب کے نزدیک سب سے پہلے اس نے شاعری کو خراب کیا۔ ابوتمام نے اس میں اور بھی زیادہ غلو کیا۔ پھر بعد کے شعراء نے اس کی تقلید کی اور اس کی اور بھی بہت سی قسمیں پیدا کیں جن سے اہل عرب ناواقف تھے۔''(۱)

دور عباسی ہی سے شاعری کے مروجہ وزن وقافیہ میں بھی تبدیلی کا آغاز ہوا، مولانا عبدالسلام ندوی رقم طراز ہیں:

''وزن اور قافیہ کے لحاظ سے اس زمانہ میں ایسی چھوٹی چھوٹی بحروں کا رواج ہوا جن کو اہل عرب نے بہت کم استعمال کیا تھا اس کے علاوہ بعض نئی نئی بحریں ایجاد کیں جو اہل عرب کے کلام میں موجود نہیں تھیں، مثلاً شعر مزدوج جس کے دو ٹکڑے ایک قافیہ پر پھر دوسرے دو ٹکڑے ایک قافیہ پر نظم کیے جاتے تھے اور اس کا زیادہ تر استعمال امثال' قصہ' حکایت اور علوم مثلاً فقہ وغیرہ کے اصول وقواعد کے نظم کرنے میں کیا جاتا تھا۔ اسی دور میں موالیا کے نام سے شاعری کی ایک عامیانہ صنف بھی ایجاد ہوئی''۔(۲)

اندلس کی عربی شاعری

سرزمین اندلس میں عربوں کے قدم ۹۲ھ میں پہنچ گئے، مگر وہاں ان کی کوئی مستحکم

(۱) مضمون ''عربی نظم ونثر کی تاریخ'' محولہ بالا ص ۱۳۰۔ (۲) ایضاً۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت قائم نہیں ہو پائی۔ اس لئے ابتداءً وہاں عربی زبان وادب کو ترقی کرنے کا موقع نہیں ملا۔ سلطنت اموی کے خاتمہ کے وقت ایک اموی شہزادہ عبدالرحمٰن الداخل کسی طرح اپنی جان بچا کر اندلس پہنچنے میں کامیاب ہو گیا، اور وہاں اس نے بنوامیہ کی دوسری سلطنت قائم کی تو اس وقت سے اندلس میں علمی ترقی کا دور شروع ہوا۔ اور اموی خلفاء کی زیر سرپرستی علم وادب میں اس ملک نے اس درجہ ترقی کی کہ قرطبہ اور بغداد کا ہم سر ہو گیا۔

مولانا عبدالسلام ندوی نے اندلس میں شعر وشاعری کی نشو ونما اور اس کے مضامین پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''شاعری تو یوں بھی عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی لیکن جب انھوں نے اندلس میں فطری حسن و جمال کو دیکھا تو اس ذوق نے اور بھی ترقی کی اور اب وہ بدویانہ اور تمدنی دونوں قسم کی زندگیوں کا مظہر بن گئی اور اس میں فطری حسن و جمال کے ساتھ تمدنی جلوے بھی نظر آنے لگے، اندلس کے تمدنی اور فطری حسن و جمال کا اثر شعراء پر بہت زیادہ پڑا، اور انھوں نے وصف نگاری میں اس قدر ترقی کی کہ یہ اندلس کی شاعری کی نمایاں خصوصیت قرار پائی، وصف نگاری کے علاوہ اندلس کے شعراء نے اور تمام اصناف شعر میں بھی اہل مشرق کا مقابلہ کیا اور شاعری کی ایک خاص صنف ایجاد کی جس کو ''موشح'' کہتے ہیں، جس میں ایک قافیہ اور ایک وزن کی پابندی نہیں کی جاتی۔'' (۱)

مولانا عبدالسلام ندوی نے باوجود یہ کہ یہ لکھا ہے کہ اندلسی شعراء نے اہل مشرق کا بھرپور مقابلہ کیا مگر بعض میدانوں میں ان کی شکست کو بھی تسلیم کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''اجتماعی اور فلسفیانہ مضامین کے پیدا کرنے میں اندلس کے شعراء اہل مشرق کا مقابلہ نہیں کر سکے، اور ان میں کوئی متنبّی اور معری پیدا نہیں ہوا۔'' (۲)

---

(۱) عربی نظم ونثر کی تاریخ محولہ بالا ص ۱۳۵۔ (۲) عربی نظم ونثر کی تاریخ محولہ بالا ص ۱۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی شاعری مغلوں کے عہد میں

مغلوں سے عام طور پر ہندوستان کے تیموری سلاطین متعارف ہیں۔ جنھوں نے ایک عرصہ تک اس ملک پر حکمرانی کی، مگر مولانا عبدالسلام ندوی نے اس لقب کو ان غلام سلاطین کے لئے استعمال کیا ہے جنھوں نے خلافت عباسیہ کے خاتمہ کے بعد ہلاکو کی یورش کا مقابلہ کر کے اس کا رخ عالم اسلام سے موڑ دیا اور مختلف علاقوں میں اپنی خودمختار حکومتیں قائم کیں۔

اس عہد میں میں چونکہ عالم اسلام کی مرکزیت قائم نہ رہ پائی اور یہ سیاسی انتشار کا زمانہ تھا اس لئے قدرتی طور پر شعروادب کو اس میں پھلنے پھولنے کا موقع نہ ملا، تاہم مصروشام میں چند قابل ذکر شعراء پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ دوسرے خطوں میں بھی شعروشاعری مفقود نہ رہی۔ مولانا عبدالسلام صاحب اس دور کی شاعری کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عام طور پر شاعری فطری چیز نہیں رہی بلکہ ایک لفظی صنعت بن گئی اور شعر وادب دونوں باہم مخلوط ہو گئے، اور شعراء شاعری کے علاوہ ادب، مواعظ و حکم وغیرہ کی کتابیں لکھنے لگے، فن شعر مبتذل ہو گیا، اور لوگ اوقات فرصت میں دل بہلانے کے لئے شعر کہنے لگے، اور تجار اور پیشہ ور لوگ مثلاً درزی، بڑھئی اور گندھی وغیرہ سب کے سب شاعر ہو گئے، اگرچہ یہ اس دور کی مخصوص خصوصیت نہ تھی بلکہ اس سے پہلے بھی عوام کے گروہ میں شعراء پیدا ہوئے لیکن جب وہ شاعری میں کمال کر لیتے تھے تو خلفاء و امراء کے مقرب بارگاہ ہو کر اپنے پیشہ سے بے نیاز ہو جاتے تھے اور معجزانہ شعر کہنے لگتے تھے، جیسا کہ شعرائے امویہ و عباسیہ میں اس قسم کے بہت سے شعراء پیدا ہوئے، لیکن مغلوں کے دور میں ادبی کساد بازاری کی وجہ سے کوئی شاعر شاعری سے کسب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاش نہیں کر سکتا تھا، اس لئے وہ اپنے پیشہ سے الگ نہیں ہوتا تھا اور شاعری صرف دل بہلاؤ کے لئے کرتا تھا۔“(۱)

مولانا عبدالسلام ندوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس دور میں عجمیوں کے کثرت اختلاط سے فصیح عربی زبان پر برے اثرات پڑے، شعروادب میں بہت سے عامیانہ الفاظ مستعمل ہوئے۔

اس دور کی شاعری کے بعض امتیازات

مولانا عبدالسلام ندوی نے اس دور کی شاعری کے انحطاط کا ذکر ضرور کیا ہے مگر اسی کے ساتھ انھوں نے اس عہد کے بعض امتیازات بھی گنائے ہیں۔ ذیل میں اس کی تفصیل بیان کی جاتی ہیں۔

☆ **بعض اصناف شعر کی ایجاد:** مولانا عبدالسلام ندوی لکھتے ہیں:

”اس دور میں مربع اور مخمس کی ایجاد ہوئی جس میں ہر شعر کے چوتھے قافیہ کا التزام کرتے تھے۔ اس صنف کو مولدین نے آٹھویں صدی ہجری میں ایجاد کیا۔ ابنِ خلدون نے ایک اور صنف شعر کا ذکر کیا ہے جو موشح کے مثل تھی، اہل شہر شہری زبان میں اس کو نظم کرتے تھے اور اس کو ”عروض البلاد“ کہتے تھے۔

پہلے یہ ذکر آچکا ہے کہ دور عباسی میں موالیا نامی شاعری کی ایک عامیانہ صنف ایجاد ہوئی، ابتداءً اس کا رواج خلافت عباسیہ کے پایہ تخت بغداد ہی تک محدود تھا مگر مغلوں کے عہد میں اس نے کافی وسعت حاصل کی مولانا عبدالسلام صاحب لکھتے ہیں:

”اس دور میں ایک عامیانہ صنف شعر کو پختگی حاصل ہوئی جس کو موالیا لکھتے ہیں، اس کا رواج بغداد میں تھا اور اس کی مختلف قسمیں تھیں مثلاً قوما‘ کان وکان‘ مفرد اور دوبیت پھر وہ منتقل ہو کر بغداد سے قاہرہ میں آئی اور اسی زمانہ سے وہاں

---

(۱) مضمون معارف ”عربی شاعری مغلوں کے عہد میں‘ جلد نمبر ۱۱۶ عدد ۵ نومبر ۷۵ءص ۳۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا رواج ہوا اور مصریوں نے اس میں خوب خوب دادِ سخن دی۔"(۱)

☆ تاریخ گوئی: مغلوں ہی کے دور سے اشعار میں حروف تہجی کے اعداد کے اعتبار سے تاریخ نکالنے کا طریقہ ایجاد ہوا، جو عربی شاعری کے لئے بالکل نئی چیز تھی، مولانا عبدالسلام صاحب اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس دور کے اخیر میں حروف تہجی کے ذریعہ سے کسی واقعہ کی تاریخ نکالنے کا رواج ہوا۔ ادباء نے نثر میں اس سے کام لیا اور نظم میں بھی شعراء نے تاریخیں نکالیں۔ نثر کی سب سے قدیم مثال ۸۵۷ھ میں قسطنطنیہ کی فتح ہے جس کو عثمانیوں نے "بلدہ طیبہ" کے لفظ سے نکالا ایک دوسرے شخص نے ایک سبیل کی جو ۹۶۶ھ میں قائم ہوئی ان الفاظ میں تاریخ نکالی، "رحم اللہ من ورد وشرب" ۹۳۳ھ میں ابن المويد الامامی کی وفات ہوئی تو ایک شاعر نے اس کی یہ تاریخ کہی:

قل للذی ینبغی تاریخ رحلتة "نجل الموید مرحوم ومبرور"

۹۷۵ھ میں محمد پاشا مقتول والی مصر کی وفات ہوئی تو ایک شاعر نے یہ تاریخ نکالی:

قتلـه بـالـنـار نـور وهـی فـی التـاریخ "ظلمه"

اس کے بعد شعراء نے فن تاریخ گوئی میں نہایت وسعت پیدا کی یہاں تک کہ ایسے قصائد نظم کرنے لگے جن کا ہر مصرعہ تاریخ ہوتا تھا۔ بعض اوقات اشعار کی ابتداء کے حروف لے لئے جاتے ہیں ہیں جن سے ایسے الفاظ جمع ہو جاتے ہیں کہ ان سے اشعار بن جاتے ہیں اور ان کے ہر مصرع سے ایک یا دو تاریخیں نکل آتی ہیں جیسا کہ ۱۱۳۶ھ میں نحلاوی نے شیخ عبدالغنی النابلسی کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور ۱۸۴۸ء میں ناصف الیازجی نے ابراہیم پاشا کی مدح میں ایک قصیدہ اس کے جواب میں لکھا۔ دوسرے شعراء

(۱) مضمون معارف "عربی شاعری مغلوں کے عہد میں" محولہ بالا ص ۳۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس میں یہ جدت پیدا کی کہ ہر شعر کے غیر منقوط حروف سے ایک تاریخ اور منقوط سے دوسری تاریخ نکالی۔"(۱)

مذکورہ بالا خصوصیات کے ساتھ اس عہد میں بھی تقلیدی طور پر شاعری کی قدیم خصوصیات کو اپنانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اور شعر و شاعری کا رشتہ قدیم روایت ہی سے جوڑا جاتا تھا، مولانا عبدالسلام صاحب لکھتے ہیں:

"یہ شعراء غزل، مدح، مرثیہ اور ہجو سب کچھ پہلے شعراء کی طرح کہتے تھے۔.......... پہلے اپنے نام سے قصیدہ کی ابتداء کرتے تھے پھر تشبیب کہتے تھے اس کے بعد اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے تھے۔"(۲)

اسی دور میں عالم اسلام اور عیسائیوں کے مابین صلیبی جنگیں بھی ہوئیں جس کی بنا پر اہل فرنگ ایک مدت تک شام میں قیام پذیر رہے۔ مولانا عبدالسلام ندوی کے خیال میں ان کا بھی اثر ادباء پر پڑا جیسا کہ ان کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔(۳)

مولانا عبدالسلام صاحب نے اس دور کے شعراء کا ذکر ان کے وطن کے لحاظ سے کیا ہے اور اہم شعراء کی مختصر سوانح اور ان کے علمی کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے یہ نشاندہی بھی کردی ہے کہ ان کی کتابیں کن کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ چنانچہ اس دور میں شعرائے مصر و شام خاص اہمیت کے حامل تھے اس لئے ان کے لئے ایک فصل خاص کردی ہے اور درج ذیل شعراء کا ذکر کیا ہے:

☆ شہاب الدین محمد بن یوسف التلعفری
☆ الشاب الظریف المتوفی ۶۸۸ھ
☆ عفیف الدین تلمسانی المتوفی ۶۹۰ھ

---

(۱) مضمون "عربی شاعری مغلوں کے عہد میں" محولہ بالا ص ۳۶۴۔ (۲) ایضاً ص ۳۶۲۔ (۳) ایضاً ص ۳۶۳و۳۶۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ البوصیری صاحب قصیدہ بردہ المتوفی ۶۹۵ھ
☆ سراج الدین الوراق المتوفی ۶۹۵ھ
☆ شہاب الدین الغراوی المتوفی ۷۱۰ھ
☆ ابنِ دانیال الموصلی المتوفی ۷۱۰ھ
☆ ابن نباتہ المصری المتوفی ۷۶۸ھ
☆ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن یحیٰ التلمسانی المتوفی ۷۷۶ھ
☆ شمس الدین الہواری المتوفی ۷۸۰ھ
☆ القیراطی المتوفی ۷۸۱ھ
☆ ابوالفرج عبدالرحمٰن القسطی المتوفی ۷۹۴ھ
☆ تقی الدین الحموی المتوفی ۸۳۷ھ
☆ ابوالطیب احمد بن محمد الانصاری الخزرمی القصناعی المتوفی ۸۷۴ھ
☆ ابن سوودن المتوفی ۸۷۸ھ
☆ تاج الدین عبدالوہاب بن عرب شاہ المتوفی ۹۰۱ھ
☆ قنصور الغوری المتوفی ۹۲۲ھ
☆ برہان الدین الجعبری المتوفی ۷۲۲ھ وغیرہ

اسی طرح اس عہد میں مصر و شام میں باہر سے آئے ہوئے شعراء کی فہرست بھی مولانا عبدالسلام صاحب نے مرتب کی ہے جن میں سرفہرست صفی الدین الحلی المتوفی ۷۵۰ھ کا نام ہے جن کے بارہ میں مولانا مناظر احسن گیلانی کا خیال ہے کہ وہ ہندی نژاد تھے۔(۱)

علاوہ ازیں عراق، جزیرۃ العرب، فارس، مغرب اور اندلس کے نامور شعراء کا

(۱) مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ج ۱ ص ۳۴۹، ندوۃ المصنفین دہلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

دور عثمانی

تقریباً تین سو برس تک ممالیک سلاطین کی حکمرانی قائم رہی، بالآخر عثمان بن ارطغرل نے ایک مستحکم حکومت کی بنیاد ڈالی جو سلطنت عثمانیہ کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس دور کی شاعری پر مولانا عبدالسلام ندوی نے نہایت مختصر تبصرہ کیا ہے البتہ اہم ادباء، شعراء کی فہرست نہایت تفصیل سے درج کی ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔

"یہ دور عربی شاعری کے انحطاط کا دور ہے۔ اس دور میں جو خوش گو شعراء پیدا ہوئے ان کی خوش گوئی بھی تقلیدی تھی اور یہ لوگ معانی، اسلوب اور الفاظ میں صرف قدماء کی تقلید کرتے تھے، اس دور میں شاعری کا دارومدار صرف صنائع لفظیہ پر رہ گیا تھا، اور معانی کو الفاظ پر قربان کر دیا جاتا تھا، اس زمانہ میں شعراء و ادباء باہم مخلوط ہو گئے اور زیادہ تر مذہبی اشعار کہتے تھے۔" (۲)

دور عثمانی کے ممتاز شعراء میں عائشہ الباعونیہ الصالحیہ کو سرفہرست رکھا گیا ہے، اس کے علاوہ حسب ذیل شعراء کا ذکر کیا گیا ہے:

محمد بن قنصوہ۔ الانجشاری۔ محمد بن نجم الدین الصالحی۔ شہاب الدین العنایاتی النابلسی۔ درویش الطالوی الدمشقی۔ زین الدین الحمیدی۔ فتح اللہ الحلبی۔ ابو حفص القیرسی۔ منجک پاشا دمشقی۔ مصطفیٰ آفندی۔ احمد الطرابلسی۔ یوسف ابوالمحاسن المصری۔ امین سلامہ المصری۔ وغیرہ۔

مولانا عبدالسلام صاحب نے مختلف کتب خانوں میں دور عثمانی کے شعراء کے

(۲) مسودہ شعر العرب کتب خانہ دار المصنفین نمبر ۳۵ ورق ۳۴۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دواوین کی فہرست بھی مرتب کی ہے اور تقریباً چالیس دواوین کا ذکر کیا ہے مگر ان کے شعراء حالات یا تو انھیں دستیاب نہیں ہو سکے یا انھوں نے اختصار کی غرض سے قلم زد کر دیا ہے۔

اسی طرح اس عہد کے شعراء کا ذکر بھی انھوں نے ان کے وطن کے لحاظ سے کیا ہے اور اس دور میں بھی مصر و شام کو دیگر مقالات پر فضیلت حاصل ہے۔ اس لئے مصر و شام کے شعراء کا انھوں نے مفصل ذکر کیا ہے اور اسی کے ساتھ عراق، حجاز و نجد اور یمن کے شعراء کا تذکرہ کیا ہے۔(۱)

عربی شاعر کا دورِ آخر

عربی ادب کی تاریخ میں دورِ جدید کو نئی زندگی کا دور مانا جاتا ہے مولانا عبدالسلام صاحب نے اس کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "۱۸۶۰ء میں اور اس سے پہلے شام پر بہت سی تباہیاں آچکی تھی، اس لئے لبنان اور دمشق سے لوگوں نے بیروت وغیرہ کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دی، اور یورپین لوگوں نے بھی آ کر اپنے مدارس میں اپنے مذہب اور اپنی تعلیم کی اشاعت شروع کی۔ خدیو اسماعیل نے یورپین لوگوں کے لئے وادی نیل میں آنے اور اقامت کرنے کے لئے آسانیاں بہم پہنچائیں اور تقرب و انعام کے ذریعہ سے اہل ادب کی حوصلہ افزائی کی اس لئے نہایت کثرت سے شعراء و ادباء پیدا ہو گئے۔"(۲)

مولانا عبدالسلام صاحب نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ دورِ آخر کی شاعری میں یورپین تہذیب کے اثر سے جدت پیدا ہوئی اور بہت سی قدیم روایتیں ختم ہو گئیں۔ وہ لکھتے ہیں:

---

(۱) مسودہ شعر العرب ورق ۳۴۶ تا ۳۵۷۔ (۲) ایضاً ورق ۳۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میل جول، سفر اور یورپین لوگوں کی شاعری کی کتابوں کے مطالعہ سے جو شاعرانہ خیالات منتقل ہوئے یا مصر وشام میں تمدن جدید کے جو اسباب پیدا ہوگئے ان کی وجہ سے ادب میں کسی قدر جدید رنگ کی آمیزش ہوئی اسی کے ساتھ علم طبعی کی اشاعت سے لوگوں میں آزادی کی روح پھیل گئی اس لئے اجتماع وخیالات کی قدیم موروثی بندشیں ٹوٹ گئیں، جن میں اسالیب نظم اور تصورات شاعرانہ کی بندشیں بھی شامل تھیں۔ اب بعض شعراء وصف وغیرہ میں یورپین اسلوب کی تقلید کرنے لگے، جدید علمی تربیت کے اثر سے ان کے احساسات میں لطافت پیدا ہوگئی اور انسانی جذبات' انسانی قوی اور انسان کے قلب کے رموز واسرار سے ان کو اس قدر واقفیت حاصل ہوگئی جس سے قدماء بالکل بے خبر تھے۔''(۱)

دور جدید کی شاعری کے امتیازات

مولانا عبدالسلام ندوی نے دور جدید کے شعروادب کے درج ذیل خصائص ذکر کیے ہیں:

☆ **معانی کی طرف خاص توجہ:** عہد جدید کی سب سے نمایاں صفت انھوں نے معنی کی اہمیت کو بتایا ہے۔

لکھتے ہیں:

''نظم ونثر کا جوہر معنی اور عرض لفظ ہے، اس لئے موجودہ دور کا ادیب یا شاعر جب نظم ونثر لکھتا ہے تو اس کی توجہ صرف معانی کی طرف ہوتی ہے' .... جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص کی نظم یا نثر میں موجودہ دور کا اسلوب پایا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ الفاظ سے زیادہ معانی کا لحاظ رکھتا

(۱) مسودہ شعر العرب ورق ۳۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور وہ اپنی نظم ونثر میں ایک متعین مقصد کو پیش نظر رکھتا ہے جو اس کے قصیدہ یا مضمون کے ہر پہلو سے نمایاں ہوتا ہے۔(۱)

مولانا عبدالسلام ندوی نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ معانی کی طرف میلان کا رجحان یورپین ادباء کے طرز تحریر کے تتبع کا نتیجہ ہے لکھتے ہیں:

''جو لوگ یورپین اشعار اور لٹریچر سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں ان میں موجودہ دور کے اسالیب کا میلان زیادہ پایا جاتا ہے، اور بسا اوقات وہ موجودہ دور کے اسالیب ومعانی کا اقتباس بھی کرتے ہیں لیکن اس سے ان کی شاعری میں کوئی کمی نہیں پیدا ہوئی۔''(۲)

☆ **عامیانہ شاعری کا رواج:** دور جدید کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عامیانہ زبان میں شاعری کا رواج عام ہوا، مولانا عبدالسلام صاحب لکھتے ہیں:

''اس دور میں مصر وشام میں عامیانہ اوزان پر شاعری کی بہتات ہوئی ان میں بعض کا رواج تو قدیم زمانے میں بھی تھا' مثلاً زجل اور موالیا وغیرہ جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے اور بعض اس زمانے میں پیدا ہوئے۔''(۳)

عامیانہ اشعار کا زیادہ رواج لبنان میں ہوا اور اس میں وہی الفاظ استعمال کئے گئے جن کو خاص طور پر اہل لبنان بولتے ہیں' مولانا عبدالسلام صاحب نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ان اشعار میں خاص بلاغت اور خاص خیالات پائے جاتے ہیں عامیانہ اشعار کے بعض اوزان تو فصیح اشعار کے مشابہ ہوتے ہیں لیکن بعض فصیح اشعار کے مشہور اوزان سے مختلف ہوتے ہیں''(۴)

---

(۱) مسودہ شعر العرب ورق ۳۵۹ و ۳۶۰۔ (۲) ایضاً ص ۳۶۰۔ (۳) ایضاً۔ (۴) ایضاً ورق ۳۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عامیانہ شاعری میں عام طور پر گیت لکھے گئے جن میں موالات بغدادیہ، موالات مصریہ اور زغالیط کے نام زیادہ مشہور ہیں۔

موجودہ دور کی شاعری کے ادوار

مولانا عبدالسلام ندوی نے موجودہ دور کی شاعری کو تین ادوار میں تقسیم کیا ہے:

[۱] دور اول ۱۸۰۵ء تا ۱۸۶۳ء [۲] دور دوم ۱۸۶۳ء تا ۱۸۸۵ء۔ [۳] دور سوم ۱۸۸۵ء تا حال۔

دور اول کے شعراء کے بارہ میں وہ لکھتے ہیں کہ:

"اس طبقہ کے شعراء کی نظم میں قدیم طریقہ اور قدیم اسلوب کی پابندی بہت زیادہ پائی جاتی ہے کیونکہ تمدن جدید کے اثر سے آداب و اخلاق میں جو تغیرات پیدا ہوئے ان کا زمانہ انھوں نے نہیں پایا" (۱)

اس دور کے اہم شعراء و ادباء کی مختصر سوانح اور ان کے علمی کارناموں کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے جن میں چند مشہور نام یہ ہیں:

۱-سید اسماعیل الخشاب المصری ۲-شیخ محمد المہدی المصری ۳-سید عمر الباقی ۴-شیخ امین الامین الحمصی ۵-معلم بطرس الحمصی ۶-جرائیل الدمشقی ۷-السید علی درویش المصری ۸-امین الصباغ العراقی۔ وغیرہ۔

دور دوم کی خصوصیت مولانا عبدالسلام صاحب نے یہ لکھی ہے:

"اس دور کے بعض شعراء نے موجودہ دور کی شاعری کی تقلید کی بالخصوص وہ شعراء جنھوں نے یورپین لٹریچر سے واقفیت حاصل کی لیکن زیادہ تر شعراء قدیم اسلوب پر قائم رہے۔" (۲)

---

(۱) مسودہ شعر العرب ورق ص ۳۶۴۔ (۲) ایضاً ورق ۳۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا نے اس دور کے بھی شعراء وادباء کی فہرست مرتب کی ہے جسکے چند نام یہ ہیں:

☆عبدالغفار الاخرس العراقی ☆عمر الانسی البیرونی

☆علی ابو النصر المنفلوطی ☆الساعاتی المصری وغیرہ

دور سوم کی شاعری کے بارہ میں مولانا عبدالسلام صاحب نے لکھا ہے کہ:

''اس طبقہ کے شعراء میں موجودہ دور کی شاعری کے اسلوب نے نہایت رسوخ واستحکام حاصل کیا بالخصوص وہ لوگ جو اب تک زندہ ہیں۔''(۱)

مگر انھوں نے صرف ان شعراء کی فہرست دی ہے جو اس وقت تک وفات پا چکے تھے۔ جن میں چند شعراء یہ ہیں۔

☆ خلیل الیازجی عبداللہ پاشا فکری۔☆السعد طراد۔☆ابراہیم الاحدب ☆علی اللیثی المصری ☆شاکر شقیر اللبنانی ☆عبداللہ ندیم المصری ☆عثمان بک جلال المصری ☆سلیمان الصولہ الدمشقی ☆جرائیل دلال الحلبی ☆نجیب الحداد اللبنانی ☆عائشہ التیموریہ ☆محمود پاشا سامی البارودی وغیرہ۔(۲)

گزشتہ صفحات میں شعر العرب کے موضوع پر علامہ شبلی اور مولانا عبدالسلام ندوی کی نگارشات کی جو تفصیل پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سے بخوبی یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شعر العرب کی تکمیل تو نہ ہوسکی مگر اس موضوع پر دارالمصنفین نے خاصا مواد فراہم کردیا ہے جس کی مدد سے شعر العجم کے طرز پر شعر العرب لکھی جاسکتی ہے۔ اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی قابلِ ذکر تصنیف موجود نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ شبلی کی خواہش اور آرزو کے مطابق دارالمصنفین کو شعر العرب کی تالیف پر توجہ دینی چاہئے۔

(۱) مسودہ شعر العرب ورق ۳۷۴۔ (۲) ایضاً اوراق ۳۷۴ تا ۳۸۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب خامس

عربی کتابوں کے اردو ترجمے

مع ضمیمہ

عربی کتابوں کا اشاعتی منصوبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان عربوں کی نظر میں

اس کتاب میں ہندوستان کے متعلق عرب مصنفین خصوصا جغرافیہ نویسوں اور سیاحوں کے اصل بیانات کو یکجا کر کے ان کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں دارالمصنفین سے شائع ہوئی ہے۔ اور ان دونوں جلدوں میں تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) سے لے کر نویں صدی ہجری (پندرہویں صدی عیسوی) تک کے عرب مصنفین کے بیانات آگئے ہیں اس لئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ کتاب ہندوستان کی چھ سو سال کی قدیم تاریخ کا ایک مستند مرقع ہے بقول شاہ معین الدین احمد ندویؒ "اس دور کے متعلق اتنے قدیم، مستند اور متنوع معلومات ہندوستانی زبانوں میں بھی مشکل سے ملیں گے۔" (۱)

اس کتاب کی پہلی جلد مارچ ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی اس کے دو سال بعد ۶۲ء میں اس کی دوسری جلد منظر عام پر آئی اس عظیم منصوبہ کے نگراں (ڈائرکٹر) مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم تھے اور عربی متن کے نقل واقتباس اور اس کے اردو ترجمہ کی زیادہ تر محنت مولانا ضیاء الدین صاحب اصلاحی نے انجام دی، بعض بیانات کا ترجمہ مولانا مجیب اللہ صاحب ندوی نے بھی کیا ہے، اس طرح دارالمصنفین کے مایہ ناز محققین کی ایک ٹیم کی مشترکہ کوشش کے نتیجہ میں یہ عظیم الشان تاریخی کارنامہ انجام پایا ہے۔

(۱) ہندوستان عربوں کی نظر میں دیباچہ جلد دوم، معارف پریس اعظم گڈھ۔ ۱۹۶۲ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں مصنّفین کے بیانات زمانی ترتیب کے لحاظ سے مرتب کیے گئے ہیں اور صاحب بیان کا مختصر سوانحی خاکہ بھی پیش کر دیا گیا ہے جس سے عہد و ماحول کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے اسی طرح جابجا فاضل مترجم نے ضروری حواشی لکھ کر بہت سے ابہام کی تشریح کر دی ہے، جس کی وجہ سے قدیم اسماء کی زمانہ حال سے مطابقت اور اس کے موقع و محل کی وضاحت بھی ہو گئی ہے۔

اس کتاب کی پہلی جلد میں جاحظ، ابن خردازبہ، سلیمان تاجر، ابوزید حسن سیرانی، بلاذری، یعقوبی، ابن فقیہ ہمدانی، ابن رستہ، بزرگ بن شہریار، مسعودی، مطہر بن طاہر مقدسی، اصطخری اور بشاری مقدسی جیسے ممتاز اہل علم و ادب اور سیاحوں کے چشم دید یا شنید بیانات مذکور ہیں، اور دوسری جلد میں ابن ندیم، عبدالقاہر بغدادی، قاضی صاعد اندلسی، عبدالکریم شہرستانی، قاضی رشید بن زبیر، شریف ادریسی، ابن ابی اصیبعہ، ابن بطوطہ اور قلقشندی کی تحریریں شامل ہیں۔

یہ کتاب حکومت ہند کے مالی تعاون سے شائع ہوئی، اس وقت کے حکومت ہند کے ثقافتی امور کے وزیر جناب ہمایوں کبیر صاحب نے اس کو حکومت کے ایک پروجکٹ کی صورت میں امداد و تعاون کے لئے منظور کیا جس سے تاریخ ہند میں اس کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس پروجکٹ کے ڈائرکٹر مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی نے اس کتاب کا جو دیباچہ لکھا ہے اس سے اس کتاب کے تاریخ ہند کے ایک اہم اور بنیادی ماخذ ہونے کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں:

”عرب ایک تجارت پیشہ اور جہاز راں قوم تھے اس لئے ان کو ہمیشہ سے نئے نئے ملکوں کے حالات سے دلچسپی تھی، اسلام کے بعد جب ان کا علمی دور شروع ہوا تو جغرافیہ سے ان کی دلچسپی نے علمی تحقیق و تفتیش کی شکل اختیار کرلی، اور ان میں بڑے بڑے سیاح اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جغرافیین پیدا ہوئے جنھوں نے مختلف ملکوں کے جغرافیہ پر بڑی اہم کتابیں لکھیں، ہندوستان سے قدیم تعلقات اور عرب سے اس کی قربت کی بنا پر قدرۃً زیادہ دلچسپی تھی، چنانچہ مسلمان سیاحوں اور جغرافیہ دانوں نے یہاں کے حالات کا عینی مشاہدہ کر کے یا عینی مشاہدین سے سن کر یا ان کی کتابوں میں پڑھ کر ان کے حالات لکھے...... وہ ہند قدیم کی تاریخ کا بہت اہم ماخذ ہیں اور اس کی صحیح تصویر ان ہی کی کتابوں میں نظر آتی ہے، مگر یہ کتابیں عرصہ تک نایاب رہیں اس لئے ان کی جانب بہت کم اور بہت بعد میں توجہ کی گئی۔ سب سے پہلے الیٹ نے اپنی کتاب میں سلیمان تاجر، ابوزید سیرافی، ابن خردازبہ، مسعودی، اصطخری، ابن حوقل، یعقوبی، البیرونی، ادریسی اور قزوینی کی کتابوں کے اقتباسات دئے مگر ان کے پیش نظر سیاسی تاریخ بلکہ انگریزی حکومت کی سیاست بھی تھی، اس لئے انھوں نے بہت سی ضروری چیزیں چھوڑ دیں اس کے علاوہ بعض اہم کتابیں جو اس زمانہ میں غیر مطبوعہ اور نایاب تھیں اب چھپ گئی ہیں اور یہ سب کتابیں تیسری صدی ہجری سے لے کر پانچویں صدی تک یعنی پورے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام سے پہلے کی ہیں، اس لئے ضرورت تھی کہ ان کے بیانات کو جمع کر کے مع ترجمہ شائع کیا جائے تاکہ جو لوگ عربی سے ناواقف ہیں وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں اس ضرورت کی جانب سب سے پہلے حضرت سید صاحب نے ''عرب و ہند کے تعلقات'' میں توجہ دلائی تھی۔'' (۱)

واقعہ یہ ہے کہ دارالمصنفین نے اس اہم ضرورت کو بحسن وخوبی انجام دیا ہے، نمونہ کے طور پر صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ یہ کتاب محض نقل واقتباس اور ترجمہ کا مجموعہ نہیں ہے جب کہ بجائے خود یہ ایک اہم کام ہے بلکہ اس میں تحقیق کا حق ادا کیا گیا ہے۔

ابن خردازبہ کی کتاب المسالک والممالک اہل علم کے درمیان معروف ہے

(۱) دیباچہ جلد اول ص ۳-۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس کے اقتباسات نقل کرنے سے پہلے ابن خرداذ بہ اور اس کی کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے۔

''ابن خرداذ بہ کا نام عبیداللہ، کنیت ابو القاسم، باپ کا نام عبداللہ دادا کا احمد اور پردادا کا خرداذ بہ تھا، اصلی وطن خراسان اور بغداد مسکن تھا، اس کے پردادا خرداذ بہ مجوسی تھے مگر برامکہ کے ہاتھ پر اسلام لائے، ابن خرداذ بہ عباسی خلیفہ معتمد کے زمانہ میں ڈاک اور خفیہ اطلاعات کے محکمہ کا افسر تھا، اور اس کے خاص مصاحبوں اور ندیموں میں شمار ہوتا تھا اس نے کئی کتابیں لکھیں تھیں مگر ان میں مشہور اور مطبوعہ یہی المسالک والممالک ہے، جو عربی زبان میں جغرافیہ کی پہلی کتاب ہے جس میں ہندوستان کا کچھ ذکر ملتا ہے اور مطبع بریل لیڈن سے ۱۸۸۹ء میں ڈی غوجی (Degoje) نے اسے فرنچ ترجمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس میں بغداد سے مختلف ملکوں کی آمدورفت کے راستوں اور مسافتوں کے علاوہ دوسرے تاریخی معلومات بھی درج ہیں اور ہندوستان کے بری و بحری راہوں اور یہاں کی مختلف ذاتوں کا بھی تذکرہ ہے، ابن خرداذ بہ اگرچہ ہندوستان نہیں آیا تھا مگر اس کے عام معلومات کی بنیاد بطلیموس کا جغرافیہ اور خاص معلومات کا دارومدار اس کے محکمہ کی سرکاری اطلاعات پر ہے، اور اس کے عہدہ کی وجہ سے اکثر تاجروں اور مسافروں سے اس کی ملاقاتیں بھی ہوتی رہتیں تھیں اس لئے اس کی یہ ذاتی معلومات ایک ہندوستانی سیاح کے معلومات سے کم درجہ کے نہیں ہیں۔ ابن خرداذ بہ نے اسے تیسری صدی ہجری کے وسط میں لکھا ہے۔ اس کی پیدائش ۲۱۱ھ مطابق ۸۲۶ء اور وفات کا سال ۳۰۰ھ مطابق ۹۱۲ء کے قریب ہے۔''(۱)

مذکورہ بالا تمہید میں ابن خرداذ بہ کے مختصر اور جامع تعارف کے ساتھ اس کی کتاب کی قدر و قیمت اور تاریخ ہند کے ایک اہم ماخذ کی حیثیت سے اس کے پایہ کو متعین کرنے کی

(۱) ہندوستان عربوں کی نظر میں جلد اول ص ۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ اب اس کا ایک اقتباس اور اس پر مترجم کے حواشی ملاحظہ ہوں:

"ملك الهند الاكبر بلهرا اى ملك الملوك ومن ملوك الهند ملك جابة وملك الطافن وملك الجزر وغابة ورهمي وملك قامرون۔"(۱)

اس عبارت کا ترجمہ یوں گیا گیا ہے:

"ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ بلہرا (مہاراجہ) ہے یہاں کے راجاؤں میں جابہ، طافن، جزر، غابہ، رہمی اور قامرون کے راجہ ہیں۔"

ظاہر ہے کہ اس سادہ سے ترجمہ سے یہ عبارت مکمل طور پر مبہم باقی رہتی ہے مگر فاضل مترجم نے مفید حاشیوں کے ذریعہ اس کی مکمل وضاحت کر دی ہے، چنانچہ وہ بلہرا پر حاشیہ لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"راجہ بلہرا کا تذکرہ اکثر عرب مصنفین کے بیان میں آئے گا .... بلہرا اصل میں ولبھ رائے کی بگڑی ہوئی شکل ہے یہ دکھنی راشٹ کوٹ خاندان کے راجاؤں کا لقب ہے اس خاندان میں جو پہلا شخص ظاہر ہوا وہ شری بھٹ ٹارک ہے جس نے گجرات پر ۵۰۹ء سے ۵۲۰ء تک حکومت کی۔ اسی شخص کو ولبھی پور کا بانی کہا جاتا ہے، مسٹر بھنڈا کر نے بلہرا کو دو لفظوں "بھلا" اور "را" سے مرکب بتایا ہے۔ را بمعنی راجہ اور بھلا بمعنی معظم و مکرم"

اس کے بعد فاضل مترجم نے ولبھی پور کے موقع و محل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ولبھی پور قدیم زمانے میں ایک مستقل اور عظیم الشان شہر تھا، قدیم چینی سیاح "ہونگ شیا نگ چین" کا بیان ہے کہ لاریکا (لار یعنی بھروچ) کے اتر میں واقع ہے بیرونی کا بیان ہے کہ انہلواڑہ سے دکھن میں پڑتا ہے الیٹ صاحب کے بیان کے مطابق موجودہ ریاست بھاؤنگر سے ۲۰ میل دور اور بندر گھوگھ کے درمیان آباد تھا۔ موجودہ تحقیق بھی قریب قریب یہی ہے کہ گھیلا رو ندی کے کنارے وڑا نامی گاؤں کے پاس ولبھ یا ولھی نام کا ایک

(۱) ہندوستان عربوں کی نظر میں ج ۱ ص ۱۰ بحوالہ المسالک والممالک ص ۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹا سا گاؤں ہے جس کو اس شہر کی یادگار سمجھنا چاہئے اس شہر کی تباہی کے متعلق مختلف کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ یہاں کے راجاؤں کا مذہب بودھ اور بعضوں کا جین تھا، اور انھیں دونوں کے جھگڑوں میں شاید اس کا خاتمہ ہوا۔"

اسی طرح فاضل مترجم نے مختلف محققین کے حوالہ سے جابہ، طافن، جزر، غابہ، رہمی اور قامرون کی تحقیق بھی پیش کی ہے جابہ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ:

"یہ گوجروں کے ایک گروہ کا نام ہے جسے سنسکرت میں چاپ کہا جاتا تھا"

لفظ طافن کے بارہ میں مولانا سید سلیمان ندوی کی یہ تحقیق درج کی ہے کہ:

"اس کو بعضوں نے موجودہ اورنگ آباد دکن کے قریب بتایا ہے بعض اس کو کشمیر کے پاس کہتے ہیں لیکن میرے نزدیک یہ طافن لفظ ہے اور یہ دکھن کی خرابی ہے۔"

جزر کے بارہ میں مؤلف تاریخ گجرات کی یہ تحقیق پیش کی ہے کہ:

"یہ لفظ اصل میں گجر ہے، گجر راجہ گجرات کے راجہ تھے۔"

قامرون کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"اس سے کامروپ مراد ہے اب اسے آسام کہا جاتا ہے۔........."

غرض اسی ایک مثال سے پوری کتاب کے بارہ میں یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ اس میں نقل واقتباس اور ترجمہ کے ساتھ حاشیہ لکھنے میں کافی محنت کی گئی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ تاریخ ہند کے ماخذ کی حیثیت سے ہیانگ سانگ، فاہیان اور برنیر کے سفرناموں کو غیر معمولی اہمیت دی جاتی ہے اور ان عرب مورخین اور سیاحوں کے بیانات سے بالعموم تاریخ ہند کے طلبہ ناواقف ہیں صرف ابن بطوطہ یا بعض اور مشہور سیاحوں تک ہی ان کی معلومات محدود ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ اس مفید تاریخی کتاب کو انگریزی اور ہندی زبانوں میں بھی منتقل کیا جائے۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ فقہ اسلامی

دارالمصنفین کے مقاصد میں مختلف زبانوں کی اہم اور مفید علمی کتابوں کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ ترجمہ کا فن بہت دشوار گزار ہے کیونکہ ہر زبان کا اپنا الگ اسلوب اور لہجہ ہے اس کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں، دارالمصنفین کے رفقاء نے متعدد عربی کتابوں کے کامیاب ترجمے کئے خاص طور پر مولانا عبدالسلام ندوی مرحوم کو یہ خداداد ملکہ حاصل تھا کہ وہ مصنف کی مراد کو اردو کے بہترین قالب میں ڈھال دیتے تھے، جس میں ترجمہ پن کی جھلک تک نہیں دکھائی دیتی تھی۔

تاریخ فقہ اسلامی دارالمصنفین کی ایک مقبول کتاب ہے یہ مشہور مصری عالم ڈاکٹر محمد خضری مرحوم کی کتاب تاریخ التشریع الاسلامی کا ترجمہ ہے جس کو مولانا عبدالسلام ندوی نے اس خوبصورتی کے ساتھ اردو کا جامہ پہنایا ہے کہ یہ ایک مستقل تصنیف معلوم ہوتی ہے۔

برصغیر ہندوپاک کے مدارس عربیہ میں یہ کتاب کافی مقبول ہے اور بعض مدارس کے نصاب میں شامل ہے کیونکہ ان مدارس میں فقہ کی تعلیم کا اہتمام ضرور ہے مگر اس علم کی بنیادی معلومات اور ضروری واقفیت سے طلبہ بالعموم بے خبر رہتے ہیں تاریخ فقہ اسلامی اس خلاء کو پر کرتی ہے چنانچہ اس میں فقہ اسلامی کے چھ دور قائم کر کے ہر دور کی خصوصیات وامتیازات اور ان کے علل واسباب کی عمدہ تشریح کی گئی ہے، ہر دور کا مختصر سیاسی پس منظر بھی بیان کیا گیا ہے اور اس دور کے ممتاز فقہاء کا سوانحی خاکہ اور ان کی فقہی خدمات کا بھی ذکر ہے۔

یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۲۷ء مطابق ۱۳۴۶ھ میں دارالمصنفین سے شائع ہوئی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت سے برابر اس کی اشاعت ہو رہی ہے۔ حال میں اس کو دارالمصنفین نے حوالوں کی تخریج کے ساتھ شائع کیا ہے اور اس خدمت کی سعادت راقم الحروف کے حصہ میں آئی ہے۔

ابن خلدون

ابن خلدون مصر کے نامور فاضل ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی تصنیف ہے، جو اصلاً فرنچ زبان میں لکھی گئی اور اس پر سر بون یونیورسٹی نے ان کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی اس کتاب کو ڈاکٹر طٰہٰ حسین کے ایک دوست محمد عبداللہ عنان نے عربی میں منتقل کیا چنانچہ دارالمصنفین نے اس عربی ترجمہ کو اردو کا جامہ پہنایا یہ ترجمہ بھی دارالمصنفین کے فاضل ترجمہ نگار مولانا عبدالسلام ندوی کے قلم سے ہوا ہے جن کو فن ترجمہ میں سند کی حیثیت حاصل تھی، مولانا سید سلیمان ندوی نے اس کے دیباچہ میں لکھا ہے:

> ''میں نے یہ کتاب اپنے رفیق کار مولانا عبدالسلام ندوی کے سپرد کی کہ وہ اس کو اردو میں منتقل کریں جو انھوں نے حسب دستور خوبی سے انجام دیا۔''

یہ ترجمہ ۱۹۴۰ء میں معارف پریس سے شائع ہوا اور کافی مقبول ہوا۔

ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی یہ کتاب اپنے موضوع پر سب سے عمدہ اور جامع کتاب ہے، اس کتاب کے عربی مترجم نے اس کی بلند پائیگی کا اعتراف ان لفظوں میں کیا ہے:

> ''طٰہٰ حسین کی مایہ ناز تصنیف ذکری ابی العلاء کی طرح یہ کتاب بھی اپنے موضوع پر پہلی مرتب تحقیقی کاوش ہے جس میں فلسفی ابن خلدون کے سوانح حالات اور اس کے تاریخی و عمرانی نظریات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔''

واقعہ یہ ہے کہ ابن خلدون نہ صرف مسلمانوں بلکہ دنیا کے مورخین میں فلسفۂ اجتماعیات کا پہلا عالم ہے جس نے عمرانی مسائل پر سب سے پہلے فلسفیانہ نگاہ ڈالی اور اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی طور سے مرتب کیا چنانچہ اس کی مرتب کردہ تاریخ کا مقدمہ فلسفۂ تاریخ وعمرانیات کے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی یہ کتاب ابن خلدون کے مختصر حالات کے ساتھ اس کے سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی وعمرانی نظریات پر مفصل روشنی ڈالتی ہے۔

انقلاب الامم

یہ کتاب مشہور فرانسیسی عالم ومفکر گستاولی بان کی فرنچ کتاب کے عربی ترجمہ کا اردو ترجمہ ہے جس کو مولانا عبدالسلام ندوی نے انقلاب الامم کے نام سے اس طور پر اردو کے قالب میں ڈھالا ہے کہ اس پر اصل تصنیف کا گمان ہوتا ہے یہ کتاب ۱۹۱۸ء میں معارف پریس سے شائع ہوئی، مولانا ابوالکلام آزاد کی نظر سے جب یہ کتاب گزری تو انھوں نے اس کی تحسین ان الفاظ میں کی:

> ''مولوی عبدالسلام صاحب نے اصل کتاب کا ترجمہ اتنا پرزور، موثر اور دلچسپ کیا ہے کہ اس سے بہترین نہیں ہوسکتا۔''(۱)

گستاولی بان کی اس کتاب میں ان نفسی اصول اور اخلاقی قوانین کی تشریح کی گئی ہے جن سے قوموں کی ترقی اور ان کا تنزل وابستہ ہوتا ہے یعنی جس طرح افراد میں ایک مخصوص روح ہوتی ہے جس کے مطابق ان کے تمام افعال صادر ہوتے ہیں، اسی طرح سے قوموں میں بھی مخصوص اخلاق وعادات ہیں جن پر ان کی ترقی وتنزلی کا مدار ہوتا ہے، مولانا عبدالسلام ندوی نے اس کتاب کے آغاز میں ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے جس میں مصنف کے سوانح حالات کے ساتھ قوموں کے عروج وزوال کا فلسفہ اور اس کے بارے میں اسلامی تعلیم اور نقطۂ نظر نیز بعض علمائے اسلام خصوصاً ابن خلدون کے افکار وخیالات پیش کیے ہیں۔

(۱) مشاہیر کے خطوط بنام مولانا سید سلیمان ندوی، ص ۱۸۹۔ دارالمصنفین ۱۹۹۲ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور عربی تمدن

یہ کتاب شام کے مشہور فاضل محمد کرد علی کی کتاب ''الاسلام والحضارة العربية'' کا اردو ترجمہ ہے جو دار المصنفین کے سابق ناظم مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی نے کیا ہے، یہ کتاب ۵۰۴ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۹۵۲ء میں مطبع معارف سے شائع ہوئی۔

اس کتاب میں مذہب اسلام اور اسلامی تہذیب و تمدن پر علمائے مغرب کے اہم اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، نیز یورپ پر اسلام اور مسلمانوں کے اخلاقی، علمی اور تمدنی احسانات کی تفصیل بیان کی گئی ہے فاضل مترجم نے اصل کتاب کے بعض ابواب جو غیر ضروری محسوس ہوئے حذف کر دیئے ہیں، اور جا بجا مصنف کے نقطۂ نظر کی تصحیح حاشیہ میں کر دی ہے۔

سولہ ابواب پر مشتمل اس کتاب کے ابتدائی چار ابواب اور مقدمہ میں مذہب اسلام سے مخالفت کے اسباب کی وضاحت کی گئی ہے اور شعوبی تحریک کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اس کے بعد کے چھ ابواب میں مذہب اسلام کے مسکن اول عرب کے تمدنی اثرات کی تفصیل بیان کی گئی ہے جب کہ اس کے عہد فروغ میں یورپ مکمل طور پر عہد ظلمت میں تھا۔ ایک مستقل باب میں شاعری اور فنون لطیفہ کے موضوعات پر مسلم دنیا کے یورپ پر اثرات دکھائے گئے ہیں اور دو ابواب میں اندلس اور سسلی پر عربوں کے تمدنی اثرات کی تفصیل ذکر کی گئی ہے کتاب کے اخیر کے تین ابواب میں مسلم تہذیب و تمدن پر مختلف النوع حملوں کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ایک باب میں صلیبی جنگ کا ذکر ہے اور دوسرے میں مغل اور ترکوں کی یورش کا ذکر ہے اور ایک مستقل باب میں یورپین نوآبادکاروں کے علمی و عملی حملوں کی تفصیل کی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالمصنّفین کے اشاعتی منصوبہ میں شامل عربی کتابیں

تاریخ بدء الاسلام

بانی دارالمصنّفین علامہ شبلی نعمانیؒ کی اولین عربی کتابوں میں ''تاریخ بدء الاسلام'' ہے جس کو انھوں نے قیام علی گڑھ کے زمانہ میں مرتب کیا۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ اس کی وجہ تالیف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''طلبہ میں ذات پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسن عقیدت اور واقفیت پیدا کرنے کے لئے عربی میں سیرت کا ایک مختصر رسالہ بدء الاسلام لکھا اور وہ کالج کے نصاب تعلیم میں داخل ہوا اور شاید اب تک ہے۔''(۱)

رسالہ تاریخ بدء الاسلام چون (۵۴) صفحات پر مشتمل ہے، مگر اختصار کے باوجود سیرت نبوی کے ضروری اور اہم مباحث پر مشتمل ہے، چنانچہ اس رسالہ کی اہمیت کے پیش نظر علامہ کے شاگرد اور عزیز مولانا حمید الدین فراہی نے اس کا فارسی ترجمہ کیا جو ۱۳۰۳ھ میں مطبع مفید عام آگرہ سے طبع ہوا پھر اس فارسی کا اردو ترجمہ میمونہ سلطان شاہ بانو (بیگم نواب حمید اللہ خاں بھوپال) نے آغاز اسلام کے نام سے کیا جو ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا۔

تاریخ بدء الاسلام کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ شبلی کو ابتداہی سے فن سیرت سے خاص تعلق اور دلچسپی تھی اس لئے اس رسالہ کو ان کی مایہ ناز تصنیف ''سیرۃ النبی'' کی خشت اول قرار دینا بیجا نہ ہوگا، اس رسالہ کے سرورق پر درج ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے

(۱) حیات شبلی ص ۱۴۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے ان کے اصول سیرت نگاری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مقتبساً من آیاتِ القرآن و	یہ رسالہ قرآنی آیات کے اقتباسات اور
ملتقطاً من کتب العلماء ذوی	صدق وایقان سے معمور علماء کی کتابوں
الصدق والایقان کتاریخ ابی	مثلاً تاریخ ابوالفداء شفا قاضی عیاض اور
الفداء والشفاء لقاضی عیاض	کامل ابن اثیر کے منتخبات کا مجموعہ ہے۔
والکامل لابن الاثیر۔(۱)	

سیرۃ النبیؐ میں علامہ شبلی نعمانی نے سیرت نگاری کے قدیم طریقۂ کار کا جائزہ لیا ہے اور بعض رہنما اصول متعین کیے ہیں، سرورق کی اس عبارت سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ یہ اصول بدء الاسلام کی ترتیب وتالیف کے وقت بھی ان کے پیش نظر تھے۔ چنانچہ قرآنی آیات کو سیرت کا ماخذ قرار دینا اور واقعات سیرت کے لئے مستند کتابوں کی تعیین اس کا بیّن ثبوت ہیں۔ اس رسالہ کے مقدمہ میں انھوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ھذہ نبذۃ من وقائع النبوۃ و	یہ حالات نبوی اور عہد رسالت کے تمام
جملہ من حوادث الرسالۃ	قابل ذکر واقعات کا ایک مجموعہ ہے جس
جردتھا من تاریخ ابی الفداء	کو میں نے تاریخ ابوالفداء کامل ابن اثیر
والکامل لابن الاثیر والشفا	اور شفاء قاضی عیاض سے نقل کیا ہے اور
لقاضی عیاض واقتبست	موقع ومناسبت سے قرآنی آیات کو بھی
شیئا صالحا من آیات القرآن	ماخذ بنایا ہے یہ رسالہ گو بہ قامت مختصر ہے
فجائت مع کونھا جزئا من کل	مگر امور سیرت کے مختلف النوع اور
وغیضا من فیض کافلۃ للقدر	ضروری مطالب پر مشتمل ہونے کے
الواجب جامعۃ لشتات	سبب سے جامع اور کافی ہے۔ فن سیرت

(۱) تاریخ بدء الاسلام، سرورق مطبع مفید عام آگرہ بدون سنہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المطالب فاما الاسفار التی دونت فی ذلک فھی کسالة الملوک یقع فیھا الجوھر والخذف فلا تجدی الا لمن کان فی تنقید الروایة وامعان النظر فی اعلی محل وبلغ فی سعة العلم وجودة الذھن اعظم درجة وابعد غایة واما الذی فاتته دقة النظر وصیانة الرای فحق ان یحجر عن الاقتحام فی تلک المھامة الفیحاء التی یجاد فیھا القطا وتقصر بھا الخطا والا فیکون کراکب متن عمیاء بل یخبط خبط عشواء۔ (۱)

پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کی مثال صحن شاہی کی ہے جہاں جواہر وسنگ ریزے سب بکھرے پڑے ہوئے ہیں اوران کی تحقیق وتلاش میں وہی کامیاب ہوسکتا ہے۔ جس کو چھان بین کا ملکہ ہو اور وہ دقیق النظر بھی ہو نیز اس کا علم گہرا اور ذہن رسا ہو، اگر کسی میں یہ اوصاف نہ ہوں تو اس کو اس کوچہ میں قدم نہ رکھنا چاہئے، کیوں کہ اس سے بڑی لغزشیں پیدا ہوسکتی ہیں۔

اس رسالہ میں علامہ شبلی نے مختلف عناوین کے تحت مکی ومدنی زندگی کا خاکہ پیش کیا ہے اور اخیر میں کاتبین وحی کے اسماء، اسلحہ خانہ نبوی کی مختصر فہرست، عاملین صدقات اور ان کی جائے تقرری کی تفصیل بھی ذکر کردی ہے اور شمائل کے عنوان سے تعلیمات نبوی کا ایک نقشہ بھی رکھ دیا ہے۔

عہد مکی کے واقعات کی تفصیل یوں ہے:

ابتداء دعوت، اسلام حضرت عمرؓ، ہجرت حبشہ، مقاطعہ بنی ہاشم، وفات ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ، سفر طائف، قبائل کو دعوت اسلام، بیعت عقبہ اولی وثانیہ اور ہجرت، اس عہد کی

(۱) تاریخ بدء الاسلام ص ۲۔۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل میں اہل مکہ کے ظلم وستم کے واقعات اسلام عمرؓ کی سرخی کے تحت ذکر کئے گئے ہیں۔

عہد مدنی کے واقعات کی تفصیل یوں ہے:

تاسیس مسجد قبا، مواخاۃ، فرضیت روزہ، غزوہ بدر، غزوۃ السویق، غزوہ احد، غزوہ حمراء الاسد، غزوۃ الرجیع، غزوہ بیر معونہ، بدر الثانیہ، غزوۂ الخندق، غزوۂ بنی المصطلق، بیعت رضوان، بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط، غزوۂ خیبر، حضرت خالدؓ کا قبول اسلام، غزوہ موتہ، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ تبوک، وفود عرب، مرض الموت اور وفات۔

اس رسالہ میں ایسے تمام موضوعات سے صرف نظر کیا گیا ہے جس کو معاندین اسلام نے موضوع بحث بنایا ہے۔ چنانچہ اس میں صرف حضورؐ کے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کی تفصیل درج ہے، بقیہ ازواج مطہرات کا سرے سے کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اسی طرح غزوہ بنی المصطلق کے بعض واقعات بھی چونکہ مستشرقین کے حلقہ میں اچھالے جاتے ہیں چنانچہ اس غزوہ کا مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ اس کتاب کا مقصد طلبہ میں ذات نبویؐ سے حسن عقیدت اور واقفیت پیدا کرنا تھا اس لئے اس قسم کے موضوعات کو موضوع بحث بنانا کتاب کے مقصد کو فوت کر دیتا البتہ اس ضرورت کے لئے علامہ شبلی نے سیرۃ النبیؐ میں مفصل بحث کی ہے۔

اسلوب نگارش کے چند نمونے

علامہ شبلی نے اس رسالہ میں کتب تاریخ اور قرآنی آیات کو اس طرح باہم پرو دیا ہے کہ یہ سیرت کا ایک مختصر اور دلآویز مجموعہ ہو گیا ہے۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے اس کا اندازہ ہوگا۔

اسلام کی آمد کے وقت اہل عرب کے مذاہب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وكانت للعرب يومئذ ديانات
مختلفة منهم من كان يميل الى
الدهر ويقول "اِنْ هِيَ اِلَّا
حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْي
وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ" ويقول
اذا ذكر له البعث والنشر "أئِذاً
كُنَّا عِظَاماً وَ رُفَاتاً أَئِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ" ومنهم من كان
يقربالو حدانية ولكن مع ذلك
يعتقدان هنالك اشخاصا من
الملائكة والارواح تدبر اهل
الارض فيها يرجع الى منافع
الناس وعوايدهم ولذلك
اتخذوا اصناما على هيئتهم
المفروضة وقالوا "مَا نَعْبُدُهُمْ
اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفاً" و
منهم من كان يسمى الملائكة
تسمية الانثىٰ فاما الفسوق
والتفاجر وسوء التعامل
والتظالم بالسبى وشيوع
الربوا وكثرة النكاح و تعاود

آغاز اسلام کے وقت عربوں میں مختلف
عقیدوں کے لوگ تھے، بعض عرب
دہریت کی طرف مائل تھے اور کہتے تھے
کہ ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے اور
(بس) یہیں مرنا اور جینا ہے اور زمانہ ہی
ہم کو ماردیتا ہے۔ اور جب ان سے
دوبارہ زندہ کئے جانے اور حشر ونشر کا ذکر
کیا جاتا تو کہتے ہیں کیا جب ہم مرکر
(گل سڑ جائیں گے) ہڈیاں اور ریزہ
ریزہ ہوجائیں گے تو کیا ہم کو اٹھا کر کھڑا
کیا جائے گا بعض لوگ وحدانیت کے
قائل تو تھے مگر اسکے ساتھ یہ اعتقاد بھی
رکھتے تھے کہ ملائکہ اور بعض دوسری روحیں
انسانوں کے نفع ونقصان کی مجاز ہیں،
چنانچہ ان لوگوں نے بعض خیالی تصویروں
کے بت تراش لئے اور کہتے تھے کہ ہم تو
ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں
کہ وہ خدا سے ہم کو نزدیک کردیں، بعض
عرب ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں تصور کرتے
تھے، اس کے علاوہ فسق وفجور، بد
معاملگی، قیدی بنانے کی ظالمانہ روش،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحروب والوأد وقتل الاولاد فكانوا كلهم فی ذلك علی محجة واحدة ویدین مشتركة (۱)

سود خوری، کثرت ازدواجی، جنگ جوئی، اولاد کو زندہ درگور کر دینا ان کی عام اور مشترک صفت تھی۔

دعوت توحید کے عنوان سے مشرکین کے طرز عمل اور ان کی تردید کے لئے بھی انھوں نے یہی اسلوب بیان اختیار کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

ولما دعاهم رسول الله ﷺ الی التوحید والاسلام وانکر علیهم عبادة الاصنام اخذتهم العزة بالاثم فاعرضوا و استهزء وا واكثروا من الجدل واللجاج وتشبثوا بحجج واهية وشبهات ساقطة فمنهم من یقول "اَجَعَلَ الآلِهَةَ اِلٰهاً وَّاحِداً" ومنهم من تمسك بالتقليد الجامد فقال "مَا سَمِعْنَا بِهٰذا فِی آبَائِنَا الاَوَّلِیْنَ بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ آبَائِنَا" فلما احس منهم الكفر اثبت علیهم حجة الحق باستدلالاتٍ لطيفةٍ سهل الماخذ سمح

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عرب کو توحید اور اسلام کی طرف بلایا اور بت پرستی سے منع فرمایا تو ان میں گناہ کی ضد اور ہٹ دھرمی پیدا ہوئی ان لوگوں نے حق سے منہ پھیر لیا اور استہزاء اور بحث ومباحثہ پر آمادہ ہوئے جب کہ ان کے الزامات بے بنیاد اور دلائل ساقط الاعتبار تھے چنانچہ بعض نے یہ کہا کہ اس نبی نے سارے معبودوں کی جگہ صرف ایک معبود کو رکھا ہے اور بعض نے کورانہ تقلید کی بنیاد پر کہا کہ یہ بات تو ہم نے اپنے آباء واجداد سے نہیں سنی ہم تو وہی بات مانیں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے کفر وعناد کا بخوبی

(۱) تاریخ بدء الاسلام ص ۴، ۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التعاطی لاتبعد عن محجتهم ولا تخرج عن نطاق درکهم فاستدل علی وجود الخالق بشواهد الفطرة و عجائب آثارها۔ (۱)

اندازہ ہوگیا تو اثبات حق کے لئے ان کے سامنے ایسے لطیف دلائل پیش کئے جو ان کے فہم وادراک سے بالاتر نہ ہوں اور وجود خالق پر شواہد فطرت اور عجائب خلقت سے استدلال کیا۔

غزوہ بدر کے باب میں علامہ شبلی کا موقف عام سیرت نگاروں کے برعکس ہے، بالعموم سیرت نگار اس بات کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے قافلہ ابوسفیان پر حملہ کی غرض سے نکلے تھے مگر مولانا شبلی نے قرآن مجید کی روشنی میں اس کی تردید کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ مدینہ منورہ سے ہی جنگ کے لئے نکلنا ہوا تھا۔ اس پر مفصل بحث انھوں نے سیرۃ النبیؐ میں کی ہے البتہ تاریخ بدء الاسلام میں اس کا اجمالاً ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

ومن امرها ان قریشاً بعد ما هاجر المسلمون الی المدینه لم یزالوا فی جد وطلب لیدرکوهم ویکیدوا بهم فجاء ابو جهل سرا وخادع عیاش ابن ربیعة ورده الی مکة فحبسوه وهکذا کانت صنیعتهم، وکان رسول الله ﷺ ایضا یبعث السرایا لیعرفوا اخبار قریش

غزوۂ بدر کا پس منظر یہ ہے کہ مسلمانوں نے جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں پناہ لی تب بھی کفار مکہ ان کے درپئے آزار رہے اور برابر کوشاں رہے کہ ان کو پکڑلیں اور ان کو تختۂ مشق بنائیں چنانچہ ایک مرتبہ ابوجہل خفیہ طور پر مدینہ آیا اور عیاش بن ربیعہ کو بہلا پھسلا کر مکہ لے گیا اور وہاں ان لوگوں نے ان کو قید کر دیا اس طرح کی ان کی حرکتیں برابر جاری تھیں

(۱) تاریخ بدء الاسلام ص ۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ويمنعوهم فجرت الى الحرب
وكانت وقعات ثم انه قدم
لقريش قفل من الشام يقودهم
ابو سفيان ومعه ثلاثون
رجلا وبلغ ابا سفيان ان
محمدا يريده فارسل الى مكة
واعلم قريشا بذلك وخرج
الناس من مكة سراعا ولم
يتخلف من الاشراف غير ابى
لهب وكانت عدتهم تسعمأة و
خمسين رجلا فيهم مأة فرس
ولما بلغ ذلك رسول الله ﷺ
ندب الناس فخف بعضهم
وثقل بعضهم وفيهم من اراد
ان يغير على القافلة فما
ارتضىٰ بذلك رسول الله ﷺ
وخرج من المدينة ليمنع
قريشاً وذلك قوله تعالى "كَمَا
اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ
وَاِنَّ فَرِيْقاً مِنَ

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کچھ دستے مرتب فرمائے تا کہ ان کی کاروائیوں کا علم ہو سکے، اور اس کی روک تھام ہو سکے، اسی اثنا میں قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے آرہا تھا جس میں تیس افراد تھے اور ان کا قائد ابوسفیان تھا، ابوسفیان کو یہ خبر لگی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس پر حملہ کرنے والے ہیں، چنانچہ اس نے مکہ خبر بھیج کر قریش کو خبر کرا دی اس خبر کا سننا تھا کہ مکہ کے لوگ اُمڈ آئے، شرفائے مکہ میں ابولہب کے سوا کوئی نہیں باقی بچا۔ ان کی تعداد نو سو پچاس تھی جن میں سو گھوڑ سوار تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے صحابہ کو جنگ کے لئے آمادہ کیا بعض صحابہ تو فوراً تیار ہو گئے مگر بعض حضرات کو تردد لاحق ہوا کچھ لوگ یہ چاہتے تھے کہ قافلہ ابوسفیان پر ہلہ بول دیا جائے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا اور مدینہ منورہ سے قریش ہی سے مقابلہ کے لئے نکلے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے، تمہارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَارِهُوْنَ. يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ. وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ. (۱)

پروردگار نے صحیح پہلو اختیار کر کے تم کو گھر سے نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانوں کا ایک گروہ ناخوش تھا وہ لوگ حق بات میں بعد اس کے ظاہر ہونے کے تم سے جھگڑتے تھے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے لگے) گویا ان کو زبردستی موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور وہ موت کو دیکھ رہے ہیں اور جب خدا تم سے یہ وعدہ کرتا تھا کہ دو جماعتوں میں سے ایک تمہارے ہاتھ آجائے گی اور تم چاہتے تھے کہ جس میں لڑنے کا بوتہ نہیں وہ تمہارے ہاتھ آئے اور اللہ کی مرضی یہ تھی کہ اپنے حکم سے دین حق کو قائم کرے اور کافروں کی جڑ کاٹ ڈالے۔

مذکورہ بالا چند مثالوں سے تاریخ بدء الاسلام کے اسلوب نگارش کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے، یہ رسالہ ایک مدت سے شائع نہیں ہوا ہے اور اس کا فارسی اور اردو ترجمہ بھی کم یاب ہے یہ مدارس کے مبتدی طلبہ کے لئے ایک مفید اور کارآمد رسالہ ہے، اس لئے اس کی تخریج اور تحشیہ کے ساتھ اشاعت ضروری ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ دارالمصنّفین کے موجودہ ذمہ داروں نے یہ تہیہ کیا ہے کہ وہ علامہ شبلی کی تمام تحریروں کو شائع کریں گے، چنانچہ اس رسالہ کی اشاعت بھی ان کے پیش نظر ہے البتہ اس کے نئے ایڈیشن میں آیات و واقعات کے حوالہ جات کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱) تاریخ بدء الاسلام ص ۲۰۔۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كتاب الجزية

بانی دارالمصنفین علامہ شبلی نعمانی کے قیام علی گڈھ کے دور آخر کا ایک اہم عربی رسالہ ''کتاب الجزیہ'' ہے، ۱۸۹۲ء سے لے کر ۱۸۹۸ء تک علامہ شبلی کے قلم سے متعدد محققانہ تاریخی مضامین نکلے جو ملک کے مشہور رسالوں میں شائع ہوئے اور ''رسائل شبلی'' کے نام سے بعد میں یکجا طور پر منظر عام پر آئے ان مضامین کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ یہ حساس قسم کے موضوعات پر مشتمل ہیں اور ان میں اسلامی تہذیب وتمدن کے متنوع پہلوؤں کی صحیح عکاسی کی گئی ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی ان مضامین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''یہ مضامین زیادہ تر مسلمانوں کی تہذیب وتمدن سے متعلق تھے ان میں یا تو اسلام کے آئینہ سے گردوغبار کو صاف کیا گیا ہے جو یورپین تعصب کی آندھی نے اس پر ڈالا تھا اور یا مسلمانوں کے عہد زریں کے مرقع کی کوئی پرانی تصویر جو نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی دوبارہ منظر عام پر لائی گئی ہے۔''(۱)

انھی مضامین میں ایک اہم مضمون جزیہ سے متعلق بحث وتحقیق پر مشتمل ہے جس کو علامہ شبلی نے اصلاً اردو میں لکھا تھا اور خود اس کا عربی ترجمہ کیا جو مطبع مفید عام آگرہ سے ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں شائع ہوا۔ مولانا سید سلیمان ندوی اس رسالہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''مسلمان بادشاہوں پر بڑا الزام تھا کہ انھوں نے اپنی غیر مسلم رعایا پر جزیہ کا

(۱) حیات شبلی ص ۲۲۵، ۲۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظالمانہ ٹیکس لگا کر بڑی توہین کی۔ ہندوستان کی تاریخوں میں بھی اس کو بار بار دہرایا گیا تا کہ ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے نفرت بیٹھ جائے، مولانا نے رسالہ ''الجزیہ'' لکھ کر اس خوبی سے اس کی حقیقت واضح کی کہ علمی دنیا پر اس تحقیق سے حیرت چھا گئی۔''(۱)

عربی رسالہ ''کتاب الجزیہ'' محض اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے، اس کی زبان نہایت سلیس اور رواں ہے۔ یہ موضوع مستشرقین یورپ کا پیدا کردہ ہے اور اس کے اثرات مصر اور دیگر ممالک عربی پر بھی پڑے، چنانچہ اس رسالہ کا عربی ترجمہ خود مولانا شبلی نے اپنے قلم سے کیا اور اس کا انگریزی ترجمہ سر سید احمد خان نے کروایا۔ بقول مولانا سید سلیمان ندوی ''اس طرح مشرق و مغرب دنیا کے دونوں حصوں میں یہ آواز پھیل گئی، یہاں تک کہ مصر کے مشہور اخباروں اور رسالوں اور تصنیفوں میں اس کے خلاصے اور اقتباسات چھپے۔''(۲)

کتاب الجزیہ کے مقدمہ سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مستشرقین کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا ہے علامہ شبلی رقم طراز ہیں:

اعلم ان الجزية من اعظم	جاننا چاہئے کہ جزیہ اہل یورپ کے
ماتعلق به الاربايون فی	نزدیک شریعت اسلامیہ پر طنز و تشنیع کا
القدح علی الشريعة الاسلامية	سب سے اہم حربہ اور پسندیدہ موضوع
والحط من شأنها فمن ظانٍ	ہے ان میں سے بعض کا یہ کہنا ہے کہ جزیہ
يظن ان الجزية لم يكن لها	کا وجود شریعت اسلامیہ کی دین ہے اس
عين ولا اثر فی جيل من	سے پہلے دنیا کی کسی قوم میں یا کسی ملک
الاجيال ودولة من الدول	میں اس کا شائبہ تک نہیں ملتا ہے اسلامی

(۱) حیات شبلی ص ۲۲۷۔ (۲) ایضاً۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانما الشريعة الاسلامية هي التي احدثت هذه البدعة واسست بنيانها ومهدت لها اصولها واركانها ومن زاعم يزعم ان وضع هذه القاعدة لم يكن الا اذلا لا لاهل الذمة واهانة لهم فهي آية الذل وسمة الهوان وشعار الخزى وعلامة العار حتى انه هان على كثير من الاقوام الدخول في الاسلام هربا عن احتمال الضيم والرضاء بالذل ولا جل هذا ترى الاوربا وين اذا قرع سمعهم هذا اللفظ يمجه سمعهم وتشمئزمنه نفوسهم۔ (۱)	شریعت نے اس کو وجود بخشا اور اس کے اصول وضوابط مقرر کئے اور بعض یہ کہتے ہیں جزیہ کا ضابطہ ذمیوں کی تحقیر وتذلیل کے لئے وضع کیا گیا ہے چنانچہ اسی سبب سے بہت سی قوموں نے بجبر اسلام قبول کرلیا تا کہ جزیہ کی ذلت وخواری سے محفوظ رہ سکیں جزیہ کے اسی مفہوم کی بنا پر یہ لفظ جب اہل یورپ کے کانوں سے ٹکراتا ہے تو وہ اس کو نہایت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

علامہ شبلی نے اس امر واقعہ کا اعتراف بھی کیا ہے کہ اہل یورپ کی یہ برگشتگی بعض ان عبارتوں کی وجہ سے ہے جو جزیہ کا صحیح مفہوم نہیں پیش کرتی ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

والحق انهم غير ملومين في ذلك فان من احاط علما بنصوص المتاخرين من الفقهاء يستبين له في اول الامر	واقعہ یہ ہے کہ اہل یورپ کا یہ طرز عمل کچھ بیجا بھی نہیں ہے جن لوگوں نے متاخرین فقہاء کی تحریروں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے ان کی نظر سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ

(۱) کتاب الجزیہ ص ۲۔۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان وضع امثال هذه الرسوم اقصى ما يقصد به اذلال قوم وارغام أنفها مع ان الشريعة الاسلامية ابعد محلا و ارفع شانا من ان يمسها عار او يلحقها عيب وابى الله الا برائتها عن كل جور وحيف۔ (۱)

ان کے اسلوب بیان سے اول وہلہ میں یہی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ ٹیکس کسی قوم کی تحقیر وتذلیل کے لئے ہی وضع کیا گیا ہے حالانکہ شریعت اسلامیہ کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے بلکہ وہ ہر قسم کے عار و عیب سے منزہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ شریعت کو ہر قسم کے ظلم وعدوان سے محفوظ فرمایا ہے۔

علامہ شبلی نے اس مختصر رسالہ میں تین فصلیں قائم کر کے یہ حقیقت بے نقاب کی ہے کہ جزیہ کا وجود ما قبل اسلام سے ہے اور اس کا موجد شہنشاہ ایران نوشیرواں ہے اور خود یہ لفظ فارسی الاصل ہے اہل فارس جزیہ کو "گزیت" کہتے تھے اور فارس میں اور خود عرب میں اسلام سے پہلے اس کا باقاعدہ نظام رائج تھا۔

علامہ شبلی کا کہنا ہے کہ مذہب اسلام نے اس قدیم نظام کو ضرور اختیار کیا مگر اس سے کسی قوم کی تذلیل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ ایک ٹیکس کے طور پر ان لوگوں سے لیا جاتا تھا جو بے خوف وخطر اپنے کاروبار میں مشغول رہتے تھے اور حکومت ان کی حفاظت کا انتظام کرتی تھی، چنانچہ وہ جزیہ کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

وحاصله انه يجب على كل فرد من افراد الملة المدافعة عن نفسه وماله فمن كان يقوم بهذا العباء بنفسه فليس عليه شئى و هولاء هم اهل الجند

خلاصہ کلام یہ کہ ملت کے ہر فرد پر اپنی جان ومال کی حفاظت واجب ہے ان میں بعض افراد تو بنفس نفیس اس فریضہ کو انجام دیتے ہیں جیسے فوج کے نوجوان تو ان پر کوئی رقم عائد نہیں ہوتی ہے لیکن بقیہ

(۱) کتاب الجزیہ ص ۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمقاتلة واما من كان يشغله امر العمارة وتدبير الحرث عن المخاطرة بالنفس فيحق عليه ان يودى شيئا معلوما من كل سنة يصرف فى وجوه حمايته والدفاع عنه وهذا هو المعنى بالجزية بانها توخذ من اهل العمارة وتعطى للمقاتلة والجند الذين نصبوا انفسهم لحماية البلاد واستتباب وسائل الا من والسلامة لكافة العباد۔ (۱)

جو لوگ تجارت وزراعت وغیرہ کے کاموں میں مشغول ہیں اور اپنی جان کو حفاظت کے لئے جوکھم میں نہیں ڈالتے تو ان کے لئے ایک سالانہ رقم متعین کی گئی جو ان سے لے کر دفاع کے کام میں صرف کی جائے بس یہی جزیہ کی حقیقت ہے کہ اس کو عام رعایا سے وصول کیا جاتا ہے اور اس کو ان فوجیوں پر صرف کیا جاتا ہے جو ملک کی سرحدوں کی حفاظت پر مامور ہیں اور انسانی سلامتی کے تمام امور پر ان کو صرف کیا جاتا ہے۔

علامہ شبلی نے مستند کتب تاریخ سے متعدد معاہدوں کی عبارتیں نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلامی دور حکومت میں جزیہ کا یہی مفہوم تھا اور اسی کے مطابق عمل ہوتا رہا۔

اس رسالہ کے خاتمہ کی عبارت نہایت بلیغ ہے، ملاحظہ ہو:

ولما بلغت من التعمق فى البحث والا معان فى الفحص الى هذا الحد حان لى ان اقول اطف المصباح فانه قد طلع الصباح وما ذا بعد الحق الا الضلال وبالله ثقتى وعليه اعتمادى وهو الكبير المتعال۔ (۲)

جب اس حد تک بحث و تحقیق ہو چکی تو یہ موقع آ گیا کہ میں کہوں کہ اب چراغ گل کرو کہ صبح ہو گئی، اور حق کے مقابلہ میں گمراہی ہے اور اللہ ہی پر میرا بھروسہ اور اعتماد ہے اور وہ ذات برتر ہے۔

(۱) کتاب الجزیہ ص ۸، (۲) کتاب الجزیہ ص ۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الجزیہ کا صرف پہلا ایڈیشن شائع ہوا اس کے بعد دوبارہ اس کی طبع واشاعت کی نوبت نہ آسکی، دارالمصنفین کے پیش نظر اس رسالہ کی اشاعت بھی ہے۔

اسکات المعتدی علی انصات المقتدی

بانی دارالمصنفین علامہ شبلی نعمانی کی یہ پہلی عربی تصنیف ہے جو ان کے عنفوان شباب کی یادگار ہے۔ اس کتاب کی تالیف اعظم گڈھ میں ہوئی اور اس وقت علامہ شبلی کا علی گڈھ سے تعلق قائم نہیں ہوا تھا، مگر اس تصنیف سے اندازہ ہوتا ہے کہ علی گڑھ سے تعلق پیدا ہونے سے قبل ان میں تصنیف وتالیف کا غیر معمولی جوہر نمایاں ہو چکا تھا۔

اسکات المعتدی بظاہر ایک مختصر عربی رسالہ ہے جس کے طرز تحریر اور اسلوب تحقیق پر علامہ شبلی کے استاد مولانا فاروق چریا کوٹی کے تلمذ کا اثر نمایاں ہے مگر اپنے موضوع پر یہ ایک نہایت جامع رسالہ ہے۔

علامہ شبلی کے وطن بندول سے متصل مولانا سلامت اللہ جیراج پوری کا آبائی وطن جیراج پور واقع ہے، مولانا سلامت اللہ جیراج پوری میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور عدم تقلید ان کا مسلک تھا۔ چنانچہ اس دور میں ان کے اثر سے اس خطہ میں تقلید اور عدم تقلید کا موضوع چل پڑا، اس دیار کی غالب آبادی احناف کی ہے۔ غرض دونوں طرف سے مناظرے ہوئے اور متعدد رسالے بھی لکھے گئے، علامہ شبلی کی سب سے پہلی اردو تصنیف ''ظل الغمام فی مسئلۃ القرأۃ خلف الامام'' مولانا سلامت اللہ صاحب ہی کے کسی رسالہ کے جواب میں منظر عام پر آئی۔ اسی طرح اسکات المعتدی بھی قرأت خلف الامام ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مسئلہ پر لکھی گئی۔

قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں عام علمائے احناف کا مسلک یہ ہے کہ امام کے پیچھے قرأت واجب ہی نہیں بلکہ مکروہ ہے، مگر متاخرین علماء میں مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی نے اس عام خیال سے عدم اتفاق ظاہر کرتے ہوئے ایک معتدل راہ اختیار کی ہے۔ جس کو انھوں نے اپنی کتاب ''امام الکلام فیما یتعلق بالقرأت خلف الامام'' میں درج کیا ہے۔

علامہ شبلی پر چونکہ اس زمانہ میں ایک تو مولانا فاروق چریا کوٹی کے تلمذ کے اثر سے دوسرے مقامی حالات کی وجہ سے فقہ حنفی میں ایک حد تک غلو کا جذبہ کارفرما تھا چنانچہ انھوں نے اسکات المعتدی میں مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی کی تردید کی ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی اسکات المعتدی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''احناف میں مولانا ابوالحسنات عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں ایک معتدل روش رکھتے تھے لیکن ان کو اس مسئلہ میں وہ غلو نہ تھا جو اس زمانہ کے دوسرے علمائے احناف کو تھا، مولانا موصوف نے ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں ''امام الکلام فیما یتعلق بالقراءۃ خلف الامام'' کے نام سے ایک مفصل کتاب بطور محاکمہ کے لکھی تھی اور اس میں فقہائے اربعہ کے مسلک کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا تھا اور نتیجہ یہ نکالا تھا کہ ائمہ احناف کے نزدیک امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا نہ پڑھنا متفق علیہ مسئلہ نہیں ہے، جیسا کہ سمجھا جاتا ہے بلکہ بعض پڑھنے کے بھی قائل ہیں اور کم از کم یہ کہ مقتدی پر فاتحہ کا پڑھنا نہ حرام ہے نہ مکروہ............عام علمائے احناف کی طرح مولانا شبلی مرحوم کا یہ خیال تھا کہ امام کے پیچھے قرأت فاتحہ نہ صرف یہ کہ واجب نہیں بلکہ مکروہ ہے، اسی بنا پر اسکات المعتدی علی انصات المقتدی کے نام سے ۲۴ صفحوں کا ایک مختصر رسالہ عربی میں لکھا اور مشہور مطبع نظامی کانپور میں اس کو چھپوایا۔''(۱)

(۱) حیات شبلی ص ۱۰۴۔۱۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید سلیمان ندوی کا کہنا ہے کہ یہ رسالہ احناف کے حلقہ میں کافی مقبول ہوا اور ہندوستان سے نکل کر عرب ملکوں تک پہنچ گیا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

"۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء میں جب مولانا نے اسلامی ملکوں کا سفر کیا تو اس رسالہ کے مصنف کی حیثیت سے بعض علماء نے ان کی بڑی قدر کی تھی۔"(۱)

مولانا سید سلیمان ندوی کا کہنا ہے کہ اس رسالہ کی زبان بہت ادیبانہ ہے اور دیباچہ میں مشکل الفاظ قصداً لائے گئے ہیں جو خاص مولانا فاروق صاحب کا ڈھنگ تھا۔

افسوس کہ یہ رسالہ سعی بسیار کے باوجود ہم کو دستیاب نہیں ہو سکا۔ کتب خانہ دارالمصنفین میں اس کا کوئی نسخہ موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی دوسری جگہ اس کا سراغ مل سکا۔(۲)

اس رسالہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی کے کئی شاگردوں نے اس کے جواب میں رسالے لکھے اور خود مولانا عبدالحیٔ صاحب نے رسالہ الامام کے دوسرے ایڈیشن میں ایک تکملہ بنام "غیث الغمام" کا اضافہ کر کے اسی رسالہ کی تردید لکھی ہے۔

---

(۱) حیات شبلی ص ۱۰۵۔ (۲) ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی نے اطلاع دی ہے کہ یہ رسالہ ان کو دستیاب ہو گیا ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدلیل علی المولّد والدخیل

موسوم بہ

لغات جدیدہ

یہ دارالمصنّفین کے ناظم اول مولانا سید سلیمان ندویؒ کی مرتب کردہ عربی کے جدید الفاظ کی ایک ڈکشنری ہے جس کو انھوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے زمانۂ معلّمی میں اجلاس ندوہ منعقدہ دہلی کی تجویز پر مرتب کیا اور ۱۹۱۲ء کے اجلاس ندوہ منعقدہ لکھنؤ میں اس تصنیف کو پیش کیا اور مطبع آسی لکھنؤ میں اس کی طباعت ہوئی۔

لغات جدیدہ کے سرورق پر اس کتاب کے تعارف میں حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے:

> ''عربی زبان کے تقریباً ان چار ہزار الفاظ کی تشریح وتحقیق جو آج کل عربی میں مستعمل ہیں اور جن کے بغیر عربی خواں عربی اخبارات، رسائل اور جدید تصنیفات سے متمتع نہیں ہوسکتے اور عربی زبان کے مولد ودخیل الفاظ پر محققانہ بحث''

اس سرورق پر عربی عبارت میں کتاب کا جو تعارف کرایا گیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ:

وعلی مقدمة یشرح حقیقة　　　یہ کتاب (عربی زبان کے صیغوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التولد والدخول وذيل يبين اللغات التى اقتسبت منه العربية ونوعية مااقتبسته۔	اور الفاظ کے ساتھ) ایک مقدمہ پر مشتمل ہے جس میں مولد اور دخیل کی حقیقت کو آشکارا کیا گیا ہے اور ضمیمہ ہے جس مین ان زبانوں کی وضاحت کی گئی ہے جن سے عربی نے الفاظ لئے ہیں اور اقتباس کی نوعیت بھی بتلائی گئی ہے۔

اس تعارف سے بخوبی یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ لغاتِ جدیدہ جدید عربی الفاظ کی محض ایک ڈکشنری نہیں ہے، بلکہ اس کتاب کے مقدمہ میں علم الالسنہ کے فلسفہ کو نہایت آسان صورت میں پیش کر کے مختلف زبانوں کے اتصال اور اس کے اثر سے پیدا ہونے والے لفظی تغیرات کی وضاحت کی گئی ہے، اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسی اتصال لسانی کے نتیجہ میں بہت سی زبانیں اپنی شناخت کھو بیٹھیں، صرف عربی زبان کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اپنی طویل تاریخ میں اپنے وجود کو قائم رکھا جس کا بنیادی سبب اس زبان میں قرآن مجید کے نزول کی برکت ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی لغات جدیدہ کے سبب تالیف کی وضاحت کرتے ہوئے عربی زبان کے اس شرف وامتیاز کو یوں بیان کرتے ہیں:

> ''عربی زبان اب تک زندہ ہے، اور جب تک دنیا میں قرآن ہے، زندہ رہے گی، زبانوں کے اختلاط، اقوام کی مزاحمت اور ضروریات تمدن کی کشمکش ان تمام چیزوں کا اس نے پہلے بھی مقابلہ کیا ہے، اور اب بھی مقابلہ کرے گی، وہ پہلوان جس نے یونانی، سریانی، قبطی، سنسکرت اور فارسی زبانوں کے علوم وفنون، اصطلاحات، ضروریات تمدن، اصطلاحات مذہبی کے بارگراں کو اس آسانی سے اٹھالیا، کیا یورپین کے موجودہ دنگل میں اس کی پیٹھ زمین سے لگ سکتی ہے؟ عربی زبان مع تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے قدیم الفاظ ومحاورات کے باقی ہے اور پھر جدید انقلابات سے متاثر ہورہی ہے، اس میں جدید آلات، جدید ضروریات تمدن، جدید علمی، سیاسی، تجارتی اصطلاحات اور جدید اختراعات وایجادات، جدید رسوم ورواج، جدید خیالات کے لئے موجودہ زبان میں نئے الفاظ پیدا ہورہے ہیں اور ہوگئے ہیں یا خود جدید عربی الفاظ ہیں یا کسی قدر قدیم ہیں، لیکن وہ قدیم عربی لغات میں غیر فصیح قرار پاکر مدون نہ ہوئے اور اب بولے جاتے ہیں یا غیر زبانوں سے منقول ہوکر موجودہ عربی میں مستعمل ہیں، یہ تمام الفاظ، اخبارات، مضامین، رسائل اور تصنیفات میں اس قدر شائع اور ذائع ہیں کہ ان الفاظ سے ناواقف آج کسی جدید علمی یا سیاسی تصنیف سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے اور نہ خود کسی جدید خیال کو عربی زبان میں ادا کرسکتے ہیں، اس لئے ضرورت تھی کہ ان الفاظ کی تحقیق وتشریح کے لئے ایک ڈکشنری ترتیب دی جائے، پیش نظر تالیف اسی ضرورت پر مبنی ہے۔"(۱)

لغات جدیدہ جس کو ندوہ اور دارالمصنّفین دونوں کی مشترکہ علمی میراث کہا جانا چاہیے، ایک مدت سے طبع نہیں ہورہی ہے، مطبع آسی، لکھنؤ سے اس کا جو پہلا ایڈیشن شائع ہوا تھا وہ چھوٹی تقطیع کے ۱۶۱ صفحات پر مشتمل ہے، اور بعد میں معارف پریس سے اسی کے ری پرنٹ طبع ہوئے، تاہم دارالمصنّفین کے سلسلۂ مطبوعات میں یہ شامل نہیں ہے۔ ۱۹۹۷ء میں جامعۃ الرشاد کے احاطہ میں منعقد سید سلیمان ندوی سمینار میں سید صاحب کے جملہ علمی متروکات کا مرکز اشاعت دارالمصنّفین کو قرار دیا گیا ہے اور اس فہرست میں لغات جدیدہ بھی شامل ہے، جس کو مفید ضمیموں کے ساتھ شائع کرنے کا مطالبہ اہل علم کی جانب ہے اور یہ تجویز بھی دارالمصنّفین کے اشاعتی منصوبہ کا ایک حصہ ہے۔

---

(۱) لغات جدیدہ، مقدمہ ص ۲ مطبع آسی، لکھنؤ بدون سنہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

- ابوالعلاء وما الیہ: ڈاکٹر عبدالعزیز میمن۔ المطبعۃ السلفیہ قاہرہ ۱۳۴۴ھ
- احکام القرآن: ابوبکر احمد بن علی الجصاص۔ دار الکتاب العربی، بیروت
- افادات مہدی: مہدی افادی۔ مطبوعہ گورکھپور
- الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی: مولانا شبلی نعمانی، معارف پریس، اعظم گڈھ ۱۹۹۹ء
- الرسالۃ الحمدیۃ: مترجم مولانا محمد ناظم ندوی، معارف پریس اعظم گڈھ ۱۹۸۲ء
- امعان فی اقسام القرآن: مولانا حمید الدین فراہی، مطبعہ سلفیہ مصر ۱۳۴۹ء/ دار القلم ۱۹۹۴ء
- تاریخ التمدن الاسلامی: جرجی زیدان، مطبعہ الہلال مصر ۱۹۰۴ء/ موسسۃ دار الہلال ۱۹۶۸ء
- تاریخ بدء الاسلام: مولانا شبلی نعمانی، مطبع مفید عام آگرہ
- تفسیر القرآن العظیم: حافظ ابن کثیر، مطبعہ مصطفیٰ محمد مصر ۱۹۳۷ء/ دار عالم الکتب ۱۹۹۷ء
- تفسیر تدبر قرآن: مولانا امین احسن اصلاحی، تاج کمپنی، دہلی
- تفسیر تفہیم القرآن: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ جے کے آفسیٹ پریس، دہلی ۱۹۷۷ء
- تفسیر سورۃ الفیل: مولانا حمید الدین فراہی، معارف پریس، اعظم گڈھ، ۱۹۳۵ء
- تفسیر سورہ ذاریات: مولانا حمید الدین فراہی، معارف پریس اعظم گڈھ۔
- تفسیر کبیر: امام فخر الدین رازی، مطبعہ مصریہ ۱۲۷۸ھ/ مطبع عامرہ، مصر ۱۳۰۷ھ
- تفسیر نظام القرآن: (اردو ترجمہ) مولانا حمید الدین فراہی، دائرہ حمیدیہ ۱۹۹۶ء
- حیات شبلی: مولانا سید سلیمان ندوی، معارف پریس، اعظم گڈھ ۱۹۷۹ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

+ خطبات مدراس: مولانا سید سلیمان ندوی، معارف پریس اعظم گڑھ ۱۹۸۶ء
+ دیوان الفیض: مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مطبع اختر حیدر آباد دکن ۱۹۱۵ء
+ ذکریٰ ابی العلاء: ڈاکٹر طٰہٰ حسین، مطبعۃ المعاہد مصر ۱۹۲۲ء
+ روح المعانی: امام آلوسی، مطبوعہ مصر
+ سیرۃ النبی ﷺ حصہ اول: علامہ شبلی نعمانی، معارف پریس، اعظم گڈھ ۱۹۹۶ء
+ سیرۃ النبی ﷺ حصہ دوم: علامہ شبلی نعمانی، معارف پریس، اعظم گڈھ ۱۹۹۷ء
+ سیرت عائشہؓ: مولانا سید سلیمان ندوی، معارف پریس اعظم گڑھ ۱۹۹۶ء
+ شذرات سلیمانی حصہ اول: شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڈھ ۱۹۹۰ء
+ شذرات سلیمانی حصہ دوم: شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڈھ ۱۹۹۷ء
+ شذرات سلیمانی حصہ سوم: شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڈھ ۱۹۹۸ء
+ شعر العرب (مسودہ): کتب خانہ دارالمصنفین اعظم گڈھ
+ علم الکلام: مولانا شبلی نعمانی، معارف پریس، اعظم گڈھ ۱۹۹۳ء
+ کتاب الجزیہ: مولانا شبلی نعمانی، مطبع مفید عام، آگرہ ۱۸۹۴ء
+ کتاب الفہرست: ابن ندیم، مطبعہ رحمانیہ مصر ۱۳۴۸ھ
+ کتابیاتِ فراہی: ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی، ادارہ علوم القرآن علی گڈھ ۱۹۹۱ء
+ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون: ملا چلپی، استنبول ۱۳۶۲ھ
+ لغات جدیدہ: مطبع آسی لکھنؤ
+ مختصر حیات حمید: مرتبہ عبدالرحمٰن ناصر اصلاحی، معارف پریس، اعظم گڈھ ۱۹۷۳ء
+ مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت: مولانا مناظر احسن گیلانی، ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۴۴ء
+ مشاہیر کے خطوط بنام مولانا سید سلیمان ندوی: شائع کردہ دارالمصنفین ۱۹۹۲ء
+ مقالات شبلی جلد دوم: مرتبہ مولانا سید سلیمان ندوی، معارف پریس، اعظم گڈھ ۱۹۵۰ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مقالات شبلی جلد چہارم: مرتبہ مولانا سید سلیمان ندوی، معارف پریس، اعظم گڈھ ۱۹۵۶ء
- مکاتیب شبلی: مرتبہ مولانا سید سلیمان ندوی، معارف پریس اعظم گڈھ ۱۹۱۷ء
- ملتقط جامع التاویل لمحکم التنزیل: ابو مسلم اصفہانی، مطبع البلاغ کلکتہ ۱۹۲۲ء
- مولانا سید سلیمان ندوی کی تصانیف ایک مطالعہ: سید صباح الدین عبدالرحمٰن، معارف پریس، اعظم گڈھ ۱۹۸۸ء
- میزان الاعتدال: امام ذہبی، دائرۃ المعارف، حیدر آباد ۱۳۲۳ھ
- ہندوستان عربوں کی نظر میں: شائع کردہ دار المصنفین اعظم گڈھ ۱۹۶۰ء/۱۹۶۲ء

رسائل

- المعارف ——————— لاہور ۱۹۷۰ء
- المنار ——————— مصر ۱۹۱۲ء
- الہلال ——————— کلکتہ ۱۹۱۴ء
- ترجمان القرآن ——————— لاہور ۱۳۵۴ھ
- معارف ——————— دار المصنفین، اعظم گڈھ، ۱۹۴۹ء۔ ۱۹۵۰ء۔ ۱۹۷۵ء۔ ۱۹۹۰ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ

دارالمصنّفین کی عربی خدمات

مرتبہ

کلیم صفات اصلاحی

رفیق دارالمصنّفین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشخاص

(الف)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم : ۷۸، ۷۹، ۸۲،
۱۷۴، ۱۸۴
(حضرت) آدمؑ: ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۵۲، ۱۵۹
آلوسی: ۴۱، ۵۴، ۵۵
(حضرت) آمنہ: ۱۶۱، ۱۶۳
ابان اللاحقی: ۲۰۳
(حضرت) ابراہیمؑ : ۵۰، ۵۱، ۶۴، ۶۵،
۷۲، ۷۴، ۷۶، ۸۸
ابراہیم الاحدب: ۲۱۶
ابراہیم نخعی: ۱۱۱
ابرہہ: ۸۲-۸۳، ۸۴، ۸۶
ابلیس: ۴۱، ۴۲
ابن اثیر: ۱۱۸، ۲۲۹
ابن اسحاق: ۸۳
ابن اصیبعہ: ۲۱۹
ابن القیم: ۸۹، ۹۰، ۹۲
ابن المعتز: ۱۹۷
ابن المؤید الامامی: ۲۰۸
ابن الندیم: ۳۲، ۳۵
ابن الوردی: ۱۴۲، ۱۴۳
ابن بطوطہ: ۲۱۹، ۲۲۳
ابن تیمیہ: ۹۲
ابن جریر: ۴۳
ابن جنی (ماہر لغت): ۴۹
ابن حوقل: ۱۳۴، ۲۲۰
ابن خردازبہ: ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱
ابن خلدون: ۲۰۷، ۲۲۵، ۲۲۶
ابن دانیال الموصلی: ۲۱۰
ابن رستہ: ۲۱۹
ابن رومی: ۱۹۸
ابن سلمہ: ۱۶۹
ابن سودون: ۲۱۰
ابن عبدربہ: ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۷
ابن فقیہ ہمدانی: ۲۱۹
ابن کثیر: ۳۴، ۳۹، ۴۰، ۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۸، ۷۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ندیم: دیکھئے ابن الندیم
ابوالاعلیٰ مودودیؒ: ۳۰، ۸۱، ۸۴، ۸۶
ابوالحسن علیؒ ندوی (سید): ۳۰، ۹۱، ۱۵۴، ۱۷۹
ابوالطیب احمد بن محمد الانصاری: ۲۱۰
ابوالعباس شہاب الدین احمد بن یحییٰ التلمسانی: ۲۱۰
ابوالعتاہیہ: ۲۰۳
ابوالعلا المعری: ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲
ابوالفرج عبدالرحمٰن القسطی: ۲۱۰
ابوالقاسم (کنیت ابن خردازبہ): ۲۲۱
ابوالکلام آزاد (مولانا): ۳۳، ۲۲۶
ابواللیث اصلاحی (مولانا): ۷۸، ۸۱، ۱۸۰
(حضرت) ابوبکر صدیقؓ: ۴، ۱۷۴، ۱۷۵
ابوبکر الجصاص: ۳۵، ۳۶، ۴۵
ابوتمام: ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۴
ابوجہل: ۱۵۹، ۱۷۵، ۲۳۴
ابوحفص القیرسی: ۲۱۱
ابوذرؓ: ۱۷۵
ابوزید حسن سیرافی: ۲۱۹، ۲۲۰
ابوسفیان: ۱۷۵، ۲۳۴، ۲۳۵
ابوطالب: ۲۳۰
ابوعبیدہ: ۱۰۸
ابولہب: ۸۶، ۸۷، ۱۵۹، ۱۷۵، ۲۳۵
ابومسلم اصفہانی: ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷
ابونواس: ۱۸۶، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳
ابی احمد: ۱۳۸، ۱۳۹
احمد ابراہیم: ۱۳۰
احمد الاسکندری: ۱۳۰
احمد الطرابلسی: ۲۱۱
احمد بن حنبل: ۱۲۰
احمد تیمور: ۱۲۰
احمد سعید مجددی: ۱۴۵
(مولانا) احمد علی محدث سہارنپوری: ۱۴۹
احمد محمد شاکر: ۱۳۰
احوص: ۱۹۶
اخطل: ۱۸۶، ۱۹۶، ۲۰۲
اخوند شیر محمد ولایتی: ۱۴۵
ارسطو: ۱۵۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسپنسر:۱۵۹
(سید) اسماعیل الخشاب المصری:۲۱۵
(پروفیسر) اشتیاق احمد ظلی:۲۷
اصطخری:۲۱۹،۲۲۰
اعشیٰ:۱۸۶
افلاطون:۱۵۹،۱۶۰
الانجشاری:۲۱۱
البوصیری:۲۱۰
البیرونی:۲۲۰
الساعاتی المصری:۲۱۶
السعد طراد:۲۱۶
الشاب الظریف:۲۰۹
القیراطی:۲۱۰
الیٹ:۲۲۰،۲۲۲
امام الدین (حکیم):۱۴۵
امرء القیس:۱۸۴،۱۸۶
امیر علی:۱۷۵
(مولانا) امین احسن اصلاحی:۵۹،۶۱،۶۹،۷۰،۸۳،۸۴،۸۸
امین الامین الحمصی:۲۱۵
امین الصباغ العراقی:۲۱۵
امین سلامۃ المصری:۲۱۱
انور الجندی:۱۸۰

(ب)

بثینہ:۱۹۶
بحر (ابومسلم کے والد کا نام):۳۴
بخاری (امام، محدث):۱۶۸،۱۷۰
برنیر:۲۲۳
برہان الدین الجعبری:۲۱۰
بزرگ بن شہریار:۲۱۹
بشاری مقدسی:۲۱۹
بطرس الحمصی:۲۱۵
بطلیموس:۲۲۱
بکر:۱۷۵
بلاذری ۱۳۲،۱۳۳،۲۱۹
بلہرا:۲۲۲
بنوبکر بن وائل (قبیلہ) ۱۷۵
بنومروان (قبیلہ):۱۹۵
بنی نضیر (قبیلہ):۱۶۱،۱۶۳
(مسٹر) بھنڈا کر:۲۲۲
بیرونی: دیکھئے البیرونی

(ت)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاج الدین عبدالوہاب بن عرب شاہ:۲۱۰

تغلب (قبیلہ):۱۸۶

تقی الدین الحموی:۲۱۰

تمیم (قبیلہ):۱۸۴

(ث)

ثمود (قوم):۶۵، ۷۳، ۷۴

(ج)

جاحظ:۱۰۳، ۲۱۹

(حضرت) جبریلؑ:۳۸، ۵۳، ۵۴

جبرائیل الدمشقی:۲۱۵

جبرائیل دلال الحلبی:۲۱۶

جرجی زیدان: ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۷۸

جریر:۱۹۶

جمال الدین قفطی:۱۲۶، ۱۳۵

جمیل بن معمر:۱۹۶

(ح)

حاجی خلیفہ:۳۲

(خواجہ) حافظ:۱۸۵، ۱۸۶

حبیب الرحمٰن خاں شروانی:۲۴، ۲۶

حجاج بن یوسف: ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۲۱، ۱۲۲

حسانؓ بن ثابت:۱۸۹، ۱۹۵

حسنؓ:۱۶۲، ۱۶۴

حسینؓ:۱۶۲، ۱۶۴

حسین بن ضحاک:۲۰۲

حسین مونس: ۱۰۲، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۷

حطیئہ:۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۵

حکیم نورالدین:۱۰۰

حلیمہ سعدیہؓ:۱۶۱، ۱۶۳

(مولانا) حمیدالدین فراہی: ۱۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۳۰، ۳۶، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۴، ۶۷، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۵، ۷۸، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۱۰۰، ۱۲۴، ۲۲۸

(حضرت) حواؑ:۴۰، ۴۲، ۵۲

(خ)

(حضرت) خالدؓ:۲۳۱

(حضرت) خدیجہؓ:۱۶۲، ۱۶۴، ۲۳۰، ۲۳۱

خدیو اسماعیل:۲۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ علی بخش: ۱۴۲

خلیق نظامی: ۱۷۹

خلیل الیازجی: ۲۱۶

(حضرت) خنساءؓ: ۱۵۰

(پروفیسر) خورشید نعمانی: ۱۳

خیام: ۱۲۸، ۱۸۶

(د)

دارا: ۱۵۹، ۱۶۰

درویش انطالوی: ۲۱۱

دیوجانس: ۱۵۹، ۱۶۰

(ڈ)

ڈی غوجی (DegoJe): ۲۲۱

(ذ)

ذوق (شاعر): ۱۴۷

ذہبی: ۳۴، ۱۳۵

(ر)

(امام) رازی: ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۴۴، ۴۵، ۴۸، ۴۹، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۵۶، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۵، ۸۹، ۹۰، ۹۱،

ربیعہ (قبیلہ): ۱۸۴

رحمت اللہ ندوی: ۱۷۷

رشدی الصالح ملحسی: ۱۷۷

رشید احمد: ۱۴۷، ۱۴۸

(قاضی) رشید بن زبیر: ۲۱۹

(سید) رشید رضا مصری: ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳

روبہ بن عجاج: ۱۹۷

(ز)

زید: ۱۷۵

زین الدین الحمیدی: ۲۱۱

(س)

سامری: ۵۳، ۵۴

سراج الدین الوراق: ۲۱۰

سری: ۱۶۹

سعید احمد: ۱۴۷

سعید اقبال قریشی: ۱۴۷

سعید الاعظمی (مولانا): ۱۷۹

سقراط: ۱۵۹، ۱۶۰

سکندر: ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۷

سلامت اللہ جیراج پوری (مولانا): ۲۴۲

سلمون (فرانسیسی مستشرق): ۱۳۳، ۱۳۵

(حضرت) سلیمانؑ: ۴۲، ۴۳، ۴۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان الصولہ الدمشقی:۲۱۶
سلیمان تاجر:۲۱۹،۲۲۰
(سر) سید احمد خاں:۱۴۵،۲۳۸
(مولانا) سید سلیمان ندوی:۱۹،۲۱،۲۴،۲۵،
۲۶،۲۷،۲۸،۲۹،۳۲،۳۴،۵۹،۶۰،۸۹،
۹۲،۹۴،۹۵،۹۷،۹۸،۹۹،۱۰۰،۱۰۱،۱۰۳،
۱۲۷،۱۲۸،۱۲۹،۱۴۷،۱۵۳،۱۵۶،۱۵۷،
۱۵۸،۱۶۰،۱۶۵،۱۷۲،۱۷۳،۱۷۴،۱۷۵،
۱۷۶،۱۷۸،۲۲۳،۲۲۵،۲۲۸،۲۳۷،۲۲۸،
۲۴۳،۲۴۴،۲۴۵،۲۴۶،۲۴۷
سیزر:۱۵۹
سیف:۱۶۹

(ش)

شاکر شقیر اللبنانی:۲۱۶
شاہ جہاں بیگم:۱۴۹
شاہ معین الدین احمد ندوی:۲۶،۲۱۸،۲۱۹،
۲۲۷
(علامہ) شبلیؒ:۹،۱۰،۱۲،۱۳،۱۴،۱۵،۱۶،۱۸،
۱۹،۲۰،۲۱،۲۲،۲۳،۲۴،۲۵،۲۶،۲۷،۲۸،
۲۹،۳۲،۳۵،۳۶،۵۸،۵۹،۹۴،۹۵،۹۶،
۹۷،۹۸،۹۹،۱۰۰،۱۰۱،۱۰۲،۱۰۳،۱۰۴،
۱۰۸،۱۰۹،۱۱۱،۱۱۲،۱۱۳،۱۱۵،۱۱۶،۱۱۷،۱۱۹،
۱۲۰،۱۲۱،۱۲۲،۱۲۳،۱۲۴،۱۲۵،۱۲۶،۱۲۷،
۱۲۹،۱۴۶،۱۶۵،۱۶۷،۱۶۸،۱۶۹،۱۷۰،
۱۷۲،۱۷۸،۱۸۲،۱۸۳،۱۸۴،۱۸۵،۱۸۷،
۱۸۸،۱۹۷،۲۱۶،۲۲۸،۲۲۹،۲۳۰،۲۳۱،
۲۳۴،۲۳۶،۲۳۷،۲۳۸،۲۳۹،۲۴۰،
۲۴۱،۲۴۲،۲۴۳
شبلی متکلم (مولانا):۲۴
(مولانا) شبیر احمد عثمانی:۱۷
شروانی (دیکھئے حبیب الرحمٰن خاں شروانی)
شریف ادریسی:۲۱۹،۲۲۰
شریف مرتضٰی:۱۳۷،۱۳۸،۱۳۹
شری بھٹ ٹارک:۲۲۲
شمس الدین الکلاھواری:۲۱۰
شہاب الدین العنایاتی:۲۱۱
شہاب الدین الغزاوی:۲۱۰
شہاب الدین محمد بن یوسف التلعفری:۲۰۹
شیفتہ:۱۴۷

(ص)

صاعد اندلسی:۲۱۹
(حضرت) صالحؑ:۶۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صالح بن عبدالقدوس:۲۰۱

(سید) صباح الدین عبدالرحمٰن:۲۶، ۱۵۳، ۱۶۶، ۱۷۰، ۱۷۸، ۱۸۰

صدرالدین خاں آزردہ:۱۴۵

(نواب) صدیق حسن خاں:۱۴۹

صفی الدین الحلی:۲۱۰

صہبائی:۱۴۷، ۱۴۸

(ض)

(مولانا) ضیاء الدین اصلاحی:۱۱، ۲۶، ۲۷، ۲۱۸

(ڈاکٹر) ضیاء الدین انصاری مرحوم:۱۰

(ط)

طبری:۱۱۸

طرفہ بن العبد:۱۸۶

طرماح بن حکیم:۱۹۶

(ڈاکٹر) طٰہٰ حسین:۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۹، ۲۲۵، ۲۲۶

(ظ)

(پروفیسر) ظفر الاسلام اصلاحی:۶۰

(ع)

عاد (قوم):۳۰، ۷۳، ۷۴

(حضرت) عائشہؓ:۱۶۲، ۱۶۴

عائشہ الباعونیۃ الصالحیۃ:۲۱۱

عائشہ التیموریہ:۲۱۶

عبدالباری ندوی:۲۶

عبدالحی فرنگی محلی:۵۸، ۲۴۳، ۲۴۴

عبدالرحمٰن الداخل:۲۰۵

عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی:۱۷۸

عبدالرحمٰن ناصر اصلاحی:۵۹

(مولانا) عبدالسلام ندوی:۱۵، ۱۶، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۸، ۲۹، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶

عبدالعزیز میمن راجکوٹی:۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۶۵

عبدالعظیم الدیب:۱۸۰

عبدالغفار الاخرس العراقی:۲۱۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالغنی النابلسی:۲۰۸

عبدالقاہر بغدادی:۲۱۹

عبدالکریم شہرستانی:۲۱۹

عبداللطیف بغدادی:۱۲۶، ۱۲۷

عبداللہ:۱۲۶،۱۶۲

عبداللہ (دادا ابن خرداز بہ):۲۲۱

عبداللہ ابراہیم انصاری:۱۷۱

عبداللہ بن رواحہ:۱۹۱

عبداللہ بن زبیر:۱۱۳،۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷،
۱۱۸

عبداللہ بن قیس الرقیات:۱۹۶

عبداللہ پاشا فکری:۲۱۶

عبداللہ مبشر طرازی:۱۸۰

عبداللہ ندیم المصری:۲۱۶

(مولانا) عبدالماجد دریابادی:۲۶

عبدالمجید (سلطان):۱۴۹

عبدالمطلب:۸۳

عبدالملک بن مروان:۱۱۳،۱۱۴،۱۱۵، ۱۱۷

عبدالملک زیات:۱۹۹

عبدالمنان ہلالی:۲۶

عبدالوہاب النجار:۱۳۰

عبیداللہ:۲۲۱

(پروفیسر) عبیداللہ فراہی:۹، ۱۶، ۹۱

(مولوی) عتیق الرحمٰن اصلاحی:۱۴۷

عثمان بن ارطغرل:۲۱۱

عثمان بک جلال المصری:۲۱۶

عجاج:۱۹۷

عزّہ:۱۹۶

عفیف الدین تلمسانی:۲۰۹

(حضرت) علیؓ:۱۹۲، ۱۹۵

علی (ابومسلم کے والد):۳۴

علی ابوالنصر المنفلوطی:۲۱۶

علی بن بویہ:۳۴

(سید) علی درویش المصری:۲۱۵

عمادالدین خلیل:۱۸۰

(حضرت) عمرؓ:۹۸، ۱۰۵، ۱۱۵، ۱۹۵، ۲۳۰،
۲۳۱

عمرالانسی البیرونی:۲۱۶

(سید) عمر الباقی:۲۱۵

عمران بن حطان:۱۹۶

عمر بن ربیعہ:۱۹۶

عمر فروخ:۱۷۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو:۱۷۵

عمروؓ بن عاص:۱۲۲،۱۲۳،۱۲۶

عمرو بن کلثوم:۱۸۵

عمرو بن یربوع:۱۳۲

(ڈاکٹر) عمری: دیکھئے ڈاکٹر محمد عارف عمری

عیاش بن ربیعہ:۲۳۴

عیاض:۲۲۹

(غ)

غالب:۱۴۸

(ف)

(مولانا) فاروق چریاکوٹی:۲۴۲،۲۴۳،۲۴۴

(حضرت) فاطمہؓ:۱۶۲،۱۶۴،۱۷۴،۱۷۵،
۱۷۶

فتح اللہ الحلبی:۲۱۱

(مولانا) فراہی: دیکھئے (مولانا) حمید الدین
فراہی

فرزدق:۱۷۶،۱۹۷

فرعون:۶۵،۷۲،۷۳،۱۵۹

(مولانا) فضل حق خیرآبادی:۱۴۵،۱۴۹

(مولانا) فیض الحسن سہارنپوری:۵۸،۱۴۴،

۱۴۵،۱۴۶،۱۴۷،۱۴۸،۱۴۹،۱۵۰،۱۵۱،۱۵۲

(ق)

قارون:۱۵۹

قرطبی:۴۰

قریش (قبیلہ):۸۴،۸۶،۸۷،۱۱۲،۱۱۶،
۱۵۲،۱۶۱،۲۳۴،۲۳۵

قزوینی:۲۲۰

قلقشندی:۲۱۹

قنصور الغوری:۲۱۰

قیس (قبیلہ):۱۸۴

قیصر الروم:۱۶۰

(ک)

کثیر:۱۹۶

کعب بن زہیر:۱۵۰،۱۹۰

کلب علی خاں (نواب):۱۵۱

(گ)

گستاؤلی بان:۲۲۶

(ل)

لائٹز (ڈاکٹر):۱۴۵

لبید:۱۵۱

لبید عامری:۱۸۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حضرت) لوطؑ: ۶۴، ۶۵، ۷۶

(م)

مارگولیوتھ: ۹۴، ۹۸، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳،
۱۳۵، ۱۳۶

ماروت: ۴۲، ۴۳، ۴۴

مامون: ۱۰۵، ۱۹۸

مبرد: ۱۰۹

متنبی: ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۲۰۵

مجیب اللہ ندویؒ: ۲۱۸

محب الدین الخطیب: ۱۲۸

(حضرت) محمدؐ: دیکھئے آنحضورؐ

محمد اجمل اصلاحی (ڈاکٹر): ۹۱، ۱۶۶

(مولانا) محمد اسماعیل مدراسی: ۱۶۶

محمد الخضر حسین: ۱۳۰

محمد المہدی: ۲۱۵

(ڈاکٹر) محمد الیاس الاعظمی: ۱۱، ۱۴، ۲۴۴

محمد اویس نگرامی: ۹۲

محمد بن عبداللہ: ۱۱۹

محمد بن قنصوہ: ۲۱۱

محمد بن نجم الدین الصالحی: ۲۱۱

محمد پاشا مقتول: ۲۰۸

محمد جمال (سیٹھ): ۱۵۶

محمد حامد الفقی: ۹۲

(ڈاکٹر) محمد حمید اللہ: ۱۲

محمد خضری بک: ۲۲۴

محمد سعید انصاری (مولانا): ۳۳

محمد صدر الحسن ندوی: ۱۸۰

(ڈاکٹر) محمد عارف عمری: ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۶

محمد عبداللہ عنان: ۲۲۵

محمد عبداللہ قریشی: ۱۴۷، ۱۴۸

محمد علوی مالکی حسنی: ۱۸۰

محمد علی لاہوری: ۱۷۴

محمد قاسم: ۱۵۰

محمد مرتضی: ۱۰

محمد ناظم ندوی: ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۷۷

محمد نفس زکیہ: ۱۱۸، ۱۱۹

محمود پاشا البارودی: ۲۰۶

محمود لبیب: ۹۷

محمود محمد طنطاوی: ۱۸۰

مراد (قبیلہ): ۱۱۸

مرتضی: دیکھئے شریف مرتضی

مزمل اللہ خاں (نواب): ۲۱، ۱۰۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسعود عالم ندوی (مولانا): ۱۵۸
(مولانا) مسعود علی ندوی: ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶
مسعودی: ۲۱۹، ۲۲۰
مسلم: ۱۶۸، ۱۷۰
مسلم بن ولید: ۱۹۹، ۲۰۴
مسہرابزد (ابومسلم کے دادا کا نام): ۳۴
مصطفیٰ آفندی: ۲۱۱
مطہر بن طاہر مقدسی: ۲۱۹
(امیر) معاویہؓ: ۱۰۷، ۱۹۲، ۱۹۵
معتصم (خلیفہ): ۱۰۵، ۱۱۴، ۱۱۹، ۱۲۰
معتمد (خلیفہ): ۲۲۱
معرّی: دیکھئے ابوالعلا معری
معزالدین: ۱۴۴
مقتدر (خلیفہ): ۳۴
مقدسی: ۱۲۰
مقریزی: ۱۲۲، ۱۲۳
(مولانا) مناظر احسن گیلانی: ۲۱۰
منجک پاشا دمشقی: ۲۱۱
منصور: ۱۰۵، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۱۹
مودودی: دیکھئے سید ابوالاعلیٰ مودودی
(حضرت) موسیٰؑ: ۵۳، ۵۵، ۷۳، ۷۴، ۷۶، ۷۷
مومن: ۱۴۷
مہلہل بن ربیعہ: ۱۸۴
میکائیل (فرشتہ): ۳۸
میمونہ سلطان شاہ بانو (بیگم نواب حمید اللہ خان): ۲۲۸

(ن)

نابغہ: ۱۵۱، ۱۸۶
نابلیون الفارسی: ۱۶۰
ناصر خسرو: ۱۳۴
ناصف الیازجی: ۲۰۸
نافع بن جبیر: ۱۱۱، ۱۱۲
ناہیان: ۲۲۳
نبی کریمؐ: دیکھئے آنحضورؐ
نجاشی: ۸۴
نجیب الحداد اللبنانی: ۲۱۶
نحلاوی: ۲۰۸
(شیخ) نذیر حسین: ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۱
نذیر حسین محدث دہلوی: ۲۴۲
نصیب: ۱۹۶
نعمان بن بشیر انصاریؓ: ۱۳۲، ۱۳۳
نمرود: ۱۵۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوازش علی مرحوم: ۱۴۵
(حضرت) نوحؑ: ۴۷
نوشیرواں: ۲۴۰
(و)
ولبھ رائے: ۲۲۲
ولید بن یزید: ۲۰۲
ولیم میور: ۱۷۵
(ہ)
ہاروت: ۴۲، ۴۳، ۴۴
ھبنغلا القرطاجنی: دیکھئے ھنی بال
ہلاکو: ۲۰۶
ہمایوں کبیر: ۲۱۹
ہنی بال: ۱۵۹
ہونگ شیانگ چین: ۲۲۲
ہیانگ سانگ: ۲۲۳
(ی)
یاقوت: ۱۳۷
یعقوبی: ۲۱۹، ۲۲۰
یوحنا (یحییٰ نحوی): ۱۲۶
(ڈاکٹر) یوسف ہارویز: ۹۸

☆☆☆

کتب

قرآن مجید: ۳۷، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۹، ۵۱، ۵۸، ۵۹، ۶۲، ۶۵، ۶۸، ۷۳، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۳، ۸۵، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۱۰۵، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۲۰، ۱۴۱، ۱۴۴، ۱۵۴، ۱۶۹، ۱۸۰، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۰۴، ۲۲۹، ۲۳۴، ۲۴۶
(الف)
ابن اثیر (الکامل): دیکھئے کامل
ابن خلدون (تاریخ ابن خلدون): ۲۲۵
ابو العلاء و ماالیہ: ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۶۵
احسن التقاسیم: ۱۲۰
احکام القرآن: ۳۴، ۳۶، ۴۶
اسکات المعتدی علی انصات المقتدی: ۲۴۲، ۲۴۳
اسلام اور عربی تمدن: ۲۲۷
اسلام اور مستشرقین: ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسوۂ صحابہ: ۲۸

افادات مہدی: ۲۰

اقسام القرآن: ۹۱

الاسلام والحضارۃ العربیہ: ۲۳۷

الاسلام والمستشرقون: ۱۷۸، ۱۷۹

الانتقاد علی تاریخ التمدن الاسلامی: ۹، ۱۰، ۲۲، ۹۴، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۷۸

البعث الاسلامی: ۱۷۹

التبیان فی اقسام القرآن: ۸۹، ۹۰

التفسیر القیم: ۹۲، ۹۳

الجہاد فی الاسلام: ۳۰

الدلیل علی المولد والدخیل: ۲۴۵

الرسالۃ المحمدیہ: ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۴

الرأی الصحیح فیمن ھو الذبیح: ۶۰

الزہراء (رسالہ): ۱۲۸

السیرۃ النبویہ: دیکھئے سیرۃ النبیؐ

العقد الفرید: ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۱

الغزالی: ۲۰

الفاروق: ۲۰

القرأۃ الراشدہ: ۱۵۴

الکلام: ۲۰، ۲۸

المعارف: ۱۴۷، ۱۴۸

المعاہد: ۱۳۹

المنار (مجلہ): ۹۴، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲

المؤید: ۱۰۰

الندوہ: ۹۷، ۹۹، ۱۰۱، ۱۷۲، ۱۸۳

الہلال: ۲۲، ۲۳، ۲۵

الہلال (عربی رسالہ): ۹۵، ۹۷

امام الکلام فیما یتعلق بالقرأۃ خلف الامام: ۲۴۳

امالی: ۱۴۰

امعان فی اقسام القرآن: ۳۰، ۶۰، ۸۹، ۹۰، ۹۱

انجیل: ۴۵

انقلاب الامم: ۲۲۶

(ب)

بخاری: ۱۷۳

(ت)

تاریخ ابوالفداء: ۲۲۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ التشریع الاسلامی: ۲۲۴

تاریخ التمدن الاسلامی: ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۴، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۷

تاریخ بدءالاسلام: ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۶

تاریخ دعوت وعزیمت: ۳۰

تاریخ طبری: ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۶۹، ۱۷۳

تاریخ فقہ اسلامی: ۲۲۴

تاریخ گجرات: ۲۲۳

تدبر قرآن: ۸۴

تذکرہ مفسرین ہند: ۱۲

ترجمان القرآن (رسالہ): ۷۸، ۸۱

ترجمہ شیخ الہند: ۱۷

تفسیر ابن القیم: ۱۱

تفسیر ابن کثیر: ۳۴، ۴۲، ۴۳، ۴۶، ۴۸، ۷۴

تفسیر ابومسلم اصفہانی: ۱۳، ۳۲

تفسیر سورہ اخلاص: ۶۰، ۶۱

تفسیر سورۃ التین: ۶۰

تفسیر سورۃ الذاریات: ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷

تفسیر سورۃ الفیل: ۶۰، ۷۸، ۸۱، ۸۳، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۸۸

تفسیر سورۃ الکوثر: ۶۰

تفسیر سورۃ المرسلات: ۶۰

تفسیر سورہ عبس: ۶۰

تفسیر کبیر: ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۴، ۴۵، ۴۸، ۴۹، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۵۶، ۶۳، ۶۴، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۷۰، ۷۱، ۷۵

تفسیر نظام القرآن: ۳۶، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۷۶

تفہیم القرآن: ۸۴:۸۴، ۸۷

تورات: ۴۵، ۷۳، ۷۶، ۷۷

(ٹ)

ٹائمس (میگزین): ۹۸

(ج)

جمہرۃ البلاغہ: ۵۹

(ح)

حلبی (سیرت حلبیہ): ۱۶۸

حماسہ: ۱۴۶

حیاۃ الحیوان: ۱۳۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیات شبلی: ۱۹، ۲۱، ۵۸، ۹۴، ۹۵، ۹۷، ۹۸،
۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۴۷، ۲۲۸، ۲۳۷،
۲۳۸، ۲۴۳، ۲۴۴

(خ)

خطبات مدراس: ۲۷، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۲

(د)

دار المصنفین کی تاریخ اور علمی خدمات: ۱۳
دار المصنفین کی علمی خدمات: ۱۳
دروس الادب: ۱۵۳، ۱۵۴
دیوان الحماسہ: دیکھئے حماسہ
دیوان الفیض: ۱۴۴، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲
دیوان متنبی: ۱۵۲

(ڈ)

ڈیلی اکسپریس: ۱۵۷

(ذ)

ذکرابی العلا: ۱۳۲، ۱۳۳، ۲۲۵

(ر)

رحمت عالم: ۲۷
رسائل شبلی: ۹۵، ۲۳۷
رسالہ الامام: ۲۴۴
رسالہ الملائکۃ: ۱۲۹
رسالہ اہل سنت والجماعت: ۲۸
روح المعانی: ۴۲، ۴۹، ۵۵

(س)

سبعہ معلقہ: ۱۴۵
سفرنامہ افغانستان: ۲۹
سفرنامہ روم ومصروشام: ۲۹
سیرت ابن سید الناس: ۱۶۸
سیرت ابن ہشام: ۱۶۸، ۱۶۹
سیرۃ النبیؐ: ۱۳، ۲۲، ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۱۶۵،
۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲،
۱۷۳، ۱۷۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۴
سیرۃ النعمان: ۲۰
سیرت دمیاطی: ۱۶۸
سیرت عائشہؓ: ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۷۷

(ش)

شذرات سلیمانی: ۲۹، ۳۳، ۳۴، ۱۲۹، ۱۵۷،
۱۶۵، ۱۷۷
شعرالعجم: ۲۹، ۱۸۱، ۱۸۳، ۲۱۶
شعرالعرب: ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۲۱۱، ۲۱۲،
۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶
شعرالہند: ۱۶، ۱۸۱، ۱۸۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفاء الصدور: ۱۴۶، ۲۲۹

(ص)

صحاح ستہ: ۱۷۰

(ض)

ضوء السقط: ۱۴۳

(ط)

طبقات ابن سعد: ۲۸، ۱۶۸، ۱۶۹، ۲۲۴

(ظ)

ظل الغمام فی مسئلۃ قرأۃ خلف الامام: ۲۴۲

(ع)

عرب و ہند کے تعلقات: ۲۲۰

عقد الفرید: دیکھئے العقد الفرید

علم الکلام: ۲۰، ۲۸، ۳۲، ۳۵، ۳۶

(غ)

غیث الغمام: ۲۴۴

(ق)

قصیدہ بردہ: ۱۵۰

(ک)

کامل (لابن اثیر): ۱۰۹، ۲۲۹

کبیر (ابومسلم اصفہانی کی تفسیر کا نام): ۳۶

کتاب الجزیہ: ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰،
۲۴۱، ۲۴۲

کتاب الحیوان: ۱۰۳

کتاب العمدہ: ۱۸۳

کتاب الفصول والغایات: ۱۴۱

کتاب الفہرست: ۳۲، ۳۴، ۳۵

کتاب المسالک والممالک: ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲

کتابیات فراہی: ۶۰

کتب خانہ اسکندریہ: ۹۷

کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون:
۳۳

کلیلہ و دمنہ: ۲۰۳

(گ)

گلزار فیض: ۱۴۸

(ل)

لائف آف محمدؐ: ۱۷۵

لزوم ما لا یلزم: ۱۴۳

لغات جدیدہ: ۱۱، ۲۴۵، ۲۴۶

(م)

مجموعہ تفاسیر فراہی: ۶۱

مختصر حیات حمید: ۵۹

مشاہیر کے خطوط بنام مولانا سید سلیمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ندوی: ۲۲۶

معارف (رسالہ): ۱۲، ۲۵، ۲۹، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۵۷، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۶۵، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۷، ۲۰۸

معجم الادباء: ۱۳۷

معلقات سبعہ: دیکھئے سبعہ معلقہ

مقالات شبلی: ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۸۴، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۷، ۱۹۸

مقامات حریری: ۱۵۲

مکاتیب شبلی: ۳۴، ۳۶، ۵۹

ملتقط جامع التاویل لمحکم التنزیل: ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۷، ۳۹، ۴۱، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۴۹، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۵، ۵۶

مولانا داؤد اکبر اصلاحی کے قرآنی مقالات: ۱۲

مولانا سید سلیمان ندوی کی تصانیف - ایک مطالعہ: ۱۵۳

مواہب لدنیہ: ۱۶۸

میزان الاعتدال: ۳۴

(ن)

نسیم فیض: ۱۴۸

نظام القرآن وتاویل الفرقان: ۵۹

(ہ)

ہندو (روزنامہ): ۱۵۷

ہندوستان عربوں کی نظر میں: ۲۱۸، ۲۲۱، ۲۲۲

مقامات

(الف)

آسام: ۲۲۳

آگرہ: ۲۲۸، ۲۲۹

احد (پہاڑ): ۱۶۱، ۱۶۲، ۲۳۱

استنبول: ۳۲

اسکندریہ: ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۲۵، ۱۲۶

اصفہان: ۳۴

اعظم گڑھ: ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۲۴، ۲۶، ۳۳، ۳۵، ۵۸، ۵۹، ۷۸، ۸۹، ۱۵۸، ۱۵۹، ۲۱۸، ۲۴۲

الجزائر: ۱۶۶

اندلس: ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۱۰، ۲۲۷

انہلواڑہ: ۲۲۲

اورنگ آباد: ۲۲۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران:۲۸، ۱۵۹، ۱۸۵، ۱۸۷، ۲۰۱، ۲۴۰

ایشیا:۱۸۵

(ب)

بحرین:۱۶۱، ۱۶۲

بدر:۱۶۱، ۱۶۲، ۲۳۴

برصغیر: دیکھئے برصغیر پاک وہند

برصغیر پاک وہند:۵۶، ۵۷، ۱۵۲، ۲۲۴

برلن:۹۷

بصرہ:۱۱۱، ۲۰۰

بُصریٰ:۱۶۱، ۱۶۳

بغداد: ۱۳۱، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۲۱

بلاد عربیہ:۱۲۸، ۱۳۰

بمبئی: دیکھئے ممبئی

بندرگھوگھ:۲۲۲

بندول:۲۴۲

بھاؤنگر:۲۲۲

بھروچ:۲۲۲

بھوپال:۲۶، ۴۱، ۲۲۸

بیروت:۳۶، ۹۴، ۲۱۲

(پ)

پاکستان:۲۶۔

پٹنہ:۱۳

پنجاب:۱۴۸

پونہ:۲۵

پھریہا:۵۸، ۵۹

(ت)

ترکی:۱۴۹

(ج)

جابہ:۲۲۲، ۲۲۳

جدہ:۱۷۸

جزر:۲۲۲، ۲۲۳

جزیرہ: دیکھئے جزیرۃ العرب

جزیرۃ العرب:۲۱۰

جیراج پور:۲۴۲

(ح)

حبش:۸۴

حبشہ:۲۳۰

حبیب گنج:۲۴۱

حجاز:۱۶۲، ۱۹۳، ۱۹۶، ۲۱۲

حجون:۱۱۸

حلب:۱۳۵

حمص:۱۳۱، ۱۳۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنین:۱۶۱،۱۶۲

حیدرآباد:۲۵،۳۴،۵۹،۱۴۴

حیرہ:۱۸۶

(خ)

خراسان:۱۱۱،۲۲۱

خلیج سویز:۷۷

خلیج عقبہ:۷۳،۷۷

خیبر:۱۶۱،۱۶۳

(د)

دکن:۱۴۴،۲۲۳

دمشق:۹۱،۲۱۲

دہلی:۲۰،۱۴۶،۱۴۷،۲۴۵

(ر)

رام پور:۱۴۵،۱۴۹

روم:۱۴۳،۱۵۹

رہمی:۲۲۲،۲۲۳

(س)

سامراء:۱۰۵،۱۱۴

سرائمیر:۵۹

سسلی:۲۲۷

سمرقند:۱۲۳

سہارنپور:۱۴۴،۱۴۶،۱۴۷

(ش)

شام:۱۱۱،۱۱۶،۱۳۱،۱۳۵،۱۶۲،۲۰۶،۲۰۹،
۲۱۰،۲۱۲،۲۱۳،۲۱۴،۲۳۵

شعب ابی طالب (گھاٹی):۱۶۱،۱۶۲

(ط)

طافن:۲۲۲،۲۲۳

طائف:۲۳۰

(ع)

عجم (قوم):۱۰۳،۱۰۸،۱۸۷،۱۹۷،۱۹۸،
۲۰۰،۲۰۱،۲۰۲،۲۰۳

عراق:۱۱۴،۱۳۴،۲۱۰،۲۱۲

عرب (قوم):۳۹،۷۴،۷۹،۸۱،۸۲،۸۴،
۸۶،۸۷،۸۸،۱۰۲،۱۰۳،۱۰۴،۱۰۶،۱۰۷،
۱۰۸،۱۰۹،۱۱۰،۱۱۲،۱۱۳،۱۵۴،۱۶۱،۱۶۲،
۱۷۰،۱۷۵،۱۷۸،۱۸۰،۱۸۴،۱۸۵،۱۸۶،
۱۸۷،۱۸۸،۱۹۲،۱۹۷،۱۹۸،۲۰۰،۲۰۱،
۲۰۲،۲۰۳،۲۰۴،۲۱۶،۲۱۸،۲۱۹،۲۲۰،
۲۲۲،۲۲۳،۲۲۷،۲۳۱،۲۳۲،۲۳۳،۲۴۰،
۲۴۴

عرفات:۱۰۵،۱۱۴،۱۱۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی گڑھ: ۱۰، ۲۰، ۲۷، ۵۸، ۶۰، ۱۲۸، ۱۴۵، ۱۴۶، ۲۲۸، ۲۳۷، ۲۴۲

عمرآباد: ۱۲

(غ)

غابہ: ۲۲۲، ۲۲۳

غازیپور: ۴۵

(ف)

فارس: دیکھئے ایران

فارسیہ: ۱۳۶، ۱۳۷

فدک: ۱۶۱، ۱۶۳

فرنگ: ۲۰۹

(ق)

قادسیہ: ۱۳۶

قادیان: ۱۰۰

قامرون: ۲۲۲، ۲۲۳

قاہرہ: ۱۰۲، ۱۳۵، ۱۶۵، ۲۰۷

قرطبہ: ۲۰۵

قسطنطنیہ: ۲۰۸

قطر: ۱۷۱

(ک)

کارتھج: ۱۵۹

کامروپ: ۲۲۳

کانپور: ۲۴۳

کراچی: ۵۸

کلکتہ: ۲۵، ۳۳

کوفہ: ۱۱۱، ۲۰۰

کویت: ۹۱

(گ)

گجرات: ۲۲۲، ۲۲۳

گھیلارونڈی: ۲۲۲

(ل)

لاریکا: ۲۲۲

لاہور: ۵۷، ۵۸، ۶۱، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۵۱

لبنان: ۲۱۲، ۲۱۴

لکھنؤ: ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۶، ۵۸، ۶۰، ۹۲، ۹۲، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۴۷، ۱۷۹، ۲۴۵، ۲۴۷

لیڈن: ۲۲۱

(م)

محول: ۱۳۷

مدراس: ۱۵۶، ۱۵۷

مدینہ منورہ: ۱۲، ۱۱۱، ۱۱۴، ۱۱۹، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۶، ۲۳۴، ۲۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر: ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۴۱، ۶۰، ۸۹، ۹۴، ۹۶،
۹۷، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۱۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۶،
۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۴، ۱۵۸، ۱۶۵، ۱۶۶،
۱۸۳، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۳،
۲۱۴، ۲۲۵، ۲۳۸

معرس النعمان: دیکھیے معرۃ النعمان

معرۃ النعمان: ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵،
۱۳۶، ۱۳۷

معرۃ حمص: ۱۳۲، ۱۳۳

مقدونیہ: ۱۵۹

مکہ: ۸۲، ۸۷، ۸۸، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۶۱،
۱۶۲، ۱۶۳، ۱۷۶، ۱۹۱، ۲۳۱، ۲۳۴، ۲۳۵

ممبئی: ۱۰

منیٰ: ۱۰۵، ۱۱۴، ۱۱۹

(ن)

نجد: ۲۱۲

نہر موسیٰ: ۱۳۷

(و)

وادی الفرات: ۱۳۷

وادی نیل: ۲۱۲

وڑا (گاؤں): ۲۲۲

ولایت شاہ (محلہ): ۱۴۴، ۱۴۵

ولبھ یا ولبھی پور: ۲۲۲

(ہ)

ہند: دیکھیے ہندوستان

ہندوستان: ۱۲، ۱۳، ۱۸، ۲۱، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۱،
۱۲۸، ۱۳۰، ۱۴۶، ۱۵۴، ۲۰۱، ۲۰۶، ۲۱۸،
۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۳۸، ۲۴۴

(ی)

یمن: ۸۴، ۱۱۱، ۲۱۲

یونان: ۳۳، ۱۵۹، ۱۶۰، ۲۰۱

یورپ: ۱۹، ۲۰، ۳۳، ۳۴، ۱۲۵، ۱۵۹، ۱۶۸،
۱۷۲، ۱۷۵، ۱۷۶، ۲۲۷، ۲۳۸، ۲۳۹

☆☆☆

28640

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

892.7 م 264 د
28640-EU-64